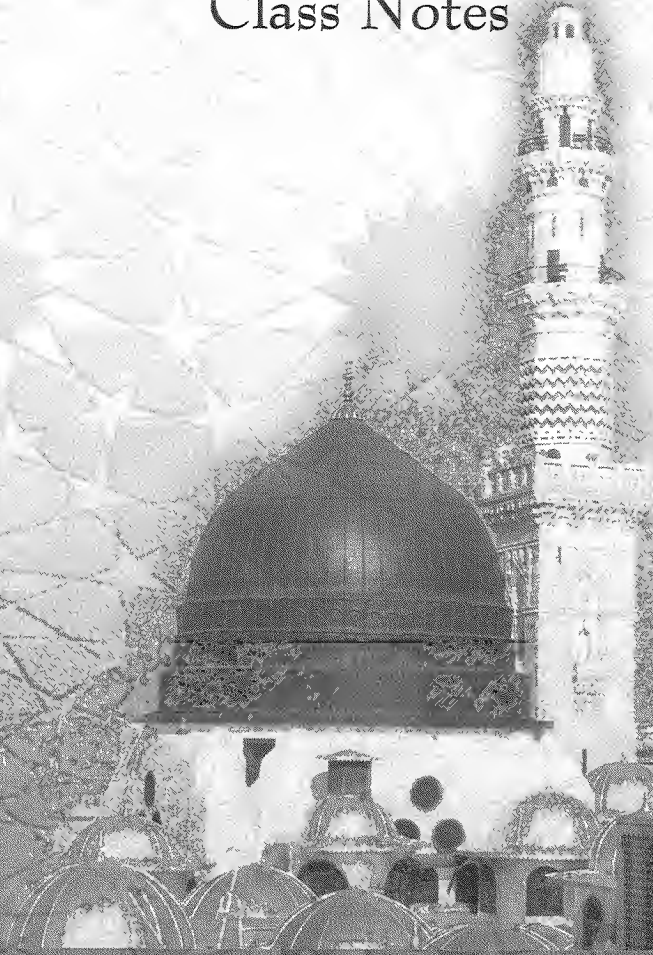


فقہ کے بنیادی اصول

Foundations of Islamic Jurisprudence

Class Notes



تاریخ اسلام کی پہلی درسگاہ، چہان سہ فقہ کی بنیاد پڑی

Taught by

شیخ ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی

Shaykh Zulfikar Ahmad Naqshbandi Mujaddedi

Reviewed by

شیخ محمد سعید صاحب، مستند عالم اسلام، ریوڑی

Organized by

انجمن اسلامیہ اسلامیہ تعلیم و تربیت، ریوڑی

مدرسہ اسلامیہ تعلیم و تربیت، ریوڑی

© 2011

All rights reserved.

Printed at the Islamic Education Centre, Riyadh.



فقہ کے بنیادی اصول

FOUNDATIONS OF ISLAMIC JURISPRUDENCE

(JUNE 9 - 13, 2004)

TAUGHT BY

HAZRAT MAULANA ZULFIQAR AHMAD NAQSHBANDI

حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی (دامت برکاتہم)

REVIEWED BY

مفتی عبدالمتقدر صاحب - مسجد نداء الاسلام، نیوجرسی

دارالعلوم الاسلامیہ - سکرامنتو، کیلیفورنیا

حضرت مولانا سعید ٹیل صاحب - مہتمم



Please contact the following for further information and additional assistance in conducting this course:

HAZRAT MAULANA ZULFIQAR AHMED NAQSHBANDI

011-92 -471-625454

faqeer@brain.net

www.tasawwuf.org

www.faqirpublications.com

Mufti Kamaluddin Ahmed
(703) 981-5201
kamaluddin@att.net

Syed Kashif Karim
(847) 452-7339
kashif@tasawwuf.org

DARUL ULOOM AL-ISLAMIYAH SACRAMENTO

Maulana Saeed Patel

Principal

7285 25th Street

Sacramento, CA 95822

(916) 424-4770 *tel*

(916) 422-4720 *fax*

spatel6519@hotmail.com

darululoomsacto@hotmail.com



فقہ کے بنیادی اصول

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۱	تعارفی نشت
۵	درس الفقہ: درس نمبر ۱: علم کا پہلا مانخ: قرآن مجید
۹	درس الفقہ: درس نمبر ۲: علم کا دوسرا مانخ: حدیث مبارکہ
۱۱	درس الفقہ: درس نمبر ۳: علم کا تیسرا مانخ: عمل صحابہ (اجماع امت)
۱۱	صحابی کی تعریف
۱۱	توحید کا تعلق فطرت سے
۱۱	رسالت کا تعلق محبت سے
۱۲	شان صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعلق عقل سلیم سے
۱۲	نسبت کی وجہ سے عظمت
۱۳	مقام صحابہ رضی اللہ عنہم کی رو سے
۱۵	شان حبیب اللہ ﷺ
۱۵	آزمائش و امتحان کا خدائی دستور
۱۶	انوکھے انعام کیلئے انوکھا امتحان
۱۷	نتیجے کا خدائی اعلان
۱۷	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کا مرتبہ



صفحہ نمبر	عنوان
۱۸	صحابہ کرام رضکا ایمان معیار ہے
۱۸	صحابہ کرام رضکا مقام امانت و پیشوائی ہے
۱۸	معاہیت صحابہ کرام رضکا انکار رسوائی ہے
۱۹	صحابہ کرام رض کے ساتھ خلافت ارضی کا وعدہ
۲۰	”محمد رسول اللہ والذین معہ“ کی حیران کن مثالیں
۲۵	معیت خاصہ کی مثالیں
۲۷	مشاہرات صحابہ رض
۳۰	ایک خوبصورت مثال
۳۰	مشاہرات کا پس منظر
۳۱	روشنی کے مینار
۳۵	اختلاف صحابہ کی حقیقت
۳۶	صحابہ کرام رض پر عمومی اعتراضات: حضرت ابوبکر صدیق رض
۳۸	صحابہ کرام رض پر عمومی اعتراضات: حضرت عمر فاروق رض
۳۸	صحابہ کرام رض پر عمومی اعتراضات: حضرت عثمان غنی رض
۳۹	ایک سنہ اصول
۴۰	صحابہ کرام رض کی وکالت



صفحہ نمبر	عنوان
۴۳	اجماع امت (شرعی دلائل)
۴۵	درس الفقہ: درس نمبر ۴: علم کا پوتھا مانڈ (قیاس و اجتہاد)
۴۷	قیاس کے شرعی دلائل
۴۹	درس الفقہ: درس نمبر ۵: ضرورت فقہ
۵۰	درس الفقہ: درس نمبر ۶: مقام فقہ
۵۲	درس الفقہ: درس نمبر ۷: اساس الفقہ
۵۵	درس الفقہ: درس نمبر ۸: فقہ کا دائرہ کار
۵۹	درس الفقہ: درس نمبر ۹: تدوین فقہ
۶۰	خفی اصول فقہ
۶۴	تدوین فقہ کے منازل
۶۷	درس الفقہ: درس نمبر ۱۰: امام اعظم ابوحنیفہ ر
۷۴	ضرورت استاد (ا)
۷۵	ضرورت استاد (ب)
۷۶	درس الفقہ: درس نمبر ۱۱: تقلید
۷۹	تقلید شخصی



صفحہ نمبر	عنوان
۸۲	درس الفقہ: درس نمبر ۱۲: اسلام میں قانون سازی
۸۵	درس الفقہ: درس نمبر ۱۳: معارف و مسائل
۸۸	درس الفقہ: درس نمبر ۱۴: فقہ، اصول و کلیات
۹۲	درس الحدیث: درس نمبر ۱: درس حدیث
۹۶	درس الحدیث: درس نمبر ۲: حدیث نبوی ﷺ پر قرآن کا سایہ
۹۸	درس الحدیث: درس نمبر ۳: حفاظت حدیث
۹۹	درس الحدیث: درس نمبر ۴: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کتابت حدیث
۱۰۰	درس الحدیث: درس نمبر ۵: رجال الحدیث
۱۰۲	درس الحدیث: درس نمبر ۶: تدوین حدیث



تعارفی نشست

○ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قل رب زدنی علما۔ نبی ﷺ نے فرمایا: العلم نور۔

☆ آج کے پرفتن دور میں تین تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ کی معرفت کی بجائے کائنات کی معرفت حاصل کرنے پر محنت ہو رہی ہے۔

(2) روح پر محنت کرنے کی بجائے مادے پر محنت ہو رہی ہے۔

(3) آخرت سنوارنے کی بجائے دنیا سنوارنے کو مقصد بنا لیا گیا ہے۔

☆ دنیا سیرگاہ نہیں۔ تماشا گاہ نہیں۔ آرام گاہ نہیں۔ قیام گاہ نہیں۔ بلکہ امتحان گاہ ہے۔ افسوس کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا لیا ہے۔

غنیمت سمجھ زندگی کی بہار آنا نہ ہوگا یہاں بار بار

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

☆ مثل مشہور ہے: الوقت من ذهب وفضة الوقت سيف قاطع

میری زیست کا حال کیا پوچھتے ہو بڑاپا نہ بچپن نہ میری جوانی

جو چند ساعتیں یاد دلبر میں گزریں وہی ساعتیں ہیں میری زندگانی

☆ امام شافعی کا قول: کہ مجھے صوفیاء کی دو باتوں سے بہت فائدہ ہوا

(1) اگر تم وقت کو نہیں کاٹو گے تو وقت تمہیں کاٹ دے گا۔ (2) اگر تم نفس کو حق میں مشغول نہیں کرو گے تو یہ تمہیں باطل میں مشغول کر دے گا۔

○ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما الاعمال بالنیات۔

☆ حضرت عمرؓ نے فرمایا: لا عمل لمن لا نية له۔

☆ ابن کثیرؒ نے فرمایا: نیت کرنا سیکھو، یہ عمل سے زیادہ اہم ہے۔

☆ داؤد طائیؑ نے فرمایا: حسن نیت تمام بھلائیوں کا مجموعہ ہے۔

☆ سفیان ثوریؒ نے فرمایا: نیت کی مسلسل نگرانی کرو، کہ یہ الٹی پلٹی رہتی ہے۔

☆ یوسف بن اسباطؒ نے فرمایا: نیت کو فاسد ہونے سے بچانا، اہل عمل کیلئے لمبی لمبی عبادتوں سے بہتر ہے۔

☆ عبد اللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا: معمولی اعمال، حسن نیت سے عظیم، اور عظیم اعمال فساد نیت سے معمولی بن جاتے ہیں۔



○ مثل مشہور ہے: العلم بالتلقى. حدیث پاک میں ہے: العین حق بقول شاعر۔ تیرا علاج نظر کے سوا کچھ اور نہیں

۔ آنکھوں میں بس گئیں ہیں قیامت کی شوخیاں دو چار دن رہے تھے کسی کی نگاہ میں

☆ حضرت مولانا عبداللہ بہلویؒ کی صحبت میں مولانا اکرم طوفانی تین دن رہے پھر تین سال تک تہجد قضا نہ ہوئی۔

☆ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حضرت گنگوہیؒ ایک مہینہ رہے اور نسبت کا نور پالیا۔

☆ نبی ﷺ اپنے تین شاگردوں کیلئے تہجد کے وقت دعائیں کرتے تھے۔ ایک امام المفسرین بنا، دوسرا امام المحدثین بنا، تیسرا امام الفقہا بنا۔

☆ یہاں پر اپنا وقت ذکر اللہ کی کثرت میں گزاریں۔ انابت الی اللہ۔ رجوع الی اللہ۔ قلب منیب، عبد منیب

۔ فکر دنیا کر کے دیکھی، فکر عقبی کر کے دیکھ چھوڑ کر اب فکر سارے، ذکر مولیٰ کر کے دیکھ

کون کس کے کام آیا کون کس کا ہے بنا سب کو اپنا کر کے دیکھا رب کو اپنا کر کے دیکھ

○ توجہ سے بات سنیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان فی ذلک لذكرا لمن کان له قلب او القی السمع و هو شهید.

ان فی ذلک لآیات لقوم یسمعون. ولو اراد الله خیرا لاسمعهم.

☆ کافر لوگ قیامت کے دن حسرت سے کہیں گے: لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر.

○ رُوح فی العلم کی نشانیاں۔ ۱۔ التقویٰ فیما بینہ وبين الله. ۲۔ التواضع فیما بینہ وبين الناس. ۳۔ الزهد فیما بینہ وبين الدنيا.

۴۔ المجاہدہ فیما بینہ وبين النفس. (حاشیہ جمل علی الجلالین)

○ شیڈول تقسیم کر دیا جائے گا۔ وقت کی پابندی کریں۔ درس اردو زبان میں ہوگا انگریزی میں ترجمہ کی سہولت ہوگی

مضمون سے متعلقہ سوالات پوچھنے کے لئے درس کے بعد وقت دیا جائے گا۔ انفرادی سوالات علیحدگی میں پوچھیں۔

☆ قرآن مجید میں سوالات پوچھنے کے آداب بتائے گئے ہیں: فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون. دوسری جگہ فرمایا:

لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤ کم.

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: شفاء العی السئوال. دوسری جگہ فرمایا: حسن السئوال نصف العلم.

○ رہائش وغیرہ سے متعلق

○ امتحان: کورس کے اختتام پر ہلکا پھلکا multiple choice test ہوگا۔

☆ جو توجہ سے لیکچر سنے گا اس کو فیل ہونے کے لئے بہت محنت کرنی پڑے گی۔

☆ درس کے نوٹس دئے جائیں گے۔ غور سے پڑھیں، ایسا نہ ہو کہ جو سطر آپ چھوڑیں وہیں سے پرچہ بنے۔



☆ کورس کے اختتام پر ٹھوٹھلیٹ اور انعامات تقسیم کئے جائیں گے۔

○ کورس کا مقصد:

☆ اپنی پہچان کرنی ہے کہ ہم کون ہیں۔ یہ ہمارا حق ہے۔ ہم ایک مسلسل علمی میراث رکھتے ہیں۔

☆ ہم رات کے اندھیرے میں نہیں بلکہ دن کی روشنی میں کہتے ہیں کہ ہم ٹپکے کے آم نہیں ہیں۔ ہم ایک مسلسل علمی میراث رکھتے ہیں۔

○ انسانی جسم مستعار ملا ہے، فائدہ اٹھاؤ۔ انسانی وجود چکی کی مانند ہے۔

☆ امام رازی کو اس وقت پر بھی افسوس ہوتا تھا جو کھانے میں لگ جاتا تھا۔

☆ امام محمدؒ سواری پر ہوتے اور امام شافعیؒ دوڑتے ہوئے سبق پڑھتے تھے۔

☆ ابن تیمیہؒ کے ایک شاگرد نے حاکم وقت سے جیل جانے کی فریاد کی۔

☆ مولانا تھکلیؒ کو 20 سال تک گنا چوسنے کی فرصت نہ ملی۔

☆ رابعہ بصریہؒ ساری رات عبادت کرتی۔ اوگھ آتی تو دعا کرتی: اللھم انی اعوذ بک من عین لا تشیع من النوم۔

ہارون رشید کے بیٹے کا واقعہ طلب علم کی روشن مثال ہے۔

۔ میسر آتی ہے فرصت فقط غلاموں کو نہیں ہے بندہ حر کیلئے جہاں میں فراغ

○ جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ سے دوستی کرے گا وہ آخرت میں دشمنوں میں شمار نہ ہوگا۔

○ ہم اپنی بے علمی اور بے عملی کے ساتھ اس دور میں زندہ ہیں جس دور میں پیدا ہونے سے اسلاف نے علم و عمل کے باوجود اللہ کی پناہ مانگی۔

○ جن کے آباء حلال مال سے پیٹ نہیں بھرتے تھے آج ان کی اولادیں حرام مال سے پیٹ بھر رہی ہیں۔

☆ جن کے آباء کے تیل کا خرچہ کھانے پینے کے خرچے سے زیادہ ہوتا تھا، آج ان کے اولادیں دن کی روشنی میں بھی مطالعہ نہیں کرتیں۔

☆ جن کے آباء چٹائیوں پر بیٹھ کر عبادت میں رات گزارتے تھے آج ان کی اولادیں نرم بستروں پر شب باشی کی عادی بن چکی ہیں۔

☆ جن کے آباء تلاوت قرآن سے دن کی ابتدا کرتے تھے، آج ان کی اولادیں اخبار پڑھ کر دن کی ابتدا کرتے ہیں۔

☆ جن کے آباء نوافل کا بھی اہتمام کرتے تھے، آج ان کی اولادیں فرض نمازوں کا بھی اہتمام نہیں کرتیں۔

☆ جن کے آباء اپنی نیکیوں کی عدم قبولیت سے ڈرتے تھے، آج ان کی اولادیں کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے بھی نہیں ڈرتیں۔

☆ جن کے آباء اپنے دشمنوں سے بھی حسن سلوک کیا کرتے تھے، آج ان کی اولادیں اپنے عزیزوں سے بدسلوکی

کرتے ہوئے نہیں گھبراتیں۔



☆ جن کے آباء کے قلوب محبت الہی کے عطر سے معطر ہوتے تھے، آج انکی اولادوں کے دل شہوانی، نفسانی، شیطانی لذتوں سے بدبودار ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے وہ کیا گردوں تھا تو جسکا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا

تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ

○ نبی ﷺ کا فرمان ہے: البرکۃ مع اکابرکم۔ اپنے اسلاف کی سچی نسبتوں کی یادیں تازہ کرنے کے لئے ہم اکٹھے ہوئے ہیں۔ ہمارا یہاں

حاضر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ دنیا کے بادشاہ بھی اپنے دروازے پر آئے ہوئے فقیروں

کو خالی نہیں جانے دیتے۔ اللہ تعالیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے۔

○ امام محمد خواب میں ملے، فرمایا پیشی ہوئی، فرمایا اگر بخشناں ہوتا تو علم کے نور سے تیرے سینے کو نہ بھرتا۔



علم کا پہلا ماخذ: قرآن مجید

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

رَبَّنَا الَّذِي اَعْطَى كُلَّ شَيْءٍ حَلْفَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿١﴾ ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ہدایت دی ﴿١﴾ مرغی اور بطخ کے بچے انڈے سے نکلتے ہیں مگر دونوں کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں۔

فطری ہدایت میں حیوان اور انسان دونوں برابر ہیں۔

انسان میں بھوک پیاس کی مانند طلب علم بھی طبعی جذبہ ہے۔ مثالیں ۱۔ صبح سویرے اخبار بینی کا شوق

۲۔ کہیں جھگڑا ہو تو مجمع کا اکٹھا ہونا۔ ۳۔ ہر نئی چیز میں دلچسپی محسوس ہونا۔

سوال۔ انسان میں ذرائع علم کتنے ہیں؟

جواب۔ تین ہیں ۱۔ حواسِ خمسہ ۲۔ عقل ۳۔ وحی

۱۔ حواسِ خمسہ کا دائرہ کار مخصوص اور محدود ہے۔

حواسِ خمسہ سے اخذ شدہ معلومات میں غلطی کا قوی امکان ہوتا ہے مثلاً اگر فاصلہ زیادہ ہو تو بڑی چیز چھوٹی نظر آتی ہے۔ گرمی کے موسم میں سراب نظر آتا ہے۔ صفراء کے مریض کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی معلوم ہوتی ہیں۔ زکام کا مریض خوشبو اور بدبو میں فرق نہیں کر سکتا۔

۲۔ عقل کے فیصلے ناقص ہوتے ہیں یہ بعض اوقات دھوکہ دیتی ہے پھر اس کا دائرہ کار بھی محدود ہے۔

☆ قرامطہ فرقے کے لیڈر عبید اللہ بن حسن قیروانی نے 800 سال پہلے اپنے پیروکاروں سے کہا کہ بہن سے نکاح کر لیا کرو، اس کا عقلی رد ناممکن ہے۔

☆ ”ہٹلر“ اور ”مسولینی“ جیسے حکمران عقل کے پجاری تھے۔ ان کے فیصلوں پر انسانیت حیران ہے۔

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے

☆ انسان غصے کی حالت میں عقل سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ شریعت کا حکم ہے۔

لَا يَقْضِي الْقَاضِي وَهُوَ غَضَبًا ﴿٢﴾ قاضی غصہ کی حالت میں کوئی فیصلہ نہ کرے ﴿٢﴾

۳۔ عقل انسانی کو غلطی سے بچانے کیلئے وحی الہی کی روشنی حاصل ہونا ضروری ہے۔

☆ ”کیونزم“ اور ”سوشلزم“ کے نظریات عقل کی پیداوار تھے مگر وقت نے ان کا پول کھول دیا۔

☆ عقل انسانی کائنات کی حد کو اپنے تصور میں نہیں لاسکتی۔ بھلا اسکی حقیقت کو کیا سمجھے گی۔

☆ عقل کی بنا پر کائنات کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے جیسے سُنار کے ترازو میں کوہِ ہمالیہ کو تولنے کی کوشش کرنا۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور..... چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے۔



○ امام راغب نے مفردات میں لکھا ہے الاشارة السريعة في خفيه (سرعت کے ساتھ پوشیدگی میں اشارہ کرنا)

شرعی اعتبار سے ہو کلام اللہ المنزل علی نبی من انبیائہ۔

○ قرآن مجید بھی وحی الہی ہے۔ نحن نقص عليك احسن القصص بما اوحينا اليك هذا القرآن (یوسف: ۳) (ہم بیان کرتے

ہیں تم سے بہترین بیان اس لئے کہ ہم نے اس قرآن کی تمہارے پاس وحی بھیجی ہے)

اتل ما اوحى اليك من كتاب ربك (کھف: ۲۷) (اسکی کتاب کی تلاوت کر جو تیرے رب کی طرف سے بھیجی گئی)

○ وحی کی تین صورتیں: ما کان لبشر ان یکلمه الله الا وحیاً او من وراء حجاب او يرسل رسولا فیوحی باذنه ما یشاء

(کسی بشر کی مجال نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر اشارے سے یا پردے کے پھچے سے یا کسی پیغمبر کو بھیجے جو اللہ کے حکم سے جو اللہ چاہے کلام

پہونچائے) (شوری: ۵۱)

☆ قرآن مجید کے نزول کا مقصد بتایا گیا: لِنُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

﴿محبوب آپ انسانوں کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکالیں﴾

☆ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ اِنَّ هُدًى اللّٰهُ هُوَ الْهُدًى

﴿آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے﴾

○ امر ونہی کا سرچشمہ قرآن مجید ہے جس نے زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کی ہے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ معیشت: سود حرام، زکوٰۃ دو، بیع لکھو۔

۲۔ معاشرت: اخلاق حمیدہ کی تلقین مثلاً والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس۔ سورۃ الحجرات میں غیبت و بدگمانی سے بچنے کا حکم۔

معاشرتی امن کے لئے سورۃ نور۔ سورۃ نساء میراث، نکاح، طلاق وغیرہ کے لئے۔

۳۔ عبادات کی تعلیم بھی دی مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات وغیرہ

اہم نکتہ: یاد رکھیں کہ قرآن مجید کتاب ہدایت ہے۔ سائنس کی کتاب نہیں۔ یہ اور بات ہے کہ خالق کائنات کے کلام میں ضمنی طور پر سائنسی

انکشافات بھی ملتے ہیں۔ ہم جس ملک میں موجود ہیں ہر طرف سائنسی ترقی کا چرچا ہے۔ قرآن مجید وہ آفاقی کتاب ہے جس میں سے ہر انسان

کو اپنے شعبے سے متعلقہ دلچسپ اشارات مل سکتے ہیں مثلاً:



۱۔ حساب دان کے لئے مثبت (+) و ازداد و اتسعا، منفی (-) الا خمسین عاما، ضرب (x) اضعافا مضاعفه، اور تقسیم (÷) فلها النصف وغیرہ۔

۲۔ فارمسٹ کے لئے کل شیء عندہ بمقدار۔ و ما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ (ہیرا اور کوئلہ) علم مقادیر (pharmacology)

۳۔ مکینیکل انجینیر کے لئے و الناله الحديد فيه بأس شديد و منافع للناس۔

۴۔ سول انجینیر کے لئے آتونی زبر الحديد۔ (concrete and steel structure)

۵۔ لکڑی کا کام کرنے والوں کے لئے و اصنع الفلک باعیننا و وحینا۔

۶۔ حاکم کے لئے وعد الله الذين آمنوا منكم و عملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض

۷۔ جرنیل کے لئے واعدوا لهم ما استطعتم من قوة۔

۸۔ شاعر کے لئے انا اعطیناک الکوثر۔ فصل لربک وانحر۔ ان شأنک هو الابر۔

۹۔ ادیب کے لئے ان تفضل احداهما فتذکر احداهما الاخری

۱۰۔ تاجر کے لئے فلیکتب بینکم کتاب بالعدل۔

۱۱۔ قاضی کے لئے واستشهدوا شہیدین من رجالکم۔

۱۲۔ سائنسدان کے لئے و من کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ مثلاً مرد و عورت، زمین و آسمان، لیل و نہار، بحر و بر، شمس

و قمر، اندھیرا و اجالا، زندہ و مردہ، عالم و جاہل، خوشی و غمی، صحت و بیماری، جسم و روح، دنیا و آخرت، matter & anti-matter، 0-1

positive & negative ions (binary digits)

ان فی خلق السموت و الارض و اختلاف اللیل و النهار لایات لا ولی الالباب۔ یہ آیت ثابت کر رہی ہے کہ مومن آنکھیں کھولے اور اپنے ارد گرد کائنات میں پھیلی ہوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھے۔



قرآن مجید میں سائنسی انکشافات:

۱۔ ایٹم کا تصور: لا یعزب عنه مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض۔ ولا اصغر من ذلك ولا اكبر الا فی كتاب۔ ذرة سے مراد ایٹم، اصغر سے مراد الیکٹران، پروٹون، نیوٹرون، نیوٹرینو، تواریکس، لائیٹ فوٹون وغیرہ۔ اور اکبر سے مراد مولیکیول وغیرہ۔

۲۔ محیط (orbit) کا تصور: وکل فی فلک یسبحون

۳۔ زندگی کا تصور: وجعلنا من الماء كل شیء حی

۴۔ پیدائش انسانی: خلقناکم من ذکر و انثی۔ ماء دافق۔ ظلمات ثلاث۔ فجعلناه سمیعاً بصیراً۔ فخلقنا النطفة علقۃ۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

۵۔ سمندر سے متعلق: فی بحر لجی یغشہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب۔ یہ آیت پڑھ کر سائنسدان مسلمان ہو گیا۔

۶۔ قوانین فطرت: فلا نقیم لهم یوم القیامة وزناً۔

۷۔ شہاب ثاقب کا علم: فاتبعہ شہاب ثاقب۔ (meteorite)

۸۔ اجرام فلکی کا علم: القمر بازغا، الشمس بازغة

۹۔ کائنات سے متعلق: والسماء بنیناها باید و انا لموسعون۔ (expanding universe)

۱۰۔ وقت کا تصور: ان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون۔ کان مقداره خمسين الف سنة۔

۱۱۔ حال، ماضی، مستقبل کا تصور (time dilation) (Theory of relativity)

$$T = \frac{T_0}{\sqrt{1-(v/c)^2}}$$

۱۲۔ آسمان سے متعلق: والسماء ذات الرجع۔

(Troposphere, Ionosphere, Van Allen Belts, Magnetosphere)

نتیجہ: مندرجہ بالا مثالوں سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید سب سے بڑا ماخذ علم ہے۔ یہ ایسی کامل کتاب ہے جو انسان کو زندگی کے ہر قدم

پر رہنمائی عطا کرتی ہے۔ انسانیت کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانے والی کتاب۔ بھولے بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھانے والی

کتاب۔ قعر مذلت میں گرے ہوؤں کو اوج ثریا پر پہنچانے والی کتاب۔ یہ انسانیت کے لئے دستور حیات ہے، انسانیت کے لئے منشور حیات

ہے، انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے، بلکہ پوری انسانیت کے لئے آب حیات ہے۔



علم کا دوسرا ماخذ: حدیث مبارکہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: لتبین للناس ما نزل الیہم۔ و ما ینطق عن الہوی و من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً

○ تعلیمات نبوی ﷺ کا ذخیرہ (500,000) احادیث کی صورت میں محفوظ ہے۔ دنیا کا ہر انسان اپنے زندگی کے کچھ حصے کو پرائیویٹ لائف کہہ کر دوسروں سے چھپاتا ہے۔ بیوی سے کہتا ہے کہ آپس کی باتیں دوسروں کو نہیں بتانی۔ پوری تاریخ انسانیت میں، ایک نبی ﷺ کی ذات مبارکہ ہے جس نے بیویوں سے، دوستوں سے، اپنوں سے، پرائیوں سے، غرض ہر ایک سے کہو کہ مجھے جو کچھ کرتا دیکھو دوسروں کو بتاؤ۔ ایسی کھلی، دھلی، نکھری ہوئی پاکیزہ زندگی پر قربان جائیں۔

○ نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے عربوں کے بارے میں گن مورش لکھتا ہے: (At that time Arabia was the most degraded nation of the world جبکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام کے بارے میں مورش لکھتا ہے: (After the death of Muhammad, the land of Arabia became the nursery of heroes)

عرب جاہلوں کو نبی ﷺ کی تعلیمات نے مقام انسانیت سے ہمکنار کیا۔ ملک گیری سے لیکر تھوک پھینکنے تک کے آداب سکھائے۔
○ نبی ﷺ بحیثیت معلم اعظم، مرشد اعظم، بحیثیت ماہر نفسیات، مثالوں سے سمجھاتے، نہر کی مثال، درخت کی مثال، قضاء نماز۔
○ طب نبوی ﷺ ہارون رشید کے دربار میں عیسائی طبیب۔

○ نبی ﷺ تاریخ کی روشنی میں تشریف لائے۔ He was born in the full light of history جتنی نے کہا ہے۔

○ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ انسانیت کو پروردگار عالم نے دو تحفے عطا کئے: ایک کلام اللہ، دوسرا رسول اللہ۔ قرآن علم ہے، نبی ﷺ عمل ہیں۔ قرآن کتاب ہے، نبی ﷺ قاری ہیں۔ قرآن ہدایت ہے، نبی ﷺ ہادی ہیں۔ قرآن نور ہے، تو نبی ﷺ سراجا منیر ہیں۔

○ دو خدائی تحفے: ایک کلام اللہ، دوسرا رسول اللہ۔ ایک قرآن ساکت ہے، دوسرا قرآن ناطق ہے۔ سیدہ عائشہؓ نے فرمایا کان خلقہ القرآن۔ صحابہ فرمایا کرتے تھے: ہم نبی ﷺ کا چہرہ دیکھتے تو یوں محسوس ہوتا کہ وہ ورقہ مصحف۔ قرآن سامنے کھلا ہو۔ غار ثور میں صدیق اکبرؓ کی گود، نبی ﷺ کا سر مبارک۔ ایک طرف عشق صدیق، دوسری طرف حسن رسول ﷺ۔ بقول شاعر ہم ہی ہم ہوں، تیری محفل میں کوئی اور نہ ہو۔

شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ کی گود اور نبی ﷺ کا چہرہ تصور کی آنکھ میں یوں لگتا ہے جیسے رحل پر قرآن مجید رکھا ہوا ہے۔



بقول شاعر: یہ حسن ساتھ عشق کے کیا لا جواب ہے رکھی ہوئی رعل یہ خدا کی کتاب ہے۔

موزی کیڑے کے کاٹنے پر صدیق اکبرؑ کے آنسو محبوب کے رخسار پر گرے۔

بقول شاعر: آنسو گرا ہے روئے رسالت مآب پر قربان ہونے آئی ہے شبنم گلاب پر۔

○ دنیا کے سب مشاہیر نے موت سے پہلے کہا: ہم نے یہ کرنا تھا مگر وقت نے مہلت نہ دی۔ زندگی نے وفانہ کی۔ میں یہ کام نہ کر سکا۔ وہ نہ کر سکا۔ گویا میری زندگی ادھوری رہ گئی۔ صرف ایک ہستی ایسی ہے جس نے بقائے ہوش و حواس لاکھوں کے مجمع میں فرمایا: لوگو! میں جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ پورا کر چکا ہوں۔

○ وہ کون شخصیت ہے جس نے اتنے تھوڑے وسائل کے ساتھ، اتنے تھوڑے وقت میں، اتنے بہترین نتائج حاصل کئے ہیں۔

○ بیٹی کو عزت ملی نبی ﷺ کے صدقے، بہن کو ناموس ملا نبی کے صدقے، بیوی کو حقوق ملے نبی کے صدقے، ماں کو وقار ملا نبی کے صدقے۔

باپ کو عظمت ملی نبی کے صدقے۔ اولاد کو شفقت ملی نبی کے صدقے۔ و ما ارسلناک الا رحمة للعالمین۔

○ قرآن کی عملی تفسیر حیات نبوی۔ ذات و صفات کی آیات عقائد نبوی۔ احکام کی آیات اعمال نبوی، توجہ الی اللہ کی آیات خلوت نبوی، تربیت کی

آیات جلوت نبوی، قہر و غضب کی آیات: جلال نبوی۔ مہر و رحمت کی آیات جمال نبوی۔ نفی غیر کی آیات فنائیت نبوی۔ اثبات حق کی آیات

بقائیت نبوی۔ قرآن کے علمی عجائبات کی انتہا نہیں۔ نبی ﷺ کے عملی عجائبات کی انتہا نہیں۔

○ نبی ﷺ نبوت کی دلیل میں اپنی زندگی پیش کی۔ وہ پھولوں سے زیادہ معصوم جوانی تھی۔

○ اپنوں میں معزز و معظم بننا مشکل ہوتا ہے۔ (no one is a hero to his own wallet)

○ مذہبی اداروں میں شخصیت پرستی کی بجائے خدا پرستی کی بنیاد دالی۔ اعتقادات میں تو ہم پرستی کی بجائے حق پرستی کو فروغ دیا۔ سائنس میں فطرۃ

کی پرستش کرنے کی بجائے اسے مسخر کرنے کا سبق دیا۔ سیاست میں نسلی بادشاہت کی بجائے خلافت کا راستہ دکھایا۔ علم کی دنیا میں خیال آرائی

کی بجائے حقیقت نگاری کا ساتھ دیا معاشرہ میں ظلم کی بجائے عدل کی نشان دہی کی۔ سب کا جواب نبی ﷺ کی شخصیت کا بلند مینار ہے۔

○ مائیکل ہارٹ نے لکھا He was the only man who was supremely successful on both

secular and religious levels.

○ جس طرح انسان اپنی آنکھ اٹھائے تو ہر طرف نیلا آسمان چھایا نظر آتا ہے۔ اسی طرح انسانی زندگی کے جس شعبے میں نظر اٹھا کر دیکھیں تو محمد

عربی ﷺ کی ذات آسمان انسانیت کی طرح نظر آتی ہے۔ سنت نبوی ﷺ علم کا دوسرا ماخذ ہے۔

۔ قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے



علم کا تیسرا ماخذ: عمل صحابہ (اجماع امت)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآن کے اولین مخاطب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلا واسطہ شاگرد اور بعد کی پوری امت کے معلم اول ہیں۔ بعد والوں کو جو کچھ بھی ملا انہی کے دم قدم سے ملا۔ نبی ﷺ افضل الرسل ہیں اور آپ کے صحابہ افضل الاصحاب ہیں۔ اگر انسانی تاریخ میں انبیائے کرام کے بعد صحابہ کرامؓ سے افضل کوئی اور مخلوق ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے فیضان صحبت سے مشرف ہونے کے لئے اسی کا انتخاب فرماتے۔ نبی ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت اور ختم نبوت کے منصب کیلئے میرا انتخاب خود فرمایا۔ اسی طرح میرے لئے ساتھیوں کا انتخاب بھی خود کیا اور انہیں میرے اعوان و انصار بنا دیا۔ نبی اکرم ﷺ چونکہ تمام مخلوق سے افضل اور برتر ہیں۔ اسی لئے ان کے تربیت یافتہ افراد قدسیہ بھی تمام دیگر مخلوق سے افضل ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانیت کی پوری تاریخ اس سے زیادہ پاک باز گروہ کی کوئی دوسری مثال پیش نہیں کر سکتی۔

صحابی کی تعریف: وہ انسان جس نے ایمان کے ساتھ نبی ﷺ کا جلوہ جمال دیکھا ہو یا پس پردہ آپ کی آواز سنی ہو اور اسی ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو۔ اگر یہ تین شرائط پوری ہوتی ہوں تو اس شخص کو صحابیت کا درجہ حاصل ہوگا۔ زیارت کا وقت اگرچہ بہت کم ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ لَوْ كَانَ قَائِمًا (اگرچہ کھڑے کھڑے ہی دیکھا ہو)

”صحابی“ اور ”صاحب“ عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ ان کا معنی ہے یار، دوست، ساتھی، رفیق، شریک کار۔ صحابی کی جمع صحابہ یعنی بہت سے دوست۔ بہت سے یار۔

توحید کا تعلق فطرت سے: ہر شخص فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر توحید کا قائل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ

فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا (فطرت خداوندی وہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا)

حدیث پاک میں ہے کہ كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ لَدَىٰ فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ (ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ پیدا ہونے والا ہر بچہ فطرتاً موحد ہوتا ہے۔ البتہ ماحول اسے یہودی یا نصرانی بنا دیتا ہے۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہر انسان مشکل اور مصیبت میں گھبرا کر پکارتا اسی خدا کو ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجُ كَالظُّلَلِ دَعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ (جب ان (مشرکوں) کو کوئی موج ڈھانپ لیتی ہے بادلوں کی طرح تو وہ پکارنے لگتے ہیں اللہ کو خالص ہو کر اسکی بندگی میں)

رسالت کا تعلق محبت سے: انسان جذبہ محبت سے مجبور ہو کر رسالت کا اقرار کرتا ہے۔ اسی وجہ سے کئی پڑھے لکھے ہندو سکھ، عیسائی بھی نبی ﷺ کی عظمت کے قائل ہیں۔ بعض نے تو نبی ﷺ کی شان میں نعتیہ کلام کے ذریعے ہدیہ عقیدت پیش بھی کیا



ہے۔ بعض مشرکین مکہ اپنے دلوں میں نبی ﷺ کو حق اور سچ پر سمجھتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس بات کا اظہار کر دینے سے ہماری سرداری چلی جائے گی۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں صورتِ حال کو کھول دیا اور فرمایا۔

يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ آبْنَاءَهُمْ (جانتے ہیں ان کو جیسا کہ جانتے ہیں اپنی اولاد کو)

شانِ صحابہ کا تعلق عقلِ سلیم سے: عقلِ سلیم بہت بڑی نعمتِ خداوندی ہے۔ عقلِ سلیم کا تقاضا ہے کہ نبی ﷺ کی ہر چیز سے محبت کی جائے حتیٰ کہ نعلینِ مبارک سے بھی محبت رکھی جائے۔ قاضی ابویوسفؒ نے ”کد“ کو ناپسند کہنے والے سے کہا تھا

جَدِّ الْإِيمَانِ وَالْأَلَا قَتْلَنَكَ (تم اپنے ایمان کی تجدید کرو ورنہ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا)

کتنی عجیب بات ہے کہ انسان اپنے یاروں سے محبت کرے اور نبی ﷺ کے یاروں سے بغض رکھے۔ کوئی بھی عقل کا دشمن صحابہؓ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ عموماً بے عقل آدمی (ملنگ، بھنگی) ہی صحابہؓ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے۔ اگر دل میں صحابہؓ سے بغض ہو تو قیامت کے دن نبی ﷺ کی شفاعت کی امید رکھنا بیکار ہے۔ عجیب بات ہے کہ جو شخص حج و عمرہ پر ایمان کی حالت میں روضہ اقدس کی جالی دیکھ آئے اسے ہم جنتی سمجھیں تو پھر جس نے ایمان کی حالت میں نبی ﷺ کو دیکھا ہو اس کے بارے میں کیا خیال ہے

ابھی سے سوچ سمجھ لو ورنہ حشر کے دن..... میرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو

نسبت کی وجہ سے عظمت: انبیاء کرامؑ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتی ہے مثلاً ”محمد“ رسول اللہ ﷺ، ”موسیٰ“، ”علیہ السلام“، ”عیسیٰ“، روح اللہ، ”اسماعیل“، ذبیح اللہ، ”ابراہیم“، خلیل اللہ، اور اس نسبت کی وجہ سے ان کی عظمت ہوتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ سے نسبت ملی فرمایا۔

مُحَمَّدُ الرَّسُولُ اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ (محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں)

پس صحابہؓ کی نسبت محمد ﷺ سے اور محمد ﷺ کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ”رسولی“ (میرے رسول اکرم ﷺ) کہہ کر شرف بخشا اور نبی ﷺ نے اپنے یاروں کو ”اصحابی“ (میرے صحابہ) کہہ کر عزت بخشی۔ اس نسبتِ نبویؐ نے صحابہؓ کو معزز و مکرم بنا دیا۔ نتیجہ نکلا کہ صحابہؓ کی عظمتِ عمل کی وجہ سے انہیں بلکہ نسبت کی وجہ سے ہے۔ پس کوئی بھی آدمی کسی نبیؐ یا صحابیؓ کو عمل کے ترازو میں نہیں تول سکتا۔ ان کی شان اس سے بلند ہے۔

ایک بنیادی اصول: اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی بھی نبیؐ کی عظمت ان کے مقامِ نبوت کی وجہ سے ہوتی ہے لہذا کوئی غیر نبیؐ یعنی امتی ظاہرِ عمل میں ان سے کتنا آگے کیوں نہ نکل جائے مگر درجہ پھر بھی نبیؐ ہی کا زیادہ ہوگا۔ ایک صحابیہؓ نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ میرا خاوند مسلسل روزے رکھتا ہے اور ساری رات عبادت میں گزار دیتا ہے۔ نبی ﷺ نے خاوند سے پوچھا ابودرداءؓ کیا بات اسی طرح ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا مجھے نہیں دیکھتے کہ کبھی روزہ رکھتا ہوں کبھی افطار کرتا ہوں۔ اس سے



معلوم ہوا کہ ظاہر مقدار کو دیکھا جائے تو صحابیؓ کا عمل زیادہ نظر آتا ہے۔ لیکن نبی ﷺ کے عمل کے سامنے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ پس اصول یہ نکلا کہ نبیؐ اور غیر نبی کے عمل کا موازنہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ بالکل اسی طرح صحابہؓ کی عظمت ان کی صحابیت کی وجہ سے ہوتی ہے۔ لہذا صحابیؓ اور غیر صحابی کے عمل کا موازنہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ صحابیؓ ہر حال میں غیر صحابی سے افضل ہوگا۔ اس کی دلیل حدیث پاک سے ملتی ہے، کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيبُ
(اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو صحابہؓ کے ایک مُدِ جو کے برابر نہیں ہو سکتا)

○ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں:

”بدنوں کے قرب کو دلوں کے قرب میں عظیم تاثیر ہے، یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابہؓ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ حضرت اولیس قرنیؑ اس قدر بلند مرتبہ ہونے کے باوجود چونکہ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا شرف حاصل نہ کر سکے اس لیے کسی ادنیٰ صحابیؓ کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکے۔۔۔ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارکؓ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؓ؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ غبارِ جورِ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا تھا وہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ سے کئی درجہ بہتر ہے۔

مقام صحابہؓ قرآن مجید کی رو سے:

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ کو نبع ہدایت بنایا اور انسانیت کی پیشوائی کا مقام عطا کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
انی جا علیک للناس اماما (میں تجھ کو کروں گا سب لوگوں کا پیشوا)۔ چنانچہ آپ کے بعد تمام انبیاءؑ آپ ہی کی اولاد سے ہوئے۔
حضرت اٰلِہٖٖ السَّلٰوٰۃ کی اولاد سے حضرت عیسیٰؑ تک اور آخر میں دوسرے صاحبزادے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے سید المرسلین ﷺ کو مبعوث فرما کر سلسلہ نبوت پر اختتام کی مہر لگا دی۔

دعائے خلیل اللہ علیہ السلام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ و اذیرفع ابراہیم القواعد من البيت و اسماعیل . ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم . ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک و ارننا منا سکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم . ربنا و ابعث فیہم رسولا منهم یتلوا علیہم آیاتک و یعلمہم الکتاب و الحکمة و یرحمہم انک انت العزیز الحکیم .
(بقرة 127)



(اور اس وقت کو یاد کیجئے جب کہ ابراہیمؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور اسماعیلؑ بھی) اور ساتھ ساتھ یہ دعا مانگ رہے تھے) کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ (خدمت) قبول فرما لے۔ بے شک تو ہی سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنالے اور ہماری اولاد میں سے ایک فرمانبردار جماعت بنا اور ہمیں حج کے مناسک سکھا اور ہم پر نظر عنایت مبذول فرما۔ بیشک تو ہی توبہ قبول فرمانے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ان (ہماری اولاد) دیا اس سے ہونے والی فرمانبردار جماعت) میں ایک رسول مکرم مبعوث فرما جو ان ہی میں سے ہو۔ جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے۔ ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کو پاکیزہ بنائے۔ بے شک تو ہی زبردست ہے، حکمت والا ہے)

مندرجہ بالا دعا میں تین سوال کئے گئے۔ پہلا تعمیر کعبہ کو شرف قبولیت بخشنے کا سوال ہے۔ دوسرا فطرت ابراہیمی رکھنے والے افراد کی جماعت کا سوال ہے۔ تیسرا تاجدار ختم المرسلین کی بعثت کا سوال ہے۔ یہ دعائے ابراہیمی اللہ رب العزت کے ہاں قبول ہوئی۔ پہلا سوال اس طرح پورا ہوا کہ خانہ کعبہ کو انسانیت کیلئے قیامت تک سجدہ گاہ بنادیا اور حج و عمرہ سے آباد فرمادیا۔ دوسرا سوال فطرت ابراہیمی رکھنے والی جماعت سے متعلق تھا۔ اس کی تمنا حضرت موسیٰؑ نے کی کہ وہ میری امت کو بنادیا جائے۔

دعائے کلیم اللہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام نے دعا مانگی۔

انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین. واکتب لنا فی هذه الدنیا حسنة و فی الاخرة انا هدنا الیک قال عذابی اصیب به من اشاء و رحمتی و سعت کل شئی فسا کتبها للذین یتقون و یؤتون الزکوة و الذین هم بآیئتنا یؤمنون. الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوبا عندهم فی التوراة و الانجیل .
(الاعراف 156-157)

(تو ہی ہمارا سرپرست ہے سو تو ہمیں معاف فرمادے۔ ہم پر رحم فرما تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے اور ہمارے لئے اس دنیا میں بھلائی مقدر فرما دے اور آخرت میں بھی۔ بے شک ہم تیری طرف چل نکلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب جس پر چاہوں مسلط کروں اور میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ سو میں غنقریب اسے مقدر کروں گا۔ ان لوگوں کیلئے جو متقی ہوں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے اور ہماری آیات پر ایمان و یقین رکھنے والے ہوں گے۔ وہ لوگ جو پیروی کریں گے اس نبیؑ کی جسے وہ تورات و انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔)

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ نے درخواست کی کہ فطرت ابراہیمی رکھنے والی جماعت ان کی امت کو بنادیتجئے۔ جواب ملا کہ یہ سعادت تو ان کو ملے گی جو میرے محبوب ﷺ کی پیروی کریں گے۔ ان کی نشانیاں تورات و انجیل میں لکھی پائیں گے۔



شان حبیب اللہ ﷺ: ارشاد باری تعالیٰ ہے

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَرِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ (التح 29)

(محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر نہایت سخت اور آپس میں نہایت نرم دل ہیں۔
(اے مخاطب) تو ان کو رکوع اور سجدے ہی میں دیکھے گا۔ اس سے ان کا مقصود اور طلب محض فضل خداوندی اور
رضائے الہی کا حصول ہے۔ سجدوں کے اثر سے ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر عیاں ہیں۔ ان کی یہ شان تو رات
میں بھی ہے اور انجیل میں بھی۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابراہیمؑ کی دوسری اور تیسری درخواست کے مصداق صحابہ کرامؓ اور سیدنا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ آیات مبارکہ
کمالات صحابہؓ کے بارے میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ سبحان اللہ کس اہتمام سے صحابہ کرامؓ کی قدسی
اور پاکیزہ جماعت کی شان بیان کی گئی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست..... تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

آزمائش و امتحان کا خدائی دستور: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ. (2: 29)

(کیا یہ سمجھتے ہیں لوگ کہ چھوٹ جائیں گے اتنا کہہ کر ہم یقین لائے اور ان کو جانچ نہ ہوگی اور ہم نے جانچا ہے

ان کو جو ان سے پہلے تھے سوالیت معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کریگا جھوٹوں کو)

انسانی فطرت ہے کہ کسی چیز کو اپنانے سے پہلے اس کی جانچ پڑتال کی جاتی ہے۔ گاہک چیز کو خریدنے سے پہلے ٹھوک بجا کر دیکھتا ہے۔ مالک
کسی کو ملازمت دینے سے پہلے انٹرویو لیتا ہے۔ حکومتی ادارے کسی کو سند دینے سے پہلے امتحان لیتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی صحابہ کرامؓ
کو قبولیت کی سند دینے سے پہلے آزمائش و امتحان کے دور سے گزارا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
أُولَئِكَ الَّذِينَ أُمْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبُهُمْ لِلتَّقْوَى (ان کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے پرکھ لیا)۔

جب اللہ رب العزت جیسی قادر مطلق اور علیم و خیر ذات نے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو ایمان سے مزین پایا تو نتیجے کا اعلان درج ذیل الفاظ میں

فرمایا۔ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ

أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ○ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○ (7-8-49)



(لیکن اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے۔ اور کفر، گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے۔ اب یہی لوگ رُشد و ہدایت والے ہیں اللہ کا فضل اور احسان ہے اور اللہ (مخلص وغیر مخلص کو) خوب جاننے والا حکمتوں والا ہے)

اللہ رب العزت نے صحابہ کرامؓ کے دلوں کو ایمانِ کامل کی نعمت سے پہلے مزین فرمایا پھر انہیں مختلف آزمائشوں کے دوران تقویٰ پر جمائے بھی رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

وَالَّذِي لَهُمْ كَلِمَةُ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (26:48)

(اور ان (صحابہؓ) کو تقویٰ پر قائم رکھا اور دراصل وہی لوگ اس کے حقدار اور اہل ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے) ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کے ظاہر و باطن کو جانتے ہوئے ان کے کمالِ ایمان و تقویٰ کی تصدیق فرمائی)

انوکھے انعام کیلئے انوکھا امتحان:

اللہ رب العزت نے سابقہ امتوں کے امتحان کا تذکرہ درج ذیل الفاظ میں فرمایا۔

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمُ الْبُأْسَاءِ وَالضَّرَآءِ وَزُلْزَلُوا

حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى نَصُرُهُ اللَّهُ. أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ. ۝ (214:2)

(کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ویسے ہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر ابھی وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے اہل حق کو پیش آئے تھے۔ ان پر سختیوں اور تکالیف کے پہاڑ ٹوٹے اور جھنجھوڑے گئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھی پکاراٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ جان لو اللہ کی مدد قریب ہے)

یہ یقینی بات ہے کہ آزمائش و ابتلاء حسب مرتبہ و مقام پیش آتی ہے۔ صحابہ کرامؓ کی آزمائش کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

إِذْ جَاءَ وَكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونًا .

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ (33 : 10-11)

(اور وہ وقت بھی یاد رکھنے کے لائق ہے جب وہ کفار تم پر اوپر سے بھی چڑھ آئے اور پچلی طرف سے بھی اور جب

(حالات کی سنگینی کے پیش نظر) آنکھیں پتھرا نے لگیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح

کے گمان کرنے لگے۔ اس موقع پر مومنوں کی خوب آزمائش ہوئی اور وہ اچھی طرح جھنجھوڑے گئے۔)

غور کیجئے کہ سابقہ امتوں کیلئے فقط زُلْزِلُوا کا لفظ استعمال کیا مگر صحابہ کرامؓ کیلئے زُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا کے الفاظ استعمال کئے گئے معلوم ہوا کہ

صحابہ کرامؓ کو اتنی سنگین اور کٹھن آزمائشوں میں سے گزرنا پڑا کہ جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔



نتیجے کا خدائی اعلان: صحابہ کرامؓ کو سخت ترین آزمائشوں سے گزارنے کے بعد خدائی اعلان درج ذیل الفاظ میں کیا گیا

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا . (22-23-33)

(اہل ایمان میں سے ایسے بھی مرد مومن ہیں جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھایا بعض نے تو اپنی آرزو پوری

کر لی اور بعض ابھی انتظار میں ہیں اور ذرہ برابر بھی نہیں بدلے

صحابہ کرامؓ کے ایمان کا مرتبہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون كل آمن بالله و ملتكته و كتبه و رسله . (البقرہ)

(رسولؐ ایمان لائے اس پر جو رب کی طرف سے اس پر نازل ہوا اور مومن بھی ایمان لائے۔ سب کے سب

(رسولؐ اور صحابہؓ) اللہ پر ایمان لائے اور اسکے فرشتوں پر۔ کتابوں اور اس کے رسولوں پر)

اس آیت میں صحابہؓ کے ایمان کو رسول اللہ ﷺ کے ایمان کے ساتھ مساوی ذکر کیا جا رہا ہے اگرچہ امت کے ایمان میں اور رسول اللہ ﷺ کے

ایمان میں فرق لازمی ہے مگر اس کے باوجود خلوص، کمال اور صحت ایمان میں یکسانیت بیان فرمائی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انما المؤمنون الذين آمنوا بالله ورسوله ثم لم يرتابوا وجاهدوا باموالهم و انفسهم في سبيل الله

او لئك هم الصادقون .

(ایمان والے تو صرف وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے پھر کبھی شک میں نہ پڑے اور اللہ

تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے رہے یہی لوگ سچے ہیں (ہر قدم اور ہر معاملے میں)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم و اذا تليت عليهم آياته زادتهم ايمانا و على ربهم يتوكلون الذين يقيمون

الصلوة و مما رزقناهم ينفقون . او لئك هم المؤمنون حقا لهم درجات عند ربهم و مغفرة و رزق كريم (الانفال 3)

(ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیات سنائی جاتی ہیں

تو ان کا ایمان و یقین مزید بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں

اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ پکے سچے مومن ہیں اور ان کے لئے ان کے اللہ کے ہاں بڑے

درجات ہیں اور ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے)۔



صحابہ کرام کی شان میں قرآن مجید کے الفاظ عادل گواہ ہیں۔ مثلاً

اولئک ہم الصادقون ○ اولئک ہم المہتدون ○ اولئک کتب فی قلوبہم الایمان ○

اولئک ہم الراشدون اولئک ہم المفلحون ○ اولئک حزب اللہ ○ اولئک ہم المؤمنون حقاً ○

سبحان اللہ صحابہ کرامؓ کے یہ تمام اعزازات دائمی ہیں خدائی اعلان سنئے۔

وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤوف الرحیم .

(اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارا ایمان گنوا دے اور ضائع کر دے۔ وہ تو لوگوں کے ساتھ بڑا شفقت فرمانے والا اور مہربان ہے)

صحابہ کرامؓ کا ایمان معیار ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فان آمنوا بمثل ما آمستم به فقد اهتدوا (بقرہ 137)

(پس اگر وہ ایسا ایمان لے آئیں جیسا تم (اے گروہ صحابہؓ) لائے ہو تو وہ یقیناً ہدایت پا جائیں گے)

آج تو ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ ہم مؤمن ہیں۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے اولئک ہم المؤمنون حقاً بھی کہا اور ان کے ایمان کو دوسروں کیلئے معیار کے طور پر پیش بھی فرمایا۔

صحابہ کرامؓ کا مقام امامت و پیشوائی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والسابقون الاولون من المهاجرین والا نصار والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ.

(جو لوگ مهاجرین و انصار میں سے قدیم الایمان اور پہلے کرنے والے ہیں اور جو لوگ ان کی (عقیدت و محبت سے)

پیروی کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے)

اس آیت میں صحابہ کرامؓ کی امامت و پیشوائی کو عجیب شان سے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا تین جماعتوں کیلئے ہے یعنی مهاجرین، انصار اور ان کے مخلص پیروکاروں کیلئے ہے پس نجات، فلاح و کامرانی اور سعادت دارین صرف صحابہ کرامؓ اور ان کے مخلص عقیدت مندوں کیلئے ہے۔

معیاریت صحابہؓ کا انکار رسوائی ہے: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الہدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوٰیہ ماتوٰ لی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا (115-4)

(جو کوئی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان (صحابہ کرامؓ) کے راستے کے خلاف چلے تو ایسوں کو ہم

اسی طرف حوالے کر دیں گے جس طرف وہ چلا، بالآخر اسے جہنم رسید کریں گے اور وہ نہایت برا ٹھکانہ ہے)



اس آیت میں مخالفت رسول ﷺ اور مخالفت صحابہؓ کو بد انجامی کے معاملے میں مساوی ذکر فرمایا یعنی جس طرح نبی علیہ السلام کی مخالفت کرنے والے کا انجام برا اسی طرح صحابہ کرامؓ کی مخالفت کرنے والے کا انجام بھی برا ہے دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی اطاعت رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور رسول اللہ کی اطاعت اللہ رب العزت کی اطاعت ہے۔

صحابہ کرامؓ کے ساتھ خلافت ارضی کا وعدہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعد الله الذين آمنو منكم و عملوا الصالحات يستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم و
يمكن لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلهم من بعد خوفهم امنا . يعبدونني لا يشركون بي شيئا و

من كفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون O (24-55)

اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کر لیا جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے کہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اپنا پسندیدہ دین ان کیلئے راسخ اور مضبوط کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد اسے امن و اطمینان سے بدل دے گا۔ وہ میری ہی بندگی اور عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے اور جو کوئی اس کے بعد نافرمانی اور ناشکری کرے گا تو وہی نافرمان ہوگا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے چار وعدے فرمائے ہیں۔

1۔ ایمان کامل اور اعمال صالحہ کے بدلے میں خلافت ارضی ملے گی۔ یہ وعدہ سو فیصد پورا ہوا۔ خلفائے راشدین کے سنہری دور سے:

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا انی جاعل فی الارض خلیفہ (میں زمین پر آدمؑ کو نائب بنانے والا ہوں) پس اللہ تعالیٰ نے بنا کے دکھا دیا۔

☆ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق فرمایا انی جاعلک للناس اماما (میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانا والا ہوں) پس اللہ تعالیٰ نے بنا دیا۔ ☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا انا جعلناک خلیفہ فی الارض (ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے)۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ وہ بلا رکاوٹ خلیفہ بن گئے۔

☆ اس قادر و قیوم ذات نے صحابہ کرامؓ سے وعدہ فرمایا جو بغیر رکاوٹ کے پورا ہوا پس خلافت راشدہ برحق ہے۔

2۔ اپنے پسندیدہ دین کو خوب مضبوط اور راسخ کر دے گا۔ چنانچہ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت تک اسلام 44 لاکھ مربع میل تک پہنچ چکا تھا اور "فاستوی علیٰ سوقہ" کا مصداق بن چکا تھا۔

3۔ ان کے خوف و ہراس کے بدلے میں امن عطا کریگا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں نوجوان عورت نے یمن سے لے کر مدینہ

تک اکیلے سفر کیا اور یوں محسوس کیا کہ یہاں پر ایک ماں کی اولاد جیستی ہے۔



4۔ وہ میری ہی عبادت کریں گے، شرک سے پاک رہیں گے۔ صحابہ کرامؓ کے موجد ہیں یہ بات بھی پوری ہوئی۔ چنانچہ خلافت راشدہ کا دور منہاج النبوت کا دور تھا۔ ان کے بعد تاریخ عالم ایسی فضا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

”محمد رسول اللہ و الذین معہ“ کی حیران کن مثالیں:

صحابہ کرامؓ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ معیت کا مقام نصیب تھا۔ قرآن مجید نے و الذین معہ کے الفاظ سے اس پر کھلی شہادت دی ہے۔ یہ معیت فقط الفاظ کی حد تک ہی نہ تھی بلکہ مختلف اعمال اور احوال میں بھی نصیب تھی۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1۔ محمد رسول اللہ == ربنا وابعث فیہم رسولا من انفسہم یتلوا علیہم آیاتک (البقرہ 129)

(اے میرے پروردگار! بھیج ان میں سے ایک رسول انہی میں سے کہ پڑھے ان پر تیری آیتیں)

و الذین معہ == ربنا واجعلنا مسلمین لک و من ذریتنا امة مسلمة لک (البقرہ 129)

(اے ہمارے پروردگار! اور کر ہم کو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد میں بھی کر ایک جماعت فرمانبردار اپنی)

پہلی آیت میں حضرت ابراہیمؑ نے نبی ﷺ کی بعثت کی دعا مانگی دوسری آیت میں انہوں نے صحابہ کرامؓ کیلئے دعا مانگی۔

2۔ محمد رسول اللہ == وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (107:21)

(اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں والوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا)

و الذین معہ == کنتم خیر امة اخرجت للناس (110:3)

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کیلئے پیدا کی گئی ہو)

پہلی آیت میں نبی علیہ السلام کے رحمۃ للعالمین ہونے کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کے خیر امت ہونے کا تذکرہ ہے۔

3۔ محمد رسول اللہ == و یتم نعمتہ علیک (2:48)

(اور تاکہ وہ اپنی نعمت آپ پر مکمل فرمائے)

و الذین معہ == و انعمت علیکم نعمتی (150:2 3:5)

(اور میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر اتمام نعمت کا تذکرہ، دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ پر اتمام نعمت کا تذکرہ ہے۔

4۔ محمد رسول اللہ == و کان فضل اللہ علیک عظیما (113:4)

(اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہوا)

و الذین معہ == ولولا فضل اللہ علیکم و رحمته

(اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی)



پہلی آیت میں نبی ﷺ پر فضل خداوندی کی بشارت دوسری میں صحابہ کرامؓ پر فضل خداوندی کا تذکرہ ہے۔

5- محمد رسول الله == وينصرک الله نصراً عزيزاً (2:48)

(اور تاکہ اللہ تمہاری نمایاں مدد فرمائے)

والذین معه == لقد نصرکم الله ببدر (25:9 122:3)

(بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی تائید غیبی کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کی تائید غیبی کا تذکرہ ہے۔

6- محمد رسول الله == انا فتحنا لک فتحاً مبیناً (1:48)

(اور ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی)

والذین معه == واثابهم فتحاً قریباً (18:48)

(اور انعام دیا ان کو ایک قریبی فتح کا)

پہلی آیت میں نبی کریم ﷺ کو فتح کی بشارت دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ کو فتح کی بشارت ہے۔

7- محمد رسول الله == ان الله و ملائکته یصلون علی النبی (56:33)

(بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں)

والذین معه == هو الذی یصلی علیکم و ملائکته (43:33)

(وہ ذات اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر رحمت بھیجنے کا تذکرہ، دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ پر رحمت بھیجنے کا تذکرہ ہے۔

8- محمد رسول الله == هو الذی ایدک بنصره و بالمؤمنین (62:8)

(وہ ذات جس نے آپ کی مدد فرمائی اپنے تعاون اور مومنوں کے ذریعے)

والذین معه == و ایدهم بروح منه (22:58)

(اور اللہ نے اپنے فیضان غیب سے ان کی مدد فرمائی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی مدد کا تذکرہ دوسری آیت میں صحابہ کرامؓ کی مدد کا تذکرہ ہے۔

10- محمد رسول الله == فانزل الله سکینته علیہ (40:9)

(پھر اللہ نے اس پر سکینہ نازل فرمائی)



والذین معه == هو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین (4:48)

(وہ ذات جس نے مؤمنین کے دلوں میں سکینہ نازل فرمائی)

پہلی آیت میں نبی ﷺ پر سکینہ نازل ہونے کا بیان دوسری میں صحابہ کرامؓ کے دلوں میں سکینہ نازل ہونے کا بیان ہے۔

11- محمد رسول اللہ == الم نشرح لک صدرک (1:94)

(کیا ہم نے نہیں کھول دیا تیرا سینہ)

والذین معه == افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام (125:6 39:22)

(جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے دین کے واسطے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے شرح صدر کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کے شرح صدر کا تذکرہ ہے۔

12- محمد رسول اللہ == فاستقم کما امرت و من تاب معک (112:11)

(سو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ)

والذین معه == ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا

(تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی استقامت کا بیان دوسری میں صحابہ کرامؓ کی استقامت کا بیان ہے۔

13- محمد رسول اللہ == فاتبعونی یحبکم اللہ (31:3)

(تم میری راہ چلو، تا کہ محبت کرے تم سے اللہ)

والذین معه == واتبع سبیل من اناب الی

(اور پیروی کر اس کی راہ کی جو میری طرف متوجہ ہوا) (15:31)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی اتباع کی فضیلت دوسری میں صحابہ کرامؓ کی اتباع کا حکم ہے۔

14- محمد رسول اللہ == وعملک ما لم تکن تعلم (113:4)

(اور تجھ کو سکھائیں وہ باتیں جو تو نہ جانتا تھا)

والذین معه == ویعلمکم ما لم تکنوا تعلمون (151:2)

(اور سکھاتا ہے وہ تمہیں جو تم نہیں جانتے ہو)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے علم کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کے علم کا تذکرہ ہے۔



15- محمد رسول الله == ولسوف يعطيك ربك فترضى (5:93)

(اور آگے دیگا تجھ کو تیرا رب پھر تو راضی ہوگا)

والذین معه == لیدخلنهم مدخلا یرضونہ (59:22)

(البتہ پہنچائے گا ان کو ایک جگہ جس کو وہ پسند کریں گے)

پہلی آیت میں بنی ﷺ کو رضائے ربی حاصل ہونے کی بشارت دوسری میں صحابہ کرامؓ کیلئے بشارت ہے۔

16- محمد رسول الله == ثبت به فؤادک (32:25 120:11)

(تسلی دیں تیرے دل کو)

والذین معه == لیثبت الذین آمنوا (11:8 27:14 45:8 102:16)

(تاکہ ثابت کرے ایمان والوں کو)

پہلی آیت میں بنی ﷺ کا دل جمانے کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کا تذکرہ ہے۔

17- محمد رسول الله == سلام علی عباده الذین اصطفیٰ (27:59) سورة النمل

(سلام ہے اس کے بندوں پر جن کو اس نے پسند کیا)

والذین معه == فقل سلام علیکم (45:6)

(تو کہہ دے، تو سلام ہے تم پر)

پہلی آیت میں بنی ﷺ پر سلامتی کا ذکر ہے دوسری میں صحابہ کرامؓ پر سلام کا تذکرہ ہے۔

18- محمد رسول الله == ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة (57:33)

(جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں)

والذین معه == والذین یؤذون المؤمنین و المؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتاناً واثماً مبیناً (58:33)

(اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بے گناہ کئے تو اٹھایا انہوں نے بوجھ

جھوٹ کا اور صریح گناہ کا)

پہلی آیت میں بنی ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں کا انجام دوسری میں صحابہ کرامؓ کو ایذا پہنچانے والوں کا انجام ہے۔

19- محمد رسول الله == وما رمیت اذ رمیت ولكن الله رمی (17:8)

(اور تو نے نہیں پھینکی مٹی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی)



والذین معہ == فلم تقتلوہم ولكن الله قتلہم (17:8)

(سو تم نے ان کو نہیں مارا لیکن اللہ نے ان کو مارا)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے عمل کو اللہ نے اپنا عمل کہا دوسری میں صحابہ کرامؓ کے عمل کو اپنا عمل کہا۔

20۔ محمد رسول اللہ == لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر (2:48)

(تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ او جو پیچھے رہے)

والذین معہ == یغفر لکم ذنوبکم و یدخلکم جنت تجری من تحتها الانهار (28:58 12:61)

(بخشنے گا وہ تمہارے گناہ اور داخل کرے گا تم کو باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کو مغفرت کی بشارت دوسری میں صحابہ کرامؓ کیلئے مغفرت کی بشارت ہے۔

21۔ محمد رسول اللہ == فاتبعو نی یحبیکم الله (31:3)

(تم میری راہ چلو تا کہ محبت کرے تم سے اللہ)

والذین معہ == والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم (100:9) توبہ

(اور جو ان کے پیرو ہوئے نیکی کے ساتھ اللہ راضی ہو ان سے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کی اتباع پر اجر کا تذکرہ دوسری میں صحابہ کرامؓ کی اتباع پر اجر کا تذکرہ ہے۔

22۔ محمد رسول اللہ == وانه لذكر لک ولقومک (44:43)

(اور یہ مذکور ہے گا تیرا اور تیری قوم کا)

والذین معہ == لقد انزلنا الیکم کتابا فیہ ذکر کم (10:21)

(ہم نے اتاری تمہاری طرف کتاب کہ اس میں تمہارا ذکر ہے)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کا تذکرہ کا بیان دوسری میں صحابہ کرامؓ کے تذکرہ کا بیان ہے۔

23۔ محمد رسول اللہ == واجتنبہم وھدیناہم الی صراط مستقیم (87:6)

(اور ہم نے ان (انبیاء) کو پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا)

والذین معہ == وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ ہوا اجتباکم

(اور محنت کرو اللہ کے واسطے جیسی کہ چاہیے اس کے واسطے محنت اس نے تم کو پسند کیا)

پہلی آیت میں نبی ﷺ کے مجتبیٰ ہونے کا ذکر ہے دوسری میں صحابہ کرامؓ کا ذکر ہے۔



ان مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ کے ساتھ معیت کی نسبت حاصل تھی۔ جہاں نبی ﷺ کا تذکرہ وہاں صحابہ کرامؓ کا تذکرہ۔ جیسی نبی ﷺ کیلئے بشارت ویسی صحابہ کرامؓ کیلئے بشارت۔ جس طرح نبی ﷺ کی اتباع کرنے والوں کو اجر کے وعدے اسی طرح صحابہ کرامؓ کی اتباع کرنے والوں کیلئے اجر کے وعدے۔ پس جو شخص صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ سے جدا کرنے کی کوشش کرے گا مثلاً یوں کہے گا کہ میں نبی ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ صحابہ کرامؓ سے نہیں کرتا یا یوں کہے کہ میں نبی ﷺ کی بات مانوں گا، صحابہ کرامؓ کی بات نہیں مانتا تو وہ تعلیمات قرآنی کا مخالف یعنی گمراہ ہوگا۔

معیّت خاصہ کی مثالیں:

قرآن مجید کی متعدد آیات میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا تذکرہ اس انداز سے ہوا ہے کہ گویا صحابہ کرامؓ کو نبی ﷺ کے ساتھ معیت خاصہ نصیب تھی۔ اس کی چند مثالیں سپرد قلم کی جاتی ہیں۔

1۔ ایمان میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ (البقرہ)

(رسول اکرم ﷺ ایمان لائے اس وحی پر جو اس کے رب کی طرف سے نازل ہوئی اور اہل ایمان بھی سب کے سب اللہ پر، ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔)

2۔ جہاد میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

لکن الرسول والذین آمنوا معہ جاهدوا باموالہم و انفسہم (التوبہ: 8)

(رسول معظم ﷺ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ایمان لائے وہ اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں)

3۔ مشکل گھڑی میں جہاد کرنے کی معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ (117:9)

(اللہ تعالیٰ نے یقیناً اپنے نبی کریم ﷺ اور مہاجرین و انصار پر نظرِ کرم فرمائی جنہوں نے مشکل گھڑی میں آپ کی پیروی کی)

4۔ نزولِ سکینہ میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ و علی المؤمنین (26:9)

(پھر اللہ نے اپنے رسول مکرّم ﷺ اور مؤمنین پر سکینہ نازل فرمائی)

5۔ اسلام اور وفائے الہی میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان حاجوک فقل اسلمت وجہی للہ و من التبعن (20:3)

۲۵ (اگر (کفار) آپ سے حجت بازی کریں تو آپ فرمادیجئے کہ میں نے اور میرے پیروکاروں نے اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے)



6۔ ابراہیمؑ کے ساتھ تعلق میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

ان اولی الناس بابراہیم للذین التبعوه وهذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین (68:3)
(بے شک ابراہیمؑ کے تعلقدار اور ہم مشرب وہ لوگ ہو سکتے ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی کریم ﷺ اور
جو لوگ ایمان لائے اور اللہ ہی ایمان والوں کا حمایتی ہے)

7۔ دعوت الی اللہ میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل هذه سبيلي ادعوا الى الله على بصيرة انا ومن التبعني (18:12)
(اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ یہ میرا مشن ہے کہ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں میں اور میرے پیروکار بصیرت کے ساتھ)
8۔ استقامت میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

فاستقم كما امرت ومن تاب معك (112:11)

(آپ ﷺ حکم الہی کے موافق استقامت اختیار کیجئے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ہمراہ تاب ہوئے)

9۔ نماز باجماعت میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك (102:4)
(اور جب آپ ان (صحابہؓ) میں تشریف فرما ہوں اور انہیں نماز پڑھانے لگیں (حالتِ جنگ میں) تو چاہیے کہ
ایک جماعت آپ کے ساتھ کھڑی ہو۔)

10۔ قیام لیل میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

ان ربك يعلم انك تقوم ادنى من ثلثي الليل و نصفه و ثلثه و طائفة من الذين معك (الزلزل 20)
(بے شک آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ آپ تہائی رات کے لگ بھگ یا نصف رات یا دو تہائی رات قیام فرماتے
ہیں اور ایک جماعت ان لوگوں سے بھی آپ کے ساتھ ہوتی ہے جنہوں نے آپ کی معیت پائی ہے۔)

11۔ متبوع ہونے میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى و نصله جهنم

و ساءت مصيرا (105:4)

(اور جو کوئی ہدایت واضح ہو جانے کے باوجود بھی رسول مکرّم ﷺ کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے خلاف
چلے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا اور آخر کار ہم اسے جہنم میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے)



12- تقویٰ کے بلند درجات میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

فانزل الله سكينته على رسوله وعلى المؤمنين والزهم كلمة التقوى و كانوا احق بها واهلها و كان الله بكل شئ عليما. (التح)

(پس اللہ نے اپنی سکینہ اپنے رسول اکرم ﷺ اور مؤمنین (صحابہؓ) پر نازل فرمائی اور ان کو تقویٰ کے مقام پر جمائے رکھا اور وہی اس کے مستحق اور اہل تھے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔)

13- نگرانی اعمال میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

و قل اعملوا فیسری الله عملکم و رسوله و المؤمنون (105:9)

(فرمادیجئے تم کام کرتے رہو پس تمہارے اعمال کو اللہ دیکھے گا اور اس کے رسول اکرم ﷺ اور اہل ایمان بھی دیکھیں گے)

14- شہادت علی الناس میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

و کذا لک جعلنا کم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس و یكون الرسول علیکم شهیدا (143:2)

(اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک متوسط امت بنایا تاکہ تم تمام لوگوں پر گواہی دو اور رسول اکرم ﷺ تم پر گواہی دیں)

15- نشست و برخاست میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے

و اصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغدوة و العشی یریدون وجهه (الکہف:28)

(اے محبوب ﷺ آپ اپنی ذات قدسیہ کی معیت ان لوگوں کو عطا کیجئے جو رضائے الہی کے پیش نظر صبح و شام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں)

16- مشرکین کیلئے دعائے کرنے میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ

ما کان للنبی و الذین آمنوا ان یستغفروا للمشرکین (113:9)

(نبی اکرم ﷺ اور ایمان والوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ مشرکین کیلئے دعائے مغفرت کریں)

17- دینیوی نتیجہ میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قل اراء یتیم ان اهلکنی الله و من معی او رحمتا فمن یجیر الکافرین من عذاب الیم (الک)

(آپ ﷺ فرمادیجئے کہ بھلا دیکھو کہ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں (صحابہؓ) کو رسوا فرمائے یا وہ ہم پر رحمت

فرمائے پھر وہ کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب سے بچائے)



18۔ قیامت کے دن رسوانہ ہونے میں معیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یوم لا یخزی اللہ النبی والذین آمنوا معہ (التحریم-8)

(جس دن اللہ نبی کریم ﷺ اور مومنین (صحابہؓ) کو رسوانہ فرمائے گا)

ان آیات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی جماعت کس قدر عظیم المرتبت اور ذیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر مرحلہ اور ہر موقع پر اپنے رسول کریم ﷺ کے ساتھ رکھا حتیٰ کہ قیامت کے دن رسوانہ کرنے کی بھی خوشخبری عطا فرمائی۔ اس سے بڑھ کر اور کونسی صداقت ہو سکتی ہے کہ جسے دیکھ کر ہم اس مقدس جماعت کے عقیدت مند نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخری سانس تک انہی سے وابستہ رکھے اور روزِ محشر انہی کے قدموں میں ہمارا حشر فرمائے (آمین)۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، المرء مع من احب (قیامت کے دن آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی)

مشاجرات صحابہؓ:

صحابہ کرامؓ کی باہمی الفت و محبت پر خدائی شہادت موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا

(اس (اللہ) نے تمہارے دلوں میں محبت و الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے)

اس کے باوجود اگر ان میں اختلافات ہوئے تو اس میں کوئی خدائی حکمت ضرور ہوگی۔

مشاجرات کا لفظ شجر سے نکلا ہے اور شجر درخت کو کہتے ہیں جس کی شاخیں متعدد ہوتی ہیں مگر تنہا ایک ہی ہوتا ہے۔ پس مشاجرات صحابہؓ سے مراد صحابہ کرامؓ کے وہ اختلافی معاملات ہیں جو ظاہر میں برائیاں نظر آتی ہیں مگر ان سب کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا تھا۔ مشاجرات صحابہؓ کی حقیقت سمجھنے کے لئے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

- 1۔ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا، صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ اے اللہ کے محبوب ﷺ کیا آج سے ظہر کی نماز دو رکعت ہوگئی؟ فرمایا لَا نَسِیْتُ بَلْ نَسِیْتُ (میں بھولا نہیں بھلایا گیا ہوں) مقصد یہ کہ اللہ رب العزت نے مجھے بھلا دیا ہے تاکہ امت کے سامنے سجدہ سہو کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ سبحان اللہ! رحمت کی بھول بھی امت کے لئے رحمت بن گئی۔
- 2۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ جہاد سے واپس تشریف لارہے تھے کہ رات کسی جگہ پڑاؤ فرمایا چونکہ لشکر کے تمام مجاہدین تھک گئے تھے لہذا آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کے ذمے لگایا کہ وہ پہرہ دیں اور فجر کی نماز کے وقت سب لوگوں کو جگادیں۔ حضرت بلالؓ کافی دیر



تک چلتے پھرتے رہے، بالآخر ایک جگہ کھڑے کھڑے ٹیک لگائی تو نیند آگئی۔ جب سورج طلوع ہوا اور اس کی کرنوں نے نبی ﷺ کے رخسار کے بوسے لئے تو نبی اکرم ﷺ نیند سے بیدار ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلالؓ آپ نے ہمیں جگایا نہیں بلکہ خود بھی سو گئے۔ عرض کیا اے اللہ کے محبوب ﷺ! جس پروردگار نے آپ کو سلایا اسی نے مجھے بھی سلادیا۔ چنانچہ نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے سامنے قضا نماز ادا کرنے کا مسئلہ واضح فرمایا۔ سبحان اللہ! نبی رحمت ﷺ کا جاگنا تو امت کے لئے رحمت تھا ہی سہی آپ کا سو جانا بھی امت کے لئے رحمت بن گیا۔

مندرجہ بالا مثالوں سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات اپنے محبوب ﷺ سے ایسے کام کروادیئے جو خلاف معمول تھے مگر مقصد یہ تھا کہ امت کے سامنے مسائل واضح ہو جائیں۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ سے بعض ایسے کام کروادیئے جو خلاف معمول تھے مگر مقصد یہ تھا کہ امت کے سامنے اختلاف رائے اور جھگڑے کی صورتحال کے مسائل واضح ہو جائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ آپس میں خود نہیں لڑے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے انہیں لڑوا دیا تاکہ بعد والوں کو پتہ چل سکے کہ اختلاف رائے اور جھگڑے کی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

و ان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما

(اور اگر مومنوں کے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادیں)

اس آیت پر عمل درآمد کی تین صورتیں ممکن تھیں۔

1- اگر اس آیت پر نبی ﷺ کی حیات مبارکہ میں عمل ہوتا اور صحابہؓ کی دو جماعتیں آپس میں قتال کرتیں تو دشمنان اسلام کو اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا کہ پیغمبر اسلام دوسروں کو کیا اخلاق سکھائیں گے ان کے اپنے شاگرد آپس میں گھٹم گھٹا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی مبارک زندگی کو اس طرح سے محفوظ فرمالیا۔

2- اگر دور صحابہؓ میں ایسا کوئی واقعہ پیش نہ آتا تو امت کے سامنے لڑائی جھگڑے کی صورت کے مسائل واضح نہ ہوتے۔ دشمنان اسلام اعتراض کرتے کہ دین اسلام تو امن کی حالت میں رہنمائی کرتا ہے۔ لڑائی جھگڑے کی صورت میں مسائل کا کوئی حل موجود نہیں ہے۔ لہذا یہ صورتحال بھی مناسب نہیں تھی۔

3- تیسری صورت یہ تھی کہ نبی ﷺ کے تربیت یافتہ حضرات کے درمیان یہ صورتحال پیش آتی تاکہ فریقین خشیت الہی کی وجہ سے حدود شریعت سے تجاوز بھی نہ کرتے مگر اپنی اپنی رائے پر قائم رہتے ہوئے لوگوں کے لئے نمونہ بھی بنتے۔ یہ صورتحال سب سے بہتر تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسی کو اپنے محبوب ﷺ کے یاروں کے لئے پسند فرمالیا۔



پس صحابہ کرامؓ امت کے محسنین ہیں جنہوں نے امن اور لڑائی کی ہر صورت میں شریعت پر عمل کرنے کی روشن مثالیں چھوڑیں۔ امام محمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کا امت پر احسان ہے اگر ان کے درمیان مشاجرات پیش نہ آتے تو بعد میں آنے والے فقہاء لوگوں کے درمیان اختلاف اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں کہاں سے روشنی حاصل کرتے۔

ایک خوبصورت مثال:

جس طرح دو ماہر ڈرائیوروں میں ایکسیڈنٹ کا ہونا ممکن ہے اسی طرح دو نیک انسانوں کا کسی بات پر لڑ پڑنا بھی ممکن ہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ بظاہر دونوں کا عمل دوسرے کے خلاف ہو اس کے باوجود نیک نیتی کی وجہ سے دونوں کو اجر ملے درج ذیل مثال غور طلب ہے۔

ایک بستی کی مسجد آبادی سے ذرا ہٹ کر بنی ہوئی تھی مسافر لوگ جب نماز پڑھنے کے لئے آتے تو انہیں اپنی سواری کو باندھنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ملتی تھی۔ بعض اوقات تو خاصی پریشانی اٹھانی پڑتی۔ ایک صاحب نے مسافروں کی سہولت کے لئے ایک کھونٹا گاڑ دیا تاکہ مسافر حضرات اس کھونٹے کے ساتھ اپنی سواری کے جانور کو باندھ سکیں۔ کچھ عرصے کے بعد دوسرے نمازی نے محسوس کیا کہ اندھیرے کے وقت نمازی مسجد میں آتے ہیں تو اس کھونٹے سے ٹکرا کر گر پڑتے ہیں۔ لہذا اس نے کھونٹے کو اکھاڑ دیا۔ بظاہر دونوں کا عمل ایک دوسرے سے الٹ تھا مگر دونوں کو اجر ملا۔ گاڑنے والے کو بھی اجر ملا۔ اکھاڑنے والے کو بھی اجر ملا۔ اللہ تعالیٰ نے کھونٹا گاڑنے والے کی بھی بخشش فرمادی اور اکھاڑنے والی کی بھی بخشش فرمادی۔

یہی معاملہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ پیش آیا۔ بظاہر وہ ایک دوسرے کے ساتھ لڑے مگر خلوص نیت کی وجہ سے دونوں طرف والوں کو اجر ملا۔ اسی لئے علماء اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ

صحابہؓ باہم جنگ بھی کریں تو وہ سعید ہیں
ادھرے کے بھی شہید ہیں ادھر کے بھی شہید ہیں

مشاجرات کا پس منظر:

جب حضرت عثمان غنیؓ کو ”بلوایوں“ نے شہید کیا تو حضرت علیؓ خلیفہ چہارم منتخب ہوئے۔ بعض صحابہؓ کی رائے یہ تھی کہ حضرت علیؓ کو پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ وہ ”بلوایوں“ سے چین چین کر بدلہ لیں تاکہ امام مظلوم کے عزیز و اقارب کی دادرسی ہو اور بلوایوں کا زور ٹوٹ جائے۔ حضرت علیؓ کا نکتہ نظریہ تھا کہ مجھے پہلے اپنی گرفت مضبوط کرنی چاہئے اور قصاص کا معاملہ کچھ وقت کے لئے مؤخر کرنا چاہئے۔ بعض صحابہؓ حضرت علیؓ کے حامی تھے اور بعض صحابہؓ حضرات امیر معاویہؓ کے حامی تھے۔



اختلاف رائے جھگڑے کی صورت اختیار کر گیا۔ علمی نکتہ نظر سے دونوں حضرات کے دلائل میں وزن تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے درمیان میں پڑ کر معاملے کو سلجھانے کی کوشش کی حتیٰ کہ طرفین صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ رات کے اندھیرے میں منافقوں نے دونوں گروہوں پر حملہ کر دیا جس سے صحابہ کرامؓ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ دوسری جماعت نے بد عہدی کی لہذا آپس میں قتال کا معاملہ بھی پیش آیا۔ صبح جب حقیقت حال واضح تو آپس میں صلح کر لی گئی۔ مشاجرات صحابہؓ سے دین اسلام کا ہر گوشہ واضح ہو گیا کہ امن و جنگ کی صورت میں کس کو کیا کرنا چاہئے۔

روشنی کے مینار:

کسی بھی ملک کو چلانے کے لئے چند بنیادی شعبے ہوا کرتے ہیں آج کا انسان کسی شعبے میں کسی عہدے پر فائز ہو، اگر وہ چاہے کہ مجھے اپنے سامنے کس شخصیت کو ماڈل کی حیثیت سے رکھنا چاہئے تو اسے ہر طرف روشنی کے مینار نظر آئیں گے۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1- حاکم اعلیٰ:

اگر کسی ملک کا حاکم اپنے معاملات میں ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو نبی ﷺ کی مبارک زندگی اس کے لئے روشنی کا مینار ہے۔ آپ وقت کے حاکم اعلیٰ بھی تھے۔ مبلغ اعظم، معلم اعظم اور مرشد اعظم بھی تھے۔ آپؐ نے قوانین کو کس طرح لاگو فرمایا اور لوگوں سے کس طرح قانون کی بالادستی کو منوایا۔ عدل و انصاف کا کس طرح بول بالا فرمایا۔ مظلوم کی کس طرح دادرسی فرمائی۔ ظالموں کی انانیت کو کس طرح توڑا۔ مخلوق خدا کو کس طرح امن اور بھائی چارہ کی فضاء عطا کی۔ اللہ کی زمین پر کس طرح اللہ کے قانون کو لاگو کیا۔ یہ سب ہدایات آپ کی مبارک شخصیت سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

2- نائب حاکم:

اگر کسی ملک کا نائب حاکم اپنے معاملات میں ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرات ابوبکرؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے دور خلافت میں ہر کام اسی طرح کیا جس طرح نبی ﷺ نے شروع فرمایا۔ گویا حاکم اعلیٰ کی پالیسی پر سو فیصد عمل کیا۔ حبش اسمہؓ کو اس وقت بھیجا جبکہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہؓ بھی تردد کا شکار تھے۔ مسجد نبوی ﷺ میں توسیع کرنے کا مشورہ آیا تو کہا کہ میں اپنے محبوب ﷺ کے وقت کی مسجد میں کیسے تبدیلی کروں۔ قرآن مجید جمع کرنے کا وقت آیا تو فرمایا میں وہ کام کیسے کروں جو نبی ﷺ نے نہیں کیا۔ غرض ہر کام اور ہر معاملے میں انہوں نے نبی ﷺ کی



کامل اتباع کی اور نائب حاکم کا یہی فرض منصبی ہوتا ہے کہ وہ حاکم اعلیٰ کی منشاء کو پہچانے اور اس کی مرضی کے مطابق عمل پیرا ہو۔ حاکم اعلیٰ کی عدم موجودگی میں لوگوں کی قیادت کرے۔ چنانچہ نبی ﷺ کی مبارک زندگی میں حضرت ابو بکرؓ قافلہ حج کے امیر بنے۔ جب نبی ﷺ کی طبیعت ناساز تھی تو حضرت ابو بکرؓ نے سترہ نمازوں کی امامت کروائی۔ پس کسی بھی ملک کا نائب حاکم آپؐ کی شخصیت سے روشنی حاصل کر سکتا ہے۔

3- وزیر داخلہ:

اگر کسی ملک کا وزیر داخلہ اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرت عمرؓ فاروق کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ نے اپنے دور خلافت میں ملکی اصلاحات پر خصوصی کام کیا۔ پولیس کا محکمہ قائم کیا۔ بیت المال سے وظائف جاری کئے۔ پل اور راستے بنوائے۔ عدل و انصاف کا بول بالا کیا۔ امن کا ایسا ماحول پیدا کیا کہ ایک جوان العر عورت زیورات سے لدی ہوئی یمن سے چل کر اکیلی مدینہ پہنچی اور کہا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ یمن سے لیکر مدینہ تک ایک ماں کی اولاد بستی ہے۔ عوام الناس کو تعلیم کے مواقع فراہم کئے، لشکروں کے جرنیلوں کو احکام جاری کئے کہ وہ اپنے مجاہدین کو قرآن مجید حفظ کرنے کی ترغیب دیں۔ پوری قوم رات کو آرام کی نیند سوتی تھی مگر آپؓ رات کو گلیوں میں گشت فرماتے اور کہا کرتے تھے کہ اگر دریائے نیل کے کنارے پر کوئی کتاب بھی پیا سا مر گیا تو قیامت کے دن عمرؓ سے اس کا سوال ہوگا۔ عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے آپؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔

4- وزیر خارجہ:

اگر کسی ملک کا وزیر خارجہ اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرت عثمان غنیؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ کے دور خلافت میں 44 لاکھ مربع میل تک اسلام پھیل چکا تھا۔ وزیر خارجہ کا فرض منصبی ہوتا ہے کہ وہ اپنے ملکی آئین کو مضبوطی سے تھامے اور اپنے مطمع نظر کو دوسرے ملکوں تک پہنچائے۔ چنانچہ قرآن مجید کی شکل میں اسلامی منشور کے پھیلنے کا کام اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ سے لیا آپؓ نے قرآن مجید کی ایک قرات پر سب کو جمع کیا اور اس کے ساتھ نسخے بنوا کر مختلف مراکز میں بھیجے۔ پوری امت کو ایک منشور پر جمع کر دیا۔ یہ سب ہدایات آپؓ کی مبارک زندگی سے حاصل ہو سکتی ہیں

5- وزیر تعلیم:

اگر کسی ملک کا وزیر تعلیم اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرت علی المرتضیٰؓ کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا اَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا (میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے)



آپؐ نے مختلف شہروں میں علماء کو درس و تدریس کے لئے متعین فرمایا۔ آپؐ بصرہ پہنچے تو حسن بصریؒ کو جامع مسجد میں درس قرآن کے لئے متعین فرمایا۔ کوفہ پہنچے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن مسعودؓ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے شہر کو علم سے بھر دیا۔ آپؐ نے احادیث نبویؐ کا ذخیرہ جمع کیا جو صحیفہ علیؑ کے نام سے مشہور ہوا۔ تزکیہ و احسان کے چار میں سے تین سلاسل آپؐ سے ہی آگے چلے۔

6- وزیر دفاع:

اگر کسی ملک کا وزیر دفاع اپنے معاملات میں ہدایات حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حضرات ابو عبیدہؓ بن الجراح کی شخصیت روشنی کا مینار ہے۔ آپؓ کو نبیؐ نے اَمِیْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ کا لقب عطا فرمایا، آپؓ کو نور فرستایا عطا کیا گیا کہ خواب میں نبیؐ کی زیارت ہوتی اور پتہ چل جاتا کہ فلاں علاقہ آج فتح ہوگا۔ کبھی خواب میں زیارت ہوتی کہ فلاں محاذ پر مسلمان کمزور ہیں ان کی مدد کریں۔ رویائے صادقہ کے ذریعے آپؓ کو نصرت خداوندی کا پتہ چل جاتا تھا۔ اپنے حالات سے امیر المؤمنین کو پوری طرح باخبر رکھتے تھے۔ سلاطین روم و شام سے جس طرح آپؓ نے تاج چھینے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ، حضرت ضرار بن ازورؓ، حضرت عبد الرحمن بن ابی بکرؓ، حضرت شرجیل بن حسنہؓ اور حضرت عکرمہؓ جیسے جرنیلوں کی قیادت کرنا آپؓ کا کارنامہ تھا۔ جیش کی صف بندی، جرنیلوں کی تعیناتی، دشمنوں کی حکمت عملی کو سمجھنا، مجاہدین کو جہاد کے لئے براہیختہ کرنا، قیدیوں کو چھڑوانا۔ صلح کے مذاکرات کرنا، بر موقع اور بر محل قدم اٹھانا اور قلیل جماعت کے ساتھ کثیر جماعت پر غالب آنا آپؓ کا ہی کام تھا۔ وزیر دفاع کو یہ تمام ہدایات آپؓ کی مبارک شخصیت سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

7- قائد حزب اختلاف:

اگر کوئی شخص قائد حزب اختلاف ہو اور وہ چاہے کہ مجھے بھی ہدایات نصیب ہوں تو اسے سیدنا امیر معاویہؓ کی شخصیت سے روشنی حاصل کرنا چاہئے۔ سیدنا امیر معاویہؓ اگرچہ اپنے نکتہ نظر پر جمے رہے مگر حضرت علیؑ کی تعریفیں بھی کرتے رہے۔ جب رومی بادشاہ نے آپؓ کو خط لکھا کہ میں نے سنا ہے مسلمان خلیفہ آپؓ کو حق نہیں دے رہا میں آپؓ کی مدد کے لئے لشکر کشی کرنا چاہتا ہوں تو آپؓ نے جواب میں فرمایا: اُورومی کتے! یہ ہم بھائیوں کا آپس کا معاملہ ہے۔ اگر تم نے لشکر کشی کی تو امیر معاویہؓ حضرت علیؑ کی فوج کا سپاہی بن کر سب سے پہلے تم پر حملہ کریگا۔ حزب اختلاف کا یہی کام ہوتا ہے کہ حزب اقتدار کو صحیح خطوط پر کام کرنے دے۔ جہاں کمی کوتاہی دیکھے وہاں نشاندہی کرے اور اگر بیرون ملک سے کوئی حملہ آور ہو تو حزب اقتدار سے مل کر ملکی دفاع کرے اور سب مل کر بُنیان مَرُصُوص بن جائیں۔



8- اکابرین قوم:

اگر حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں کوئی معاملہ طول کھینچ جائے تو اکابرین قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ دونوں میں صلح کی کوشش کریں۔ یہ روشنی سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی مبارک زندگی سے ملتی ہے۔ آپؐ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ دونوں کیلئے م المؤمنین تھیں۔ واجب الاحترام تھیں۔ مخدمۃ المسلمین آپؐ زیارتِ حرمین سے واپس آ رہی تھیں پتہ چلا کہ دونوں حضرات اپنی جماعتوں کے ہمراہ آمنے سامنے ہیں۔ آپؐ گھر جانے کی بجائے فوراً لشکروں کے پاس پہنچیں اور افہام و تفہیم کے ذریعے دونوں حضرات کو صلح پر آمادہ کر لیا۔ اکابرین قوم کو یہ روشنی آپؐ کی مبارک زندگی سے حاصل کرنا چاہئے۔

9- علمائے امت:

ایسی صورت حال میں علمائے امت کو چاہئے کہ وہ دونوں جماعتوں سے اپنا رشتہ بحال رکھیں اور دونوں کو خیر کی طرف متوجہ کرتے رہیں۔ یہ روشنی حضرت ابو ہریرہؓ کی مبارک زندگی سے مل سکتی ہے۔ آپؐ حافظ الحدیث تھے اور بقول حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے آپؐ مولوی قسم کے صحابیؓ تھے۔ آپؐ کھانا سیدنا امیر معاویہؓ کے دسترخوان پر کھاتے تھے اور نماز حضرت علیؓ کی اقتدا میں پڑھتے تھے۔ دونوں کو محبوب ﷺ کے فرمان سنانا کر حق بات یاد دلاتے تھے۔ علماء امت کے لئے آپؐ کی مبارک زندگی روشنی کا مینار ہے۔

10- سائنسدان اور سکارلز:

اگر ایسی صورت حال پیش آئے کہ حزب اختلاف اور حزب اقتدار آپس میں الجھ پڑیں تو قوم کے سائنسدان، محققین اور ریسرچ سکارلز کو اس میں ملوث ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ دونوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنا کام کرتے رہیں۔ یہ روشنی امام المحدثین حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مبارک زندگی سے حاصل ہوتی ہے۔ الغرض زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھنے والا مسلمان ہو اسے صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیوں سے روشنی کی شعاعیں نصیب ہو سکتی ہیں۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اسلامی تعلیمات میں ہدایات نہیں مل سکیں۔ صحابہ کرامؓ کو اسی لئے محسنین اسلام کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پاکیزہ زندگیاں گزار کر سیرت کے اعلیٰ نمونے امت کو پیش کئے۔ کسی نے عجیب بات کہی کہ ہمیں امن کے زمانے میں حضرت عمرؓ کی اقتداء کرنی چاہئے اور جنگ کے زمانے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اقتداء کرنی چاہئے۔



11- اصلاح خیر:

اختلاف رائے کی صورت میں اپنے جائز حق کی قربانی پیش کرنا اور فریق مخالف سے صلح کر لینا (تا کہ ماحول کے اندر امن و سکون پیدا ہو) ایک عظیم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم کام ایک عظیم شخصیت سے لیا جب سیدنا امام حسنؑ اور سیدنا امیر معاویہؓ کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہوا کہ خلیفہ کون بنے تو سیدنا امام حسنؑ نے امن کا سفیر بنے ہوئے ایثار و قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا اور سیدنا امیر معاویہؓ کے حق میں دست بردار ہو گئے۔

اختلاف صحابہؓ کی حقیقت:

اختلاف صحابہؓ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک علمی نکتہ سمجھنا ضروری ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ پہلی شریعتوں میں عورت مرد کے نکاح کے لئے دونوں کا دین ایک ہونا ضروری نہیں تھا۔ فرعون کا فر اور اس کی بیوی مومنہ تھی۔ دین اسلام میں نکاح کے لئے عورت مرد کا دین ایک ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے اگر قیدی عورتیں مسلمان ہو جائیں تو انہیں کفار کے پاس معاہدے کے باوجود لوٹانے کی اجازت نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الی الکفار۔ لاهن حل لهن ولا هم یحلون لهن۔

(اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مؤمن ہیں، تو انہیں کافروں کی طرف مت لوٹاؤ۔ نہ یہ ان کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کیلئے حلال ہیں)

پس جب شریعتوں میں ٹکراؤ نظر آئے تو اس کا آسان حل یہ ہے کہ ہم ادب تو سب انبیاء کا کریں مگر اتباع فقط اپنے نبی ﷺ کی کریں اور کہیں کہ پہلی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ ہم انبیاء کرام کی بے ادبی سے بھی بچ گئے اور مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ پس نسخ کا لفظ استعمال کرنے سے ہم بڑی مشکل میں سے آسانی کے ساتھ نکل آئے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ کے اعمال میں اختلاف نظر آئے تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ یہ مسئلہ انتہائی نازک ہے اگر ہم ایک کو حق پر کہیں تو صاف ظاہر ہے کہ دوسرے کو باطل پر ماننا پڑے گا۔ اس طرح ہم نے ایک کی بات مان لی مگر دوسرے کی گستاخی کے مرتکب ہو گئے جبکہ نبی ﷺ کا حکم یہ ہے کہ ہم تمام صحابہؓ کا اکرام کریں۔ اس مشکل سے نکلنے کے لئے علمائے کرام نے وسعت عمل کا بہترین حل بتایا۔ اول یہ کہ ہم سب صحابہؓ کا ادب کریں ان کے لئے حق اور باطل کا لفظ استعمال ہی نہ کریں۔ حق اور باطل کے قطعی فاصلے تو عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، خوارج، معتزلہ کے درمیان اور مومنین کے درمیان ہیں۔ صحابہؓ کے درمیان تو قوی اور اقویٰ، حق اور احق، درست اور نادرست کے فاصلے ہیں۔ لہذا اس کے لئے علماء کرام نے صواب اور خطاء کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن خطاء کا لفظ بھی سخت محسوس ہوتا ہے۔ لہذا اس کی سختی دور کرنے کے لئے ہمیں یوں کہنا چاہئے: ”فلاں کا عمل صواب ہے لیکن خطا کا احتمال ہے جبکہ دوسرے کا عمل خطا ہے مگر صواب کا احتمال ہے“



اس طرز بیان نے خطا کے لفظ میں بہت نرمی پیدا کر دی لیکن علمائے کرام نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا مقام اتنا اونچا ہے کہ اگر دو حضرات کا عمل ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے تو بھی یہ مت سوچو کہ ایک صواب پر ہے اسے اجر ملے گا دوسرا خطا پر ہے اسے اجر نہیں ملے گا۔ اس طرح کہنے سے بھی بے ادبی کا پہلو نکلتا ہے۔ پس اس کا حل یہ ہے کہ ہم عقیدہ رکھیں کہ جس کا عمل صواب پر تھا اس کو دگنا اجر ملے گا اور جس کا عمل خطا پر تھا اس کو بھی نیک نیتی کی وجہ سے ایک اجر ملے گا۔ لہذا چار اصول ہمارے سامنے واضح ہوئے۔

1- اختلاف صحابہ کے لئے حق اور باطل کا لفظ استعمال ہی مت کرو۔

2- ایک کے لئے صواب کا لفظ لاؤ تو احتمال خطا کے ساتھ۔

3- دوسرے کے لئے خطا کا لفظ لاؤ تو احتمال صواب کے ساتھ۔

4- دونوں کو ماجور سمجھو یا مخوذ نہ سمجھو۔

صحابہ کرام پر عمومی اعتراضات:

باطل فرقوں کی طرف سے صحابہ کرام پر چند عمومی اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کے مختصر جواب درج ذیل ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق:

حضرت ابو بکر صدیق پر سب سے پہلا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے غاصبانہ طور پر خلافت حاصل کر لی ورنہ یہ حق تو حضرت علیؓ کا تھا۔

جواب: (1) ایمان لانے کے بعد چار بنیادی ارکان اسلام ہیں۔ ان چاروں میں سے صوم اور زکوٰۃ انفرادی اعمال ہیں جبکہ صلوٰۃ اور حج اجتماعی اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب نے اپنی مبارک زندگی میں حضرت ابو بکرؓ کو نماز کا امام بھی متعین کیا اور حج کا امیر بھی متعین کیا۔ پس نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی خلافت پر اجتماعی بیعت کی۔ حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے ابو بکرؓ کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لئے بھی پسند کر لیا۔

2- ترتیب خلافت اس قدر واضح تھی کہ مسلمان تو درکنار کفار بھی سمجھتے تھے کہ نبی ﷺ کے بعد ابو بکرؓ کا مقام ہے۔ اسی لئے اُحد کے میدان میں جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ نبی ﷺ شہید ہو گئے تو کفار نے سب سے پہلے پوچھا ابو بکرؓ کہاں ہے۔ جب جواب نہ ملا تو پوچھا عمرؓ کہاں ہے۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں حضرات کی حیثیت اس قدر واضح تھی کہ کفار بھی سمجھتے تھے کہ نبی ﷺ کے بعد مسلمانوں میں ابو بکرؓ کا مقام ہے۔



3- ترتیب خلافت ترتیب رشتہ سے مناسبت رکھتی ہے۔ شریعت میں سسر کا رشتہ باپ کی مانند اور داماد کا رشتہ بیٹے کی مانند ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ رشتہ میں نبی ﷺ کے سر تھے۔ لہذا وہ خلافت میں بھی سبقت لے گئے۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ داماد تھے۔ ان کی باری بعد میں آئی۔ تاہم حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دو صاحبزادیاں تھیں لہذا ان کو حضرت علیؓ پر سبقت نصیب ہوئی۔

4- نبی ﷺ نے فرمایا خَيْرُ الْقُرُونِ قُرْنِي (سب سے بہتر میرا زمانہ ہے) قرنی کے لفظ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر خلیفہ کے نام کا ایک حرف اس میں شامل ہے۔ صدیقؓ کی ق، عمرؓ کی ر، عثمانؓ کی ن، اور علیؓ کی ی۔ گویا سب کے ناموں کے آخری حرف کو ترتیب وار ملائیں تو قرنی کا لفظ بن جاتا ہے۔ یہی ترتیب خلافت تھی۔

5- بعض الفاظ میں خاص خصوصیات ہوتی ہیں مثلاً جس مادہ میں ف کلمہ ش ہو اس کے معنی میں بلندی پائی جائی گی مثلاً شرف، شرر، شیطان، شہوت وغیرہ۔ اس طرح جس مادہ میں ف کلمہ خ ہو اور ع کلمہ ل ہو اس میں علیحدگی اور یکسوئی کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے خلوت، خلو، خلال، خلیفہ، بیت الخلا وغیرہ

اسی طرح جس مادہ کے ف ع ل کی جگہ ب ک رہو اس میں اولیت پائی جاتی ہے مثلاً بکرہ کے معنی کل صبح (پہلا وقت) بکور کا مطلب موسم کا پہلا پھلا، باکرہ کا مطلب کنواری لڑکی جو خاوند کے پاس پہلی مرتبہ آئے۔ چونکہ لفظ ابوبکر کا مادہ بھی ”ب ک ر“ ہے لہذا یہ لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ آپؓ ترتیب خلافت میں سب سے پہلے نمبر پر تھے۔

☆ دوسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا اسی لئے انہوں نے ابتداء میں بیعت نہیں کی بلکہ 8 مہینے کے بعد مجبوراً دکھاوے کے طور پر بیعت کر لی۔

جواب: اگر حضرت علیؓ سے جبراً بیعت لی جاتی تو شروع میں جب سب لوگوں نے بیعت کی تھی اس وقت لے لی جاتی۔ جب ان کو آٹھ مہینے تک مجبور نہ کیا گیا تو پھر مجبور کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ابتداء میں حضرت علیؓ کے دل پر وصال نبوی ﷺ کا صدمہ اتنا زیادہ تھا کہ دل غمزہ تھا پھر چھ ماہ کے بعد سیدہ فاطمہؓ بھی انتقال فرما گئیں جب طبیعت سنبھلی اور معمول کے مطابق زندگی شروع ہوئی تو انہوں نے اپنی خوشی سے بیعت کی۔ اگر حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا نظام آٹھ مہینے ان کی بیعت کی بغیر چل گیا تھا تو آئندہ چلنے میں کیا رکاوٹ تھی۔ معترضین سے قیامت تک اس کا جواب نہیں دیا جاسکے گا۔

☆ تیسرا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے سیدہ فاطمہؓ کو ”فدک“ کا باغ دینے کی بجائے اسے بیت المال میں شامل کر لیا تھا۔



جواب: نبی اکرم ﷺ باغِ فدک کی پیداوار سے نبی ہاشم کے بچوں کی مدد کرتے ان کے مجرد مرد اور عورتوں کی شادیاں کرواتے تھے۔ سیدہ فاطمہؓ نے نبی ﷺ سے فرمائش کی کہ فدک کو ان کے لئے خاص فرمادیں مگر نبی ﷺ نے انکار فرمادیا یہاں تک کہ آپؐ نے وصال فرمایا۔ جب حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بنے تو سیدہ فاطمہؓ نے قاصد بھیجا کہ فدک کا باغ ہمارے لئے خاص کر دیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ”خدا کی قسم، میں صدقات نبی ﷺ میں وہی کرونگا جو عہد نبوی ﷺ میں تھا، تھوڑا سا بھی تغیر و تبدل نہیں کرونگا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے عمل کے مطابق ان میں عمل کرونگا۔“ اس پر علیؓ نے کہا: ”ابوبکرؓ ہم آپؐ کی فضیلت کو خوب جانتے ہیں“

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ سیدہ فاطمہؓ کا حق تھا اور حضرت ابوبکرؓ نے نہیں دیا تھا تو جب حضرت علیؓ خلیفہ بنے تھے وہ اس حق کو لیکر حسنؓ و حسینؓ کو دے دیتے انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا؟ معترضین کے پاس قیامت تک اس کا کوئی جواب نہیں بن سکے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ

☆ آپؓ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وفات سے چند روز پہلے نبی ﷺ نے فرمایا، عمرؓ کا غنڈ قلم لاؤ میں تمہیں ایسی چیز لکھوا دوں جس سے تم میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا حسب کتاب اللہ پھر کا غنڈ قلم نہیں لایا گیا۔ نبی ﷺ خاموش ہو گئے۔

جواب: نبی ﷺ آزمانا چاہتے تھے کہ جب دین مکمل ہونے کی آیات اتر آئی ہیں تو کیا میرے بعد یہ کسی اور چیز کی طرف تو متوجہ نہیں ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے جب عرض کیا کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے تو نبی ﷺ مطمئن ہو گئے۔ حضرت عمرؓ امتحان میں کامیاب ہو گئے۔

اگر نبی ﷺ کچھ لکھوانا ہی چاہتے تھے تو حضرت علیؓ کو بھیج کر کاغذ منگوا لیتے۔ حضرت عمرؓ وہاں دن رات پہرہ تو نہیں دے رہے تھے۔ اگر یہ دین کی بات تھی تو اس کو پہچانے میں نبی ﷺ کو کسی کا ڈر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس وقت کے چند دن بعد نبی ﷺ نے پردہ فرمایا اس دوران آپ ﷺ جو چاہتے لکھوا سکتے تھے مگر آپ ﷺ نے اس لئے نہیں لکھوایا کہ آپ ﷺ کو مطلوبہ جواب مل گیا تھا۔

حضرت عثمان غنیؓ

☆ آپؓ پر ایک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو بڑے بڑے عہدے دے دیئے تھے۔



جواب: حضرت عثمانؓ کے زمانے میں 12 گورنران کے رشتہ دار تھے جن میں سے 8 گورنر حضرت عمرؓ کے زمانے میں متعین ہوئے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ حضرات معیار فاروقی پر پورا اترے تھے اسی لئے انہیں گورنر بنایا گیا تھا۔ اگرچہ 4 گورنر حضرت عثمانؓ نے خود متعین فرمائے تھے تو چوالیس لاکھ مربع میل کے ملک میں درجنوں گورنروں میں چار کا رشتہ دار نکل آنا کون سی بڑی بات ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جاتا کہ وہ نا اہل تھے پھر بھی کوئی بات تھی۔ فقط رشتہ داری کا اعتراض تو فضول ہے، حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں درجنوں گورنران کے رشتہ دار تھے ان پر اعتراض کیوں نہیں کرتے۔ معترضین قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

☆ حضرت عثمان غنیؓ پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو اپنی جیب سے بڑی بڑی رقمیں ہدیے کے طور پر دے دیتے تھے۔ جواب: اپنی ذاتی رقم کے بارے میں انسان کو اختیار ہے جہاں چاہے دے۔ ان کی عادت مبارکہ تھی کہ نبی ﷺ کی ہر ہرزجہ کو بعض اوقات سامان سے لدا ہوا ایک ایک اونٹ ہدیے کے طور پر بھیجا کرتے تھے۔ جہاد میں سینکڑوں اونٹ سامان سے لدے ہوئے دیتے تھے۔ جب مسلمانوں کو پانی کی دقت پیش آئی تو ایک کنواں منہ مانگے داموں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اور نبی ﷺ سے جنت کی بشارت پائی۔ اگر وہ اپنے رشتہ داروں کو ہدیے دیتے تھے تو صلہ رحمی کرتے تھے۔ شریعت کی نظر میں صلہ رحمی کرنا بہت بڑی نیکی ہے جب دل میں بغض ہوتا ہے تو بندے کو دوسرے کی نیکی بھی اچھی نہیں لگتی۔ اس کا علاج ہمارے بس میں نہیں ہے، لہذا ہم معاملے کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

ایک سنہری اصول:

علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی آدمی صحابہؓ پر تنقید کرے اور اپنے زعم میں ان کی غلطیوں کی شاندہی کرے تو آپ جواب دیا کریں اے مخاطب اگر تمہارے ذہن کے مطابق ان سے غلطی ہو بھی گئی تو وہ ہیں پھر بھی صحابیؓ۔ کوئی ایسی بات بتاؤ کہ جس سے وہ مرتبہ صحابیت سے خارج ہو گئے، اگر نہیں بتا سکتے اور انہیں صحابیؓ مانتے ہو تو پھر یاد رکھو ان سے محبت نبی ﷺ سے محبت کی وجہ سے ہوتی ہے اور ان سے بغض نبی ﷺ سے بغض کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا۔

اللہ اللہ ۛ فِیْ أَصْحَابِیْ، لَا تَتَّخِذُوْهُمْ مِنْ بَعْدِیْ غَرَضًا فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحَبِیْ أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِیْغُضِیْ أَبْغَضَهُمْ

”اللہ اللہ! میرے اصحاب، نہ بناؤ ان کو میرے بعد نشانہ، جس نے ان سے محبت کی۔ پس اس نے میری محبت کی وجہ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو پس بغض رکھا میرے ساتھ بغض کی وجہ سے۔“



صحابہ کرامؓ کی وکالت:

صحابہ کرامؓ سے حیات نبوی ﷺ میں کوئی غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وکالت فرمائی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

- 1- اُحد کے میدان میں چند صحابہ کرامؓ نے ابتدائی فتح کے بعد یہ سمجھ لیا کہ اب پہاڑی سے اترنے میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ان کے اترنے کی وجہ سے کفار نے پیچھے سے حملہ کیا اور مسلمانوں کو شدید نقصان ہوا۔ نبی ﷺ کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ (3 - 150)

(سو آپؐ ان کو معاف کیجئے اور ان کے واسطے بخشش مانگیئے اور کاموں میں ان سے مشورہ لیجئے)

اے محبوب ﷺ! اگر ان کا بھاگنا آپؐ کو ناگوار گزرا تو آپؐ ان کو معاف فرما دیجئے۔

سبحان اللہ! اللہ رب العزت کی محبت کا اندازہ لگائیے کہ صحابہ کرامؓ کی سفارش فرما رہے ہیں۔

- 2- جب سیدہ عائشہؓ پر منافقین نے بہتان لگایا تو بعض مسلمان بھی ان کے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں آ گئے۔ حضرت مسطحؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے قریبی رشتہ دار تھے۔ مہاجرین مساکین میں سے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ ان کی ہر ماہ مالی امداد بھی کیا کرتے تھے جب انہوں نے بھی سنی سنائی باتوں میں آ کر الزام تراشی کی تو حضرت ابو بکرؓ نے نیت کر لی کہ آئندہ ان کی مالی امداد بند کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔

وَلَا يَأْتِلْ أُولُوا الْفَضْلَ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَلِيَعْفُوا

وَلِيَصْفَحُوا. أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ. وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے اور کشائش والے اس پر کہ دیں قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن

چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں۔ اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو

معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے۔ (سورۃ النور (آیت 22))

ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت مسطحؓ سے اگرچہ غلطی ہو گئی تھی مگر اللہ رب العزت نے ان کا وکیل بن کر سفارش فرمائی۔ چنانچہ حضرت

ابو بکرؓ نے دگنا رقم دینی شروع کر دی۔ پس مشیت الہی کی وجہ سے صحابہؓ سے جہاں بھول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود بھی معاف فرما دیا اور مومنین کو بھی معاف کرنے کا حکم دیا۔ ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ آج بھی جو لوگ اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ صحابہ کرامؓ کا احترام دلوں میں پیدا



کریں۔ جن کی بھول چوک کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اور دوسروں کو معاف کرنے کی سفارش بھی فرمائی۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص ان پر طعن و تشنیع کریگا تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

3- حضرت ماعدیٰ سے زنا سرزد ہوا تو ان کے بار بار اصرار و اقرار پر نبی ﷺ نے ان پر حد جاری فرمائی۔ جب انہیں سنگسار کیا جا رہا تھا تو ان کے خون کے چھینٹے اڑ کر خالد بن ولیدؓ کے کپڑوں پر گرے۔ انہوں نے غصے میں آ کر کہہ دیا کہ ”تم نے میرے کپڑوں کو بھی گندا کر دیا“۔ نبی ﷺ نے یہ بات سن لی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ”خالد اسے برائے ہو، اس نے ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر سارے شہر میں تقسیم کر دی جائے تو سب بخشے جائیں“۔

سبحان اللہ! جس صحابیؓ پر حد جاری ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ اس پر بھی تنقید پسند نہیں فرماتے تو جو حضرات خلفائے راشدین پر اول قول جکتے ہیں ان کا کیا بنے گا؟

مندرجہ بالا مثالوں سے معلوم ہوا کہ اللہ رب العزت نے بھی صحابہ کرامؓ کی وکالت کی اور نبی ﷺ نے بھی ان کی وکالت فرمائی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے چنے ہوئے پسندیدہ لوگ تھے۔

4- یہ بات ذہن نشین رہے کہ اللہ رب العزت کو نہ تو اپنے محبوب کی شان میں گستاخی برداشت ہے نہ ہی صحابہؓ کی شان میں گستاخی برداشت ہوتی ہے۔ چنانچہ کفار نے جب نبی ﷺ کو مجنون کہا تو پروردگار نے جواب میں فرمایا۔

ولا تطع کل حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد ائیم۔ عتل بعد ذلک زنیم۔

اور تو کہا مت مان کسی قسمیں کھانے والے بقدر کا، طعنہ دینے والے، چغلی کھانے والے کا، بھلے کام سے روکنے

والے، حد سے بڑھنے والے کا، بڑے گنہگار، اُجڈان سب کے پیچھے بدنام کا (سورۃ القلم آیت نمبر 10)

اسی طرح جب کفار نے صحابہ کرامؓ کو بیوقوف کہا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بات کے دوران ان کو بے وقوف کہہ کر اپنی

ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قالوا انؤمن کما آمن السفہاء۔ الا انہم ہم السفہاء۔

تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بے وقوف۔ جان لو وہی ہیں بے وقوف (سورۃ بقرہ آیت نمبر 13)

قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرامؓ کو برا کہنے والے خود برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برے انجام سے محفوظ فرمائے۔

5- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغير ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا۔ (58:33)

جو لوگ اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بغیر گناہ کے ایذا پہنچاتے ہیں۔ (طعن و تشنیع اور بہتان بازی کے ذریعے) تو یقیناً

انہوں نے بہتان اور کھلے جرم کا بوجھ اٹھالیا ہے۔



یہ آیت مبارکہ خدائی اعلان ہے ان لوگوں کے خلاف جن کی زبانیں صحابہ کرامؓ پر اعتراضات و تنقید کرتے نہیں تھکتیں۔ آئیے دیکھئے اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ برتاؤ کیسا ہے۔

6- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لا یجدون الا جہدہم فی سخرہم منہم
سخر اللہ منہم و لہم عذاب الیم۔ (79:9)

جو لوگ اہل ایمان (صحابہ کرامؓ) پر طعن کرتے ہیں جو کشادہ دلی سے خرچ کرتے ہیں اور ان لوگوں پر بھی جو صرف اپنی محنت و مشقت کے ہی مالک ہوتے ہیں یہ ان سے ٹھٹھے کرتے ہیں۔ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ خود ان پر ٹھٹھے کرتا ہے اور ان کے لئے بڑا دردناک عذاب ہے۔

ایک موقع پر نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے چندے کی اپیل فرمائی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے چار ہزار دینار یا درہم پیش کئے، حضرت عاصم بن عدیؓ نے اتنی کھجوریں دیں جن کی مالیت چار ہزار درہم بنتی تھی۔ منافقین کہنے لگے کہ یہ لوگ نام و نمود اور دکھلاوے کے لئے اتنا مال دے رہے ہیں۔ ادھر ایک غریب صحابی ابو عقیلؓ نے محنت و مشقت کر کے ایک صاع کھجوریں صدقہ کیں۔ منافق مذاق اڑانے لگے کہ دیکھو یہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ غرض زیادہ دینے والے یا تھوڑا دینے والے کوئی بھی ان کے طعن سے بچ نہ سکے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ٹھٹھے کا تذکرہ کیا تو معاملے کو ادھار پر نہ چھوڑا بلکہ فوراً ”ان کا گھر پورا“ کر دیا۔ صحیح الفطرت انسان اس طرزِ سلوک سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے ایسے مقبول بندے تھے کہ اگر ان کی شان میں کسی نے نازیبا کلمات کہے تو پروردگار عالم نے نقد معاملہ چکا دیا۔ ایک اور مثال پر غور فرمائیے

7- ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ہانتہم اولاء تحبونہم ولا یحبونکم و اذا لقوکم قالوا آمانا و اذا خلوا اعضوا

علیکم الا نامل من الغیظ قل موتوا بعیظکم ان اللہ علیم بذات الصدور ○ (119:3)

(اے صحابہؓ) تم لوگ ان (منافقین) کو دوست بناتے ہو اور ان کی چاہت کرتے ہو لیکن وہ تمہاری چاہت نہیں کرتے اور تم ساری کتاب کو مانتے ہو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو ایمان لائے ہیں اور جب وہ اکیلے ہوتے ہیں تو غیظ و غضب سے انگلیاں کاٹتے ہیں اے میرے حبیب آپ ﷺ ان صحابہؓ کے دشمنوں سے فرمادیں کہ مر جاؤ اپنے غصے میں۔ اللہ تعالیٰ سینوں کے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔

نتیجہ: مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندوں کی جماعت تھی۔ ان سے بغض رکھنا نبی ﷺ سے بغض رکھنے کے مصداق ہے۔ ہم صحابہ کرامؓ کو تاریخ کے آئینے میں نہیں دیکھتے بلکہ قرآن و حدیث کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔



اجماع امت (شرعی دلائل)

لغوی معنی۔ لغت میں اجماع متفق ہونے کو کہتے ہیں۔

شرعی معنی: نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی زمانے کے تمام فقہاء مجتہدین کا کسی حکم شرعی پر متفق ہو جانا اجماع کہلاتا ہے۔
اجماع کی حجیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ و من يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى و نصله جهنم (النساء: 115)
[اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا، اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر ظاہر ہو گیا اور سب مسلمانوں کے راستے سے ہٹ کر چلے گا تو ہم (دنیا میں) اس کو کرنے دیں گے جو کرتا ہے اور (آخرت میں) اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔
معلوم ہوا کہ آخرت میں جو سزا نبی ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو ملے گی وہی سزا مؤمنین کا متفقہ راستہ چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے والوں کو ملے گی۔

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: و كذلك جعلكم امة وسطا (بقرہ: 143) (اور اسی طرح ہم نے تم کو ایسی امت بنایا جو نہایت اعتدال پر ہے۔ اس آیت سے معلوم ہو کہ من حیث الامت مسلمان کسی غلط بات پر متفق نہیں ہو سکتے۔

۳۔ حدیث مبارکہ: ان الله لا يجمع امتی (او قال امت محمد ﷺ) علی ضلالة، و يد الله علی الجماعة، و من شد شد الی النار (اللہ تعالیٰ میری امت کو کسی گمراہی پر نہیں متفق کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت (مؤمنین) پر ہے جو الگ راستہ اختیار کرے گا جہنم میں جائے گا۔

۴۔ امام شعبی نقل کرتے ہیں: کتب عمرؓ الی شریع ان اقض بما فی کتاب اللہ فان اتاک امر لیس فی کتاب اللہ فاقض بما سن رسول اللہ ﷺ، فان اتاک امر لیس فی کتاب اللہ و لم یسنه رسول اللہ ﷺ فانظر له الذی اجتمع علیہ الناس۔ (حضرت عمرؓ نے قاضی شریع کو لکھا کہ تم فیصلے قرآن مجید کے مطابق کرو۔ اگر ایسا مقدمہ آئے کہ جس کا صریح حکم قرآن مجید نہ ہو تو نبی ﷺ کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر ایسا مقدمہ آئے کہ جس کا صریح حکم کتاب و سنت میں نہ ہو تو وہ فیصلہ کرو جس پر سب لوگ متفق ہو چکے ہوں)

یہ بات ذہن نشین رہے کہ ہر اجماعی فیصلہ کسی نہ کسی دلیل شرعی پر مبنی ہوتا ہے، جس کو سند اجماع کہتے ہیں۔

۱۔ اجماع کے دو فائدے ہیں: ۱۔ اجماع قرآن و حدیث سے ثابت ہونے والے لفظی حکم کو قطعی اور یقینی بنا دیتا ہے۔

۲۔ اجماع کی وجہ سے بعد کے لوگوں کو دلیل شرعی کے پرکھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔



○ مثال: قرآن مجید میں ہے: حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم (نساء 23) مجتہدین نے دادی، نانی، اور نواسی، پوتی سے نکاح حرام قرار دیا۔

- ۱۔ اجماع قولی: قول سے کسی مسئلہ پر اتفاق ظاہر کرنا، جیسے صحابہؓ کا صدیق اکبرؓ سے بیعت کرنا۔
 - ۲۔ اجماع عملی: عمل سے کسی مسئلہ پر اتفاق ظاہر کرنا، ظہر سے پہلے کی چار رکعتوں کا سنت مؤکدہ ہونا صحابہؓ کے عملی اجماع سے ثابت ہے۔
 - ۳۔ اجماع سکوتی: اکثر مجتہدین متفقہ فیصلہ کریں، باقی اظہار رائے کا موقع ملنے کے باوجود خاموش رہیں۔ امام احمدؒ۔
- اکثر حنفیہ اور بعض شوافع کے نزدیک یہ حجت قطعیہ ہے۔ بعض فقہاء نے اس سے اختلاف کیا ہے، جس کی وجہ اس کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔



علم کا چوتھا ماخذ (قیاس واجتہاد)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **الا له الخلق و الامر تبارك الله رب العالمين** معلوم ہوا کہ عالم دو طرح کے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے:

☆ عالم خلق ☆ عالم امر

☆ مادی نظام ☆ شرعی نظام

☆ اللہ کا کام ☆ اللہ کا کلام

☆ تکوینی نظام کا مبدا و معاذات واحد ہے: ☆ تشریحی نظام کا مبدا و معاذات واحد ہے

و هو الذى يبدئ الخلق ثم يعيده

اللہ الذى خلق سبع سموات و من الارض مثلهن يتنزل الامر بينهن۔ (مبدا و

الى الله ترجع الامور۔ (معاد)

☆ عالم مخلوقات صفت ربوبیت سے بنا:

خلق السموات و الارض فى ستة ايام

ان يوم عند ربك كالف سنة

ان دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ عالم خلق چھ

ہزار (6000) سال میں بنا۔

☆ عالم مشروعات صفت ربوبیت سے بنا۔ (آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ کسی چیز کو حد کمال تک

پہنچانا) حضرت آدم علیہ السلام الاشیاء۔ حضرت ادریس علیہ السلام علم قلم۔ حضرت نوح علیہ السلام علم حرام و حلال۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام علم مناظرہ۔ حضرت یوسف علیہ السلام علم تعبیر الرویاء۔ حضرت داؤد علیہ السلام علم صنعة لبوس۔

حضرت سلیمان علیہ السلام منطق الطیر۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علم الابدان۔ حضرت محمد ﷺ علم الاولین

والآخرین لے کرائے۔

حضرت آدم علیہ السلام اول الانبیاء، حضرت محمد ﷺ انا خاتم النبیین۔ ایوم اکملت لکم دینکم و اتممت

علیکم نعمتی۔ اسلام کی پوشاک انسانیت کو ملی۔ ابن جریر طبری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ نبی

ﷺ کی بعثت حضرت آدم سے 6000 سال بعد ہوئی۔

☆ عالم خلق قوانین فطرت میں کمی بیشی قبول نہیں

☆ اسلام کی بیشی قبول نہیں کرتا۔

☆ تکوینی اکتشاف، یعنی چیزوں کی ایجاد ممکن ہے: ☆ تشریحی استخراج یعنی اجتہاد ممکن ہے۔ لا تنقضی عجائبہ

لا تنقضی غرائبہ، ایجاد کی کوئی حد نہیں

اجتہاد کی کوئی حد نہیں ہے

☆ موجدوں کے دماغ زمانے کی ضرورتوں کے ☆ مجتہدوں کے قلوب فطرتاً وقت کی ضرورت والے مسائل کے استخراج میں چلتے ہیں

مطابق چلتے ہیں۔



☆ موجد اشیاء کی صورتوں سے گزر کر مخفی کلیوں ☆ مجتہد نصوص کے ظواہر سے گزر کر علل کلیہ اور اسرار جامعہ کا پتہ لگاتے ہیں۔

تک پہنچتے ہیں۔ موجد کا کام حقیقت شناسی مجتہد کا کام حقیقت شناسی ہے۔ جزئیات سے کلیات تک اور پھر کلیات سے جزئیات

ہے۔ جزئیات سے کلیات تک پہنچنا، اور پھر کلیات سے نئی نئی جزئیات نکالنا

☆ مادی نظام حد درجہ مرتب اور منظم ہے۔ ڈی ☆ شریعت حد درجہ مرتب اور منظم ہے۔ ہر فرع کی اصل ہے اور جزئیہ کی کلیہ ہے۔

این اے (DNA)، ایٹم (atom)، عناصر مثل کلمۃ طیبۃ کشحرة طیبۃ اصلها ثابت و فرعها فی السماء۔ توتی اکلھا کل

حین۔ ساری شریعت اصول و کلیات اور شعون و صفات سے گزر کر واجب الوجود سے

جڑتی ہے۔ مامورات کا سرچشمہ معروف اور منہیات کا سرچشمہ منکر۔ یا مرہم

بالمعروف و ینہاہم عن المنکر۔ دونوں جنسیں عدل کی صفت کا مظہر ہیں۔ مثلاً اللہ

کی صفت حیا کا ظہور دیکھیے۔ کائنات (universe)

تنظیم شریعت کی مثال: نو لا تقربوا الزنا (حکم) انہ کان فاحشۃ (علت) الزنا فحش

و الفحش حرام فالزنا حرام۔ مجتہد کو شریعت سے فطرتی ذوقی قدرتی مناسبت ہوتی

ہے۔ پس افعال فحش کے آثار دیکھ کر حرمت کا حکم لگاتا ہے تاکہ فیما بینہ و بین اللہ اور

فیما بینہ و بین الخلق حیاء کامل کا ظہور ہو۔

☆ موجد کا کام کلیات سے نئی نئی جزئیات ☆ مجتہد کا کام قیاس ہے کہ اشتراک علت سے حرمت و حلت کا حکم لگانا

ہے۔ (جاموس)

نکالنا

☆ موجد کلیات بناتا نہیں، بتاتا ہے۔ انکشاف علوم میں نبی و امتی میں فرق ہے۔ انبیاء

پر بذریعہ وحی کلیات و اصول منکشف ہوتے ہیں۔ پھر وہ احکام کی طرف آتے ہیں جبکہ

امتی پر احکام پہلے کھلتے ہیں پھر اسرار تک رسائی ہوتی ہے۔ (من عمل بما علم ورثہ

واللہ علم ما لم یعلم) کلیات و جزئیات کے مرتب سلسلہ کی درمیانی ترتیب اور رابطہ کو

پہچان لینا فقیہ کا کام ہے۔ نا سمجھ لوگ قیاس اور رائے کو تصرف ذاتی جانتے ہیں حالانکہ

مجتہد حکم الہی، یعنی عالم امر کا پھیلاؤ پیش کرتا ہے۔

☆ پوری کائنات آئینہ جمال حق ہے، جس ☆ پوری شریعت آئینہ کمال حق ہے جس میں اس کا علمی ظہور ہے۔

میں اس کا فعلی ظہور ہے۔



قیاس کے شرعی دلائل

صدر الشریعہ نے قیاس کی تعریف درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

هو تعدية الحكم من الاصل الى الفرع لعلة متحدة لا تدرك بمجرد اللغة

(علت مشترک ہونے کی وجہ سے اصل کا حکم فرع پر لگادینا قیاس کہلاتا ہے، جو حکم محض لغت سے معلوم نہ ہو سکے)

قیاس کی حجیت: ۱۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

قال: كيف تصنع ان عرض لك قضاء؟ قال: اقضى بما في كتاب الله. قال: فان لم يكن في كتاب الله. قال: فبسنة

رسول الله ﷺ. قال: فان لم يكن في سنة رسول الله ﷺ؟ قال: اجتهد برائي ولا. قال: فضرب رسول الله ﷺ

صدری ثم قال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله بما يرضى رسول الله ﷺ. (رواه احمد، ابو داود،

ترمذی)

(نبی ﷺ نے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے تو کس طرح فیصلہ کرو گے۔ جواب دیا کہ میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا۔

آپ ﷺ نے پوچھا کہ اگر کتاب اللہ میں مذکور نہ ہو تو پھر کیا کرو گے۔ عرض کیا میں رسول اللہ ﷺ کے سنت کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے

پوچھا کہ اگر وہ مسئلہ سنت میں بھی نہ ملے تو پھر کیا کروں گے۔ عرض کیا کہ میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کروں گا۔

کہتے ہیں اس پر نبی ﷺ نے میرے سینے پر (شاباشی) کا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے رسول اللہ کے عامل

کو توفیق دی کہ وہ اللہ کے رسول کو خوش کرے۔

۲۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ قبیلہ بنو نعم کے ایک شخص نے پوچھا:

فقال ان ابی ادرک الاسلام و هو شیخ کبیر لا یستطیع رکوب الرحل والحج مکتوب علیہ. افاحج عنہ؟ قال انت

اکبر ولده. قال نعم. قال ارایت لو کان علی ابیک دین فقضیت عنہ اکان یجزئی ذلک عنہ. قال نعم. قال

فاحجج عنہ. (بخاری، مسلم، نسائی)

(ایک شخص نے کہا کہ میرے والد مسلمان ہیں، بوڑھے ہیں۔ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ ان پر حج فرض ہے۔ میں ان کی طرف سے حج کر لوں۔

نبی ﷺ نے پوچھا کیا تم ان کے بڑے بیٹے ہو۔ کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر تمہارے والد کہ ذمہ قرض ہو اور تم ادا کرو تو کیا کفایت کرے گا۔ اس نے

جواب دیا جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے طرف سے تم حج کر لو۔

اس حدیث میں نبی ﷺ نے ادیگی کے وجوب کے حق میں اللہ کے قرض کو بندوں کے قرض پر قیاس فرمایا۔

۳۔ حدیث پاک میں ہے: ان عمر قال صنعت اليوم يا رسول الله امرأ عظيمًا. قبلت وانا صائم. فقال له رسول الله ﷺ ۴



ارائت لو تمضمضت بهمء و انت صائم. فقال لا باس بذلك. فقال رسول الله ﷺ ففيم

(حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج میں نے بڑا کام کیا۔ میں نے روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر روزے کی حالت میں کلی کر لو تو کیا ہوگا۔ عرض کیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ فرمایا تو پھر کس بات پر افسوس ہے۔ جس طرح کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

۴۔ حضرت عمرؓ کے زمانے کا واقعہ ہے

ان عمر بن خطاب شاور الناس في حد الخمر و قال ان الناس قد شربوها و اجترءوا عليها. فقال علي ان السكران اذا اسكر هذى و اذا هذى افتري فاجعله حد الفرية فجعله عمر حد الفرية ثمانين (موطا امام مالک)

(حضرت عمرؓ نے شراب پینے کی حد کے بارے میں مشورہ کیا اور کہا کہ لوگ شراب پینے میں جرات کرنے لگے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: آدمی شراب پی کر نشہ میں آتا ہے تو ہڈیاں بکتا ہے دوسروں پر تہمت لگاتا ہے، آپ شراب کی حد بھی تہمت کی حد کے برابر مقرر کر دیں۔ حضرت عمرؓ نے شراب کی حد اسی کوڑے مقرر کر دی۔

۵۔ نبی ﷺ نے اپنی مرض وفات میں حضرت ابو بکرؓ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ جب خلافت کا مسئلہ پیش ہوا تو صحابہ کرامؓ نے خلافت (امامت کبریٰ) کو امامت نماز پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا:

رضی رسول الله ﷺ لدينا افلا نرضاه لدينا

(رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہمارے دین کے لئے پسند کیا تو کیا ہم ان کو اپنی دنیا کے لئے پسند نہ کریں)

مندرجہ بالا مثالوں سے قیاس کا شرعی ثبوت ملتا ہے۔



ضرورت فقہ

سوال :- قرآن کریم کی آیات سے فقہ کی ضرورت پر دلائل بیان کریں۔

جواب :- (۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ

لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (التوبة (9): 122)

(اور ایسے تو نہیں کہ سب مسلمان جہاد میں نکل کھڑے ہوں سو کیوں نہ نکلے ہر طبقے سے ایک گروہ جو

دین میں تفقہ پیدا کریں اور پھر اپنے لوگوں کے پاس جب پہنچیں تو انہیں خبر دیں تاکہ وہ بچیں)

قرآن مجید کا یہ حکم کہ امت میں ایک گروہ فقہ کا رہنا چاہیے تاکہ جو لوگ اس مرتبے پر نہ ہوں ان کو دین سکھائیں

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَا غَوَابِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى

أُولَى الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلَّهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ (النساء (4): 83)

اور ان کے پاس جب کوئی بات امن یا خوف کی پہنچتی ہے تو وہ اسے پھیلا دیتے ہیں۔ اور اگر وہ اسے اللہ اور

رسول کی طرف اور اپنے اولی الامر کی طرف لوٹا دیتے تو جو لوگ ان میں اہل استنباط وہ بات سمجھ لیتے۔

یعنی امن و خوف کی کوئی بات ہو تو ان لوگوں تک پہنچاؤ جو اہل استنباط ہوں جو بات سے بات نکال سکیں اور جو خبر

پہنچے اس کی گہرائی میں اتر سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ استنباط یعنی قیاس حجت شرعی ہے۔

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ (النساء (4): 59)

(اے ایمان والو تم کہا ناؤ اللہ کا اور اللہ کے رسول کا اور ان کا جو اولی الامر ہوں تم میں سے)

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء اور امراء ہیں، علماء احکام شریعت اور دینی امور کے نگران ہیں

جبکہ امراء فلاحی کام، انتظامی معاملات، اور لشکروں کی تدبیر کے نگران ہیں۔ عوام الناس کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ نظم و

نسق میں وہ ارکان سلطنت کی بات مانیں اور دیگر امور شریعت میں فقہاء و مجتہدین کی بات مانیں، اس لئے کہ دونوں

اپنے دائرہ عمل کے اولی الامر ہیں۔ تاہم حکام اپنا لائحہ عمل فقہاء کی نگرانی میں تیار کریں۔

دلیل حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو کوفہ کا امیر اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو وہاں کا مفتی بنا کر بھیجا

اور اہل کوفہ کو لکھا کہ تم ان دونوں کی اقتداء کرنا۔

إِنِّي قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ بَعْمَارَ بْنِ يَاسِرٍ أَمِيرًا وَعَبْدَ اللَّهِ ابْنَ مَسْعُودٍ مُّعَلِّمًا وَوَزِيرًا وَهُمَا مَنَ

النُّجَبَاءِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ الْبَدْرِ فَاقْتَدُوا بِهِمَا وَاسْمَعُوا مِنْ قَوْلِهِمَا

(میں تمہاری طرف عمار بن یاسرؓ کو حکام اور عبداللہ بن مسعودؓ کو معلم بنا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں

نبی ﷺ کے اجل صحابہ میں سے ہیں۔ تم اپنے اپنے دائرہ میں) دونوں کی اطاعت کرنا اور ان کی بات سننا)

معلوم ہوا کہ فقہاء بھی اولی الامر میں آتے ہیں اور حکام بھی۔ علمی امور میں فقہاء کی بات ماننا اور انتظامی امور میں امراء

کی بات ماننا امت پر واجب ہے۔



مقام فقہ

۱۔ قرآن کریم کی رو سے فقہ کا مقام:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

☆ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللَّهِ فَمَا لَهُوَلَا ءِ الْقَوْمَ لَا يَكَا دُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا (النساء: 78)

(آپ کہہ دیجئے ہر اچھائی اور ہر برائی اللہ کے فیصلے سے ہے کیا ہو گیا ان لوگوں کو کہ انہیں بات سمجھنے کا طریقہ نہیں) حدیث کہتے ہیں بات کو، اور اس کے سمجھنے کے سلیقہ کو فقہ کہتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیث کو سمجھنے کیلئے فقہ درکار ہے۔

☆ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي (طہ (120): 27-28)

(کھول دے گره میری زبان کی تاکہ پالیں یہ میری بات میں فقہ (سمجھ))

☆ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَا دُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا (الکہف: 18): 93

(ان کے علاوہ ایسی قوم دیکھی جو ایک بات کی فقہ (سمجھ) نہ رکھتے تھے) اصطلاحاً جسے فقہ کہا جاتا ہے وہ بھی کتاب و سنت کی گہرائی میں اتر کر ان کی حقیقت و مراد کو سمجھ لینے کا نام ہے۔

۲۔ قرآن کریم کی رو سے فقہ نہ رکھنے والوں کی مذمت:

☆ کفار کے متعلق کہا گیا ہے ذَلِكْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ (یہ اس لیے کہ وہ لوگ فقہ (سمجھ) نہیں رکھتے) (حشر: 59): 13

☆ منافقین کے متعلق کہا گیا ہے وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ (اور لیکن منافق اپنے پاس فقہ (سمجھ) نہیں رکھتے) (المنافقون: 63): 7

☆ لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ (کاش کہ وہ فقہ (سمجھ) پاس رکھتے ہوتے) (التوبہ: 9): 87

۳۔ نبی ﷺ کے نزدیک فقہ کا مقام:

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا مَنْ يُرِدُ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ (ترمذی۔ جلد 2) (اللہ تعالیٰ جس بندے کے متعلق خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین میں فقیہ بنا دیتا ہے)

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا فَقِيهٍ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ أَلْفِ عَابِدٍ (ایک فقیہ شیطان پر بھاری ہے ہزار عبادت گزاروں سے) (ترمذی۔ جلد 2، صفحہ 93)



☆ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا مَجْلِسُ فُقَيْهِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً

(فقہ کی ایک مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے) (طبرانی فی المعجم الکبیر)

☆ حضرت ابوہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

(بخاری شریف۔ جلد 1، صفحہ 36)

النَّاسُ مَعَادِنٌ فَخِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَّهُوا

(لوگ کانیں ہیں۔ جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے اسلام میں بھی اچھے ہوں گے، جب وہ فقہ کو جاننے لگیں گے)

☆ جرج راہب کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا:

(بخاری)

لَوْ كَانَ جُرَيْجُ الرَّاهِبِ فُقَيْهًا عَالِمًا لَعَلِمَ أَنَّ إِجَابَةَ أُمِّهِ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ رَبِّهِ

(اگر جرج راہب فقہ عالم ہوتا تو اسے پتہ ہوتا کہ ماں کی خدمت کرنا رب کی نفلی عبادت سے افضل ہے۔)

☆ نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کیلئے دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَ عِلْمَهُ التَّوْبِيلَ (بخاری۔ جلد 1)

نتیجہ: جو لوگ فقہ کے نام سے چڑتے ہیں اور لفظ تک سننا پسند نہیں کرتے وہ غور فرمائیں کہ قرآن و حدیث میں سمجھ اور دانش کیلئے بار بار فقہ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو فقہ و دانش سے محروم نہ کرے (آمین)۔



اساس الفقہ

سوال:- کیا نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو فقہ سکھانے کیلئے خود کو شش فرمائی؟

جواب:- جی ہاں۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو احکام شریعت میں علت پر نظر رکھنے کی تعلیم بار بار دی۔

۱۔ مثال نبی ﷺ کے سامنے سے یہودی کا جنازہ گزرا۔ آپ ﷺ کھڑے ہو گئے، صحابہؓ نے کہا یہ یہودی تھا فرمایا اَلَيْسَتْ نَفْسًا (صحیح البخاری: کتاب الجنائز) (کیا وہ انسان نہ تھا) گویا عمل کی علت واضح فرمادی۔

۲۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ قبیلہ بنو شعم کے ایک شخص نے پوچھا:

فقال ان ابی ادرکہ الاسلام و هو شیخ کبیر لا یستطیع رکوب الرحل والحج مکتوب علیہ۔ افاحج عنہ؟ قال انت

اکبر ولده۔ قال نعم۔ قال ارایت لو کان علی ابیک دین ففضیت عنہ اکان یجزئی ذلک عنہ۔ قال نعم۔ قال

فاحجج عنہ۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

(ایک شخص نے کہا کہ میرے والد مسلمان ہیں، بوڑھے ہیں۔ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے۔ ان پر حج فرض ہے۔ میں ان کی طرف سے حج کر لوں۔

نبی ﷺ نے پوچھا کیا تم ان کے بڑے بیٹے ہو۔ کیا جی ہاں۔ فرمایا اگر تمہارے والد کہ ذمہ قرض ہو اور تم ادا کر دو تو کیا کفایت کرے گا۔ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے طرف سے تم حج کر لو)

۳۔ حدیث پاک میں ہے: ان عمرؓ قال صنعت الیوم یا رسول اللہ امرًا عظیمًا۔ قبلت وانا صائم۔ فقال له رسول اللہ ﷺ

ارائت لو تمضمضت بماء و انت صائم۔ فقال لا باس بذلک۔ فقال رسول اللہ ﷺ ففیم

(حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آج میں نے بڑا کام کیا۔ میں نے روزے کی حالت میں بیوی کا بوسہ لے لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا اگر

روزے کی حالت میں کلی کر لو تو کیا ہوگا۔ عرض کیا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ فرمایا تو پھر کس بات پر افسوس ہے۔ جس طرح کلی کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اسی طرح بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ کے سوال کا جواب ہاں یا ناں میں دینے کی بجائے ان سے واپس سوال پوچھا تا کہ وہ خود حقیقت کو جان کر حکم شریعت کو سمجھ لیں۔ یہ صحابہ کو فقہ سکھانے کا طریقہ تھا۔

سوال:- کیا نبی ﷺ کی موجودگی میں صحابہؓ نے اجتہاد کیا؟

جواب:- جی ہاں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ نماز عصر بنی قریظہ میں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: لَا يُصَلِّينَ أَحَدًا لِعَصْرِ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ (بخاری۔ جلد 2، صفحہ 591)

بعض صحابہ نے راستے میں نماز پڑھ لی، دوسروں نے منزل پر پہنچ کر قضاء نماز پڑھی۔ جب نبی ﷺ کو معلوم ہوا تو: فَلَمْ يَعْزَفْ

وَاحِدًا مِنْهُمْ (آپ نے ان میں سے کسی کو کچھ نہ کہا)



۲۔ علت پالینے سے ظاہر حدیث پر عمل نہ کرنے کی مثال۔ نبی ﷺ نے اُم ولد لونڈی سے مہتم شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا، حدیث کے الفاظ ہیں:

فَإِذَا هُوَ فِي رَكْعَةٍ يَتَبَرَّدُ فَقَالَ أَخْرُجْ فِتْنَاوْ لَهُ يَدُهُ فَأَخْرَجَهُ فَهُوَ مَجْبُوبٌ لَيْسَ لَهُ ذَكَرٌ (مسلم جلد 2، صفحہ 368)

(وہ تالاب میں غسل کر رہا تھا آپ نے فرمایا باہر نکل او۔ اس نے باہر نکلنے کے لئے ہاتھ پکڑ لیا تو (کپڑا ہٹنے

سے) آپ نے دیکھا کہ اس کا مخصوص عضو کٹا ہوا ہے)

حضرت علیؓ نے اسے قتل نہ کیا۔ جب نبی ﷺ کو بتلایا گیا تو فرمایا الشَّاهِدُ يَرَى مَا لَا يَرَاهُ الْغَائِبُ (حاضر شخص وہ دیکھتا ہے جو غائب نہیں دیکھ سکتا) (رواہ احمد) (البدایہ والنہایہ۔ جلد 5)

۳۔ دو صحابہؓ نے پانی مل جانے پر تیمم سے پڑھی ہوئی نماز نہ لوٹائی، نبی ﷺ نے ایک سے فرمایا

أَصَبْتَ السَّنَةَ وَجَزَأَتْكَ صَلَوَتُكَ دُوسرے سے فرمایا لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ. (سنن ابی داؤد: کتاب الطہارہ)

۴۔ نبی ﷺ نے زانیہ باندی کو دُڑے لگانے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے اسے حاملہ دیکھ کر حد جاری نہ کی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: أَحَسَنْتَ أَتْرَكَهَا حَتَّى تَتِمَّائِلَ (تم نے اچھا کیا۔ اسے بچہ جننے تک مہلت دو) (مسلم۔ جلد 2)

۵۔ ظاہر نص کے باوجود حالات کی رعایت۔ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (المائدہ (5): 38)

نبی ﷺ نے جنگ کے موقع پر ہاتھ کاٹنے سے روک دیا نہی أَنْ تُقَطَعَ الْأَيْدَى فِي الْغَزْوِ۔ (اجتہاد عمر بن خطابؓ)

اس سے معلوم ہوا کہ حکم پر عمل کے لئے بھی عقل سمجھ کی ضرورت ہے۔

۶۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے غزوہ ذات السلاسل میں جنابت ہونے پر سردی کی بناء پر تیمم سے نماز پڑھائی۔

نبی ﷺ نے فرمایا: يَا عَمْرُو صَلِّتْ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ عَرَضَ كَيْفَ قَرَأَ الْقُرْآنَ مُجِيدٌ فِيهِ: لَا تَقْتُلُوا

أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا. حدیث پاک کے الفاظ ہیں کہ یہ سن کر فَضَحَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلَمْ

يَقُلْ شَيْئًا (ابوداؤد شریف)

نتیجہ: مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نے پیش آنے والے مسائل میں کئی مرتبہ اجتہاد کیا جب نبی

ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ نے کبھی خوشی کا اظہار فرمایا اور کبھی خاموشی اختیار فرمائی۔



مثال

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں ایک روز میں اور عطاءؒ اور طاؤسؒ اور عکرمہؒ بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے آکر پوچھا کہ جب میں پیشاب کرتا ہوں تو مَاءٌ وَافِقٌ نکلتا ہے، کیا اس سے غسل واجب ہو جاتا ہے؟..... ہم نے پوچھا کیا یہ وہی مَاءٌ وَافِقٌ ہے جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟..... اس نے کہا ہاں..... ہم نے کہا غسل کرنا واجب ہے وہ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھ کر چلا گیا۔ حضرت ابن عباسؓ قریب نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو عکرمہؒ سے کہا اس شخص کو بلاؤ، وہ آگیا حضرت ابن عباسؓ نے ہم سے پوچھا کیا تم نے قرآن سے فتویٰ دیا ہے؟..... ہم نے کہا نہیں،

فرمایا کیا حدیث سے فتویٰ دیا ہے؟..... ہم نے کہا نہیں،

فرمایا کیا صحابہؓ کے قول سے فتویٰ دیا ہے؟..... ہم نے کہا نہیں،

فرمایا کس کے قول سے فتویٰ دیا ہے؟..... ہم نے کہا اپنی رائے سے،

فرمایا لِذَلِكَ يَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقِيهِهُ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ أَلْفِ عَابِدٍ (سنن ابن ماجہ: کتاب المقدمات)

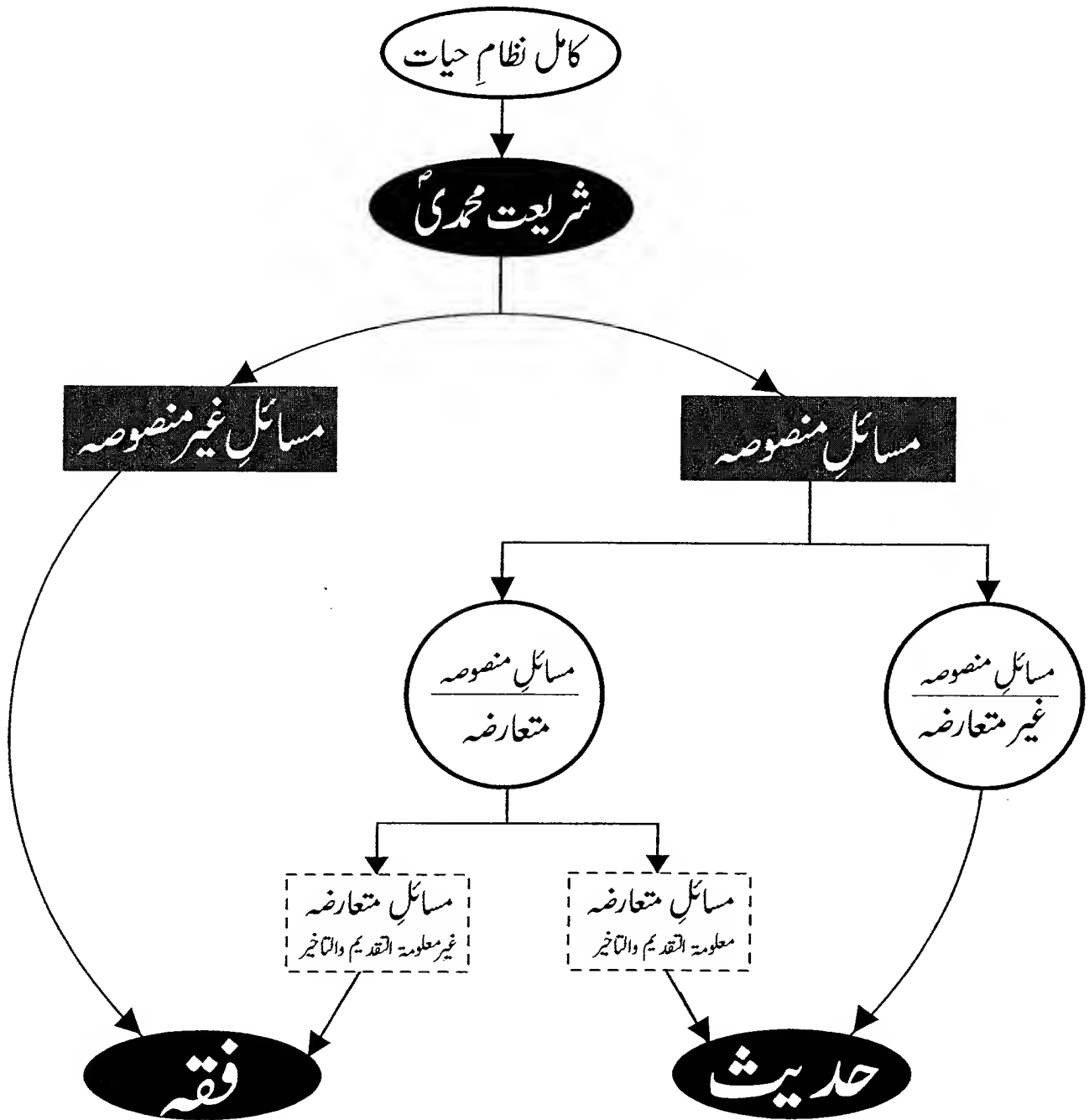
پھر آپؐ نے سائل سے پوچھا جب وہ پانی نکلتا ہے اس وقت تمہیں شہوت ہوتی ہے؟..... اس نے کہا نہیں..... آپؐ نے پوچھا کیا اس پانی کے نکلنے کے بعد عضو میں ڈھیلا پن آ جاتا ہے؟..... اس نے کہا نہیں..... آپؐ نے فرمایا اس صورت میں تیرے لیے وضو کافی ہے۔

نتیجہ

- ۱۔ ماخذِ علم چار ہیں
- ۲۔ عالم کو چاہیے کہ علم کی پیروی کرے
- ۳۔ مجتہد کے قول پر اعتماد کرنا چاہیے دلیل مانگنے کی ضرورت نہیں
- ۴۔ قیاس اگر نص سے ٹکرائے تو معیوب ہے ورنہ اچھا ہے



فقہ کا دائرہ کار



مسئلہ



حضرت امام ابوحنیفہؒ سے پوچھا گیا کہ
آپ اُس شخص کے ایمان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں جو کہ:

- ۱۔ جنت کی خواہش نہیں رکھتا۔
- ۲۔ عذابِ جہنم سے نہیں ڈرتا۔
- ۳۔ مری ہوئی چیز کھا لیتا ہے۔
- ۴۔ رکوعِ سجدہ کے بغیر نماز پڑھتا ہے۔
- ۵۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔
- ۶۔ فتنہ سے محبت کرتا ہے۔
- ۷۔ حق سے بغض رکھتا ہے۔
- ۸۔ رحمتِ الہی سے دور بھاگتا ہے۔
- ۹۔ یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

جواب :- فرمایا کہ وہ مومن ہے اس لئے کہ:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی اتنی خواہش ہے کہ اور کوئی خواہش ہی نہیں رہی۔
- ۲۔ خوفِ خدا اس قدر غالب ہے کہ جہنم کا ڈر نہیں رہا۔
- ۳۔ مچھلی کھاتا ہے۔
- ۴۔ نمازِ جنازہ پڑھتا ہے، جس میں رکوع اور سجدہ نہیں ہوتا۔
- ۵۔ اللہ تعالیٰ کی بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔
- ۶۔ اولادِ نبیٰ قرآنی فتنہ ہے مگر محبت کرتا ہے۔
- ۷۔ طلاق حق ہے مگر وہ اس کو ناپسند کرتا ہے۔
- ۸۔ بارشِ رحمتِ الہی ہے مگر بچنے کیلئے بھاگتا ہے۔
- ۱۰۔ یہود و نصاریٰ کا قول قرآن میں منقول ہے،

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَوَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ (البقرة: 113)



مسئلہ: کیا فرماتے ہیں طلباء کرام اس مسئلہ کے جواب میں کہ ایک شخص پر:

کیوں؟

کیوں؟

کیوں؟

کیوں؟

کیوں؟

کیوں؟

کیوں؟

کیوں؟

ایک عورت حرام تھی

نماز فجر کے وقت

وہ حلال ہوگئی

پھر نماز اشراق کے وقت

وہ حرام ہوگئی

پھر نماز ظہر کے وقت

وہ حلال ہوگئی

پھر نماز عصر کے وقت

وہ حرام ہوگئی

پھر نماز مغرب کے وقت

وہ حلال ہوگئی

پھر نماز اوہیں کے وقت

وہ حرام ہوگئی

پھر نماز عشاء کے وقت

وہ حلال ہوگئی

پھر نماز تہجد کے وقت



مسئلہ: کیا فرماتے ہیں طلباء کرام اس مسئلہ کے جواب میں کہ ایک شخص پر:

کیوں؟

ایک عورت حرام تھی

نماز فجر کے وقت

غیر محرم لونڈی تھی

کیوں؟

وہ حلال ہو گئی

پھر نماز اشراق کے وقت

لونڈی خرید لی

کیوں؟

وہ حرام ہو گئی

پھر نماز ظہر کے وقت

آزاد کر دیا

کیوں؟

وہ حلال ہو گئی

پھر نماز عصر کے وقت

نکاح کر لیا

کیوں؟

وہ حرام ہو گئی

پھر نماز مغرب کے وقت

ظہار کیا

کیوں؟

وہ حلال ہو گئی

پھر نماز اوہیں کے وقت

کفارہ دیا

کیوں؟

وہ حرام ہو گئی

پھر نماز عشاء کے وقت

ایک طلاق دی

کیوں؟

وہ حلال ہو گئی

پھر نماز تہجد کے وقت

رجوع کر لیا



تذوین فقہ

حافظ ابن قیمؒ کے مطابق صحابہ کرام کی تعداد کم و بیش 124,000 تھی جن میں سے 149 حضرات صاحب فتویٰ سمجھے جاتے تھے۔ عام صحابہ اپنے مسائل ان سے پوچھا کرتے تھے۔ ان صاحب فتویٰ صحابہ میں سے 14 حضرات ایسے تھے جن کا قول ملنے پر دوسرے اپنے اقوال سے رجوع کر لیتے تھے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

- | | |
|----------------------------|---------------------------|
| ۱۔ سیدہ عائشہؓ صدیقہ | ۲۔ حضرت عمر فاروقؓ |
| ۳۔ حضرت عثمان غنیؓ | ۴۔ حضرت علی المرتضیٰؓ |
| ۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ | ۶۔ حضرت معاذ بن جبلؓ |
| ۷۔ حضرت زید بن ثابتؓ | ۸۔ حضرت ابوموسیٰ الاشعریؓ |
| ۹۔ حضرت ابی بن کعبؓ | ۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ |
| ۱۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ | ۱۲۔ حضرت ابوالدرداءؓ |
| ۱۳۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ | ۱۴۔ حضرت امیر معاویہؓ |

قال الله تعالى رضى الله عنهم و رضوا عنه

دور تابعین کے مشہور فقہاء:

- | | |
|-----------------------------|--|
| ۱۔ علقمہ بن قیسؓ | ۲۔ مسروق بن اجدعؓ (63ھ) کوفہ میں |
| ۳۔ شریح بن حارث کندی | ۴۔ عبد الرحمن بن غنمؓ (78ھ) شام میں |
| ۵۔ ابوالدریس خولائیؓ | ۶۔ قبیصہ بن ذویبؓ (86ھ) شام میں |
| ۷۔ ابوالعالیہ رفیع بن ہریرؓ | ۸۔ ابوالشعثا جابر بن زیدؓ (93ھ) بصرہ میں |
| ۹۔ امام زین العابدینؓ | ۱۰۔ سعید بن المسیبؓ (94ھ) مدینہ میں |
| ۱۱۔ ابوسلمہؓ | ۱۲۔ عروہ بن زبیرؓ (94ھ) مدینہ میں |
| ۱۳۔ ابوبکر بن عبد الرحمنؓ | ۱۴۔ ابوبکر بن عبد الرحمن مخزومیؓ (94ھ) مدینہ |
| ۱۵۔ اسود بن یزید نخعیؓ | ۱۶۔ امام ابراہیم نخعیؓ (96ھ) کوفہ میں |
| ۱۷۔ حسن المثنیٰؓ | ۱۸۔ سعید بن جبیرؓ (98ھ) کوفہ میں |
| ۱۹۔ خارجہ بن زید بن ثابتؓ | ۲۰۔ عمر بن عبد العزیزؓ (101ھ) شام |
| ۲۱۔ امام مکحولؓ | ۲۲۔ مجاہد بن جبیرؓ (103ھ) مکہ میں |
| ۲۳۔ عامر بن شریل الشعمیؓ | ۲۴۔ طاؤس بن کیسانؓ (106ھ) یمن میں |
| ۲۵۔ ضحاک بن مزاحمؓ | ۲۶۔ سالم بن عبد اللہؓ (106ھ) مدینہ میں |



۲۷۔ قاسم بن محمدؒ	(106ھ) مدینہ میں	۲۸۔ سلیمان بن یسارؒ	(107ھ) مدینہ میں
۲۹۔ حضرت عکرمہؒ	(105ھ) مکہ میں	۳۰۔ امام حسن بصریؒ	(110ھ) بصرہ میں
۳۱۔ محمد بن سیرینؒ	(110ھ) بصرہ میں	۳۲۔ حسن بن ابی الحسن الیسارؒ	(110ھ) بصرہ میں
۳۳۔ عطاء بن ابی رباحؒ	(110ھ) مکہ میں	۳۴۔ رجاء بن حیوۃ الکندیؒ	(112ھ) شام میں
۳۵۔ وہب بن منبہؒ	(114ھ) یمن میں	۳۶۔ امام باقرؒ	(114ھ) مدینہ میں
۳۷۔ میمون بن مہرانؒ	(116ھ) الجزیرہ میں	۳۸۔ حماد بن ابی سلیمانؒ	(120ھ) کوفہ میں
۳۹۔ یزید بن ابی حبیبؒ	(128ھ) مصر میں	۴۰۔ یحییٰ بن ابی کثیرؒ	(129ھ) یمن میں

رحمہم اللہ تعالیٰ و نفعنا بعلومہم اجمعین

ایک لائق توجہ بات:

اسلام کی علمی تاریخ کے دوسرے دور کے یہ جہاں علم ہیں۔ ان میں غور سے دیکھا جائے تو زیادہ حضرات موالیٰ میں سے ملیں گے (آزاد کردہ غلاموں میں سے)..... تاریخ اسلام کا یہ علمی دور ہے جس میں عربوں سے بڑھ کر موالیٰ نے حدود اسلام کا علمی پہرہ دیا۔ مدینہ کے سلیمان بن یسارؒ (107ھ) ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کے مولیٰ تھے..... حسن بن الحسن الیسارؒ (110ھ) حضرت زید بن ثابتؓ کے مولیٰ تھے..... حضرت امام محمد بن سیرینؒ، حضرت انس بن مالکؓ کے مولیٰ تھے..... عکرمہؒ (107ھ) حضرت ابن عباسؓ کے مولیٰ تھے..... ابو زبیر مسلم بن مسلمؒ (127ھ) حضرت حکیم بن حزامؓ کے مولیٰ تھے..... امام کھولؒ (101ھ) بنو ہذیل کے مولیٰ تھے..... یزید بن ابی الجبیبؒ (128ھ) بنو ازد کے مولیٰ تھے..... عطاء بن ابی رباحؒ (112ھ) قریش کے مولیٰ تھے۔

حنفی اصول فقہ:

امام ابو حنیفہؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس طرف توجہ کی اور فقہ اسلامی کو مدون کرنے کے لیے علماء کا ایک بورڈ بٹھایا جس میں حفاظت حدیث، ادب و عربیت کے امام، قیاس و استنباط کے ماہرین، قرآن کریم کے موارد نزول اور نسخ و منسوخ کو سمجھنے والے بڑے بڑے اساتذہ فن موجود تھے۔ امام ابو حنیفہؒ کی قیادت میں یہ بورڈ کافی عرصہ تک کام کرتا رہا، یہاں تک کہ فقہ کی تدوین ہوئی۔ امام محمدؒ (189ھ) نے ظاہر الروایات ترتیب دیں۔ آج فقہ حنفی کا مدار انہی کتابوں پر ہے۔ اس بورڈ میں حفص بن غیاثؒ، امام ابو یوسفؒ اور یحییٰ بن ابی زائدہؒ جیسے کثیر الحدیث عالم بھی تھے۔ قاسم بن معنؒ اور امام محمد بن حسنؒ جیسے ادب و عربیت کے امام بھی تھے۔ امام زفرؒ جیسے قیاس و استحسان کے بادشاہ بھی تھے۔ داؤد طائیؒ جیسے علم و تقویٰ کے پہاڑ بھی تھے اور علماء کا ایک جم غفیر تھا جو اس عابدی



محنت میں چل رہا تھا اور یہ حضرات اپنے وقت کی معروف شخصیتیں تھیں۔ لکھنے کا کام یحییٰ کے سپرد تھا۔ علامہ شبلی کے خیال میں تقریباً تیس برس یہ کام ہوتا رہا۔ امام صاحب فیصلہ کرنے میں عافیہ بن یزید کے منتظر رہتے۔ فرماتے جب تک وہ نہ آئیں فیصلہ نہ کیا جائے۔ علامہ خطیب بغدادیؒ اتحق بن ابراہیمؒ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا تَرْفَعُوا الْمَسْئَلَةَ حَتَّى يَحْضُرَ عَافِيَةَ فَإِذَا حَضَرَ عَافِيَةَ فَإِنْ وَافَقَهُمْ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ لَا تَشْتَبُوهَا

﴿امام ابوحنیفہؒ کہتے جب تک عافیہ نہ آئیں اس مسئلے کو نہ اٹھایا جائے جب وہ آتے تو اگر ان کی ہاں ہوتی تو امام ابوحنیفہؒ وہ مسئلہ لکھواتے ورنہ فرماتے اسے نہ لکھو۔﴾

صدر الائمہ علامہ موفقؒ لکھتے ہیں:

فَوَضَعَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ مَذْهَبَهُ شَوْرَى بَيْنَهُمْ لَمْ يَسْتَبِدَّ فِيهِ بِنَفْسِهِ ذُو نَهْمٍ اجْتِهَادًا مِنْهُ فِي الدِّينِ وَ مُبَالِغَةً فِي النَّصِيحَةِ لِلَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ الْمُؤْمِنِينَ فَكَانَ يَلْقَى مَسْئَلَةً مَسْئَلَةً وَ يَسْمَعُ مَا عِنْدَهُمْ وَ يَقُولُ مَا عِنْدَهُ وَ يُنَاطِرُهُمْ شَهْرًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى يَسْتَقِرَّ أَحَدُ الْأَقْوَالِ فِيهَا ثُمَّ يَثْبُتُهَا أَبُو يُوسُفَ فِي الْأُصُولِ حَتَّى اثْبَتَ الْأُصُولَ كُلَّهَا

(مناقب موفقؒ جلد 2، صفحہ 133)

﴿امام ابوحنیفہؒ نے اپنا فقہی مذہب شوریٰ قرار دیا ہے اس میں دوسروں کو نظر انداز کر کے اپنی بات بزور لازم نہیں کی۔ دین میں اجتہاد کرتے ہوئے اور اللہ اس کے رسول برحق اور مومنین سے خیر خواہی کرتے ہوئے۔ آپ ایک ایک مسئلہ سامنے لاتے اور ان کے دلائل سنتے اور اپنی بات بھی کہتے۔ کبھی بحث مہینے بلکہ اس سے بھی زیادہ چلی جاتی۔ یہاں تک کہ ایک فیصلہ پر بات ٹھہر جاتی پھر امام ابو یوسفؒ اسے اپنے اصول میں لکھتے، یہاں تک کہ سب اصول فقہ طے ہو گئے﴾

اراکین مجلس تدوین فقہ:

حضرت عبدالقادر قریشیؒ نے الجواہر المہدیہ میں ان حضرات کی فہرست دی ہے جو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس تدوین فقہ کے اراکین تھے۔

- | | | | |
|----------------------------|--------|------------------------|--------|
| ۱۔ امام زفرؒ | (158ھ) | ۲۔ امام مالک بن معلولؒ | (159ھ) |
| ۳۔ امام مالک بن نصیر طائیؒ | (160ھ) | ۴۔ امام مندل بن علیؒ | (168ھ) |
| ۵۔ امام نضر بن عبدالکریمؒ | (169ھ) | ۶۔ امام عمرو بن میمونؒ | (171ھ) |
| ۷۔ امام حبان بن علیؒ | (172ھ) | ۸۔ امام ابو عصمہؒ | (173ھ) |
| ۹۔ امام زہیر بن معاویہؒ | (173ھ) | ۱۰۔ امام قاسم بن معنؒ | (175ھ) |



- | | |
|--|------------------------------------|
| ۱۱۔ امام حماد بن ابی حنیفہؒ (176ھ) | ۱۲۔ امام سیاح بن بسطامؒ (177ھ) |
| ۱۳۔ امام شریک بن عبداللہؒ (178ھ) | ۱۴۔ امام عافیہ بن یزیدؒ (180ھ) |
| ۱۵۔ امام عبداللہ بن مبارکؒ (181ھ) | ۱۶۔ امام ابو یوسفؒ (182ھ) |
| ۱۷۔ امام محمد بن نوخؒ (183ھ) | ۱۸۔ امام ہشیم بن بشرؒ (183ھ) |
| ۱۹۔ امام یحییٰ بن زکریاؒ (184ھ) | ۲۰۔ امام فضیل بن عیاضؒ (187ھ) |
| ۲۱۔ امام اسد بن عمرؒ (188ھ) | ۲۲۔ امام محمد بن حسنؒ (189ھ) |
| ۲۳۔ امام علی بن مسہرؒ (189ھ) | ۲۴۔ امام یوسف بن خالدؒ (189ھ) |
| ۲۵۔ امام عبداللہ بن ادیسؒ (192ھ) | ۲۶۔ امام فضل بن موسیٰؒ (192ھ) |
| ۲۷۔ امام علی بن طیمانؒ (192ھ) | ۲۸۔ امام حفص بن غیاثؒ (194ھ) |
| ۲۹۔ امام وکیع بن الجراحؒ (197ھ) | ۳۰۔ امام ہشام بن یوسفؒ (197ھ) |
| ۳۱۔ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ (198ھ) | ۳۲۔ امام شعیب بن اسحاقؒ (198ھ) |
| ۳۳۔ امام ابو حفص بن عبد الرحمنؒ (199ھ) | ۳۴۔ امام ابو مطیع اللیثیؒ (199ھ) |
| ۳۵۔ امام خالد بن سلیمانؒ (199ھ) | ۳۶۔ امام عبد الحمیدؒ (203ھ) |
| ۳۷۔ امام حسن بن زیادؒ (204ھ) | ۳۸۔ امام ابو عاصم بن النبیؒ (212ھ) |
| ۳۹۔ امام حماد بن دلیلؒ (215ھ) | ۴۰۔ امام مکی بن ابراہیمؒ (215ھ) |

رحمہم اللہ تعالیٰ و نفعنا بعلومہم اجمعین

ان اراکین میں دس بارہ ایسے بھی تھے جو ہر اجلاس میں برابر شریک ہوتے اور ایسے بھی تھے جن سے متفرق مجالس میں تبادلہ خیالات اور تناظر آراء ہو جاتا، تاہم اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس محنت سے جو فقہ مرتب ہوئی وہ شخصی فقہ نہیں تھی بلکہ ایک شورائی فقہ ہے، گو اس معین فقہ کی پیروی کو ہم تقلید شخصی کا نام دیں۔ اسکی نسبت صدر مجلس کی طرف ہو حضرت امام طحاویؒ (321ھ) نے بسند متصل اسد بن فراتؒ سے روایت کی ہے:

امام ابو حنیفہؒ کے تلامذہ جنہوں نے فقہ کی تدوین کی چالیس تھے جن میں یہ لوگ زیادہ ممتاز تھے ابو یوسفؒ، داؤد طائیؒ، زفرؒ، سید بن عمرؒ، یوسف بن خالد تمیمیؒ، یحییٰ بن زائدہؒ، امام طحاویؒ نے یہ بھی روایت کی ہے کہ لکھنے کی خدمت یحییٰ سے متعلق تھی اور وہ تقریباً بیس برس تک اس خدمت کو سرانجام دیتے رہے۔



پہلے یہ لکھنے کا کام امام ابو یوسفؒ کے سپرد تھا۔ پھر یہ ذمہ داری یحییٰ بن زائدہؒ کے سپرد ہوئی۔ امام محمدؒ حضرت امام صاحبؒ کی زندگی کے آخری سالوں میں آپ کی خدمت میں آئے تھے۔

(سیرۃ النعمان - جلد 1، صفحہ 164 از مولانا ثعلبی نعمانی)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی مجلس تدوین فقہ میں وقت کے جلیل القدر حضرات موجود تھے۔ جن میں مفسرین بھی تھے اور محدثین بھی تھے اور ادب و عربیت کے ماہرین بھی۔ قیاس و اجتہاد کے بادشاہ بھی اور زہد و تقویٰ کے امام بھی۔ امام وکیع بن الجراحؒ کتنی اچھی بات فرما گئے ہیں کہ ”امام ابو حنیفہؒ کے کام میں کس طرح غلطی باقی رہ سکتی ہے جبکہ آپ کے ساتھ اپنے وقت کے عظیم المرتبت لوگ تھے جو غلطی کی صورت میں صحیح بات کی طرف آپ کو واپس کرنے والے تھے۔“

اس میں شک نہیں کہ حکومت حضرت امام صاحبؒ کے خلاف تھی اور وہ نہ چاہتی تھی کہ حضرت امام صاحبؒ کی اس عظیم کام پر زیادہ شہرت ہو۔ تاہم آپ کا یہ فقہی مجموعہ مختلف فقہی ابواب کے طور پر عملی حلقوں میں خاصا معروف تھا۔ علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں:

”تعب ہے کہ جن لوگوں کو امام صاحبؒ سے ہمسری کا دعویٰ تھا وہ بھی اس کتاب سے بے نیاز نہ تھے۔ امام سفیان ثوریؒ (161ھ) نے بڑے لطائف الحیل سے ان کی کتاب الرہن کی نقل حاصل کی اور اس کو اکثر پیش نظر رکھتے تھے۔ یحییٰ بن زائدہؒ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سفیانؒ کے سرہانے ایک کتاب دیکھی جس کا وہ مطالعہ کر رہے تھے۔ ان سے اجازت مانگ کر میں نے اس کو دیکھا تو ابو حنیفہؒ کی کتاب الرہن نکلی میں نے تعب سے پوچھا کہ آپ ابو حنیفہؒ کی کتابیں دیکھتے ہیں۔ بولے کاش! ان کی سب کتابیں میرے پاس ہوتیں۔“ (عقود الجمان - باب 10، سیرۃ النعمان - صفحہ 166)

الغرض امام ابو حنیفہؒ کی اس تدوین سے جو فقہی ذخیرہ تیار ہوا وہ ایک بہت بڑا ذخیرہ علم تھا اور اس میں مجتہد درجے کے علماء کبار کی بیس سالہ محنت یکجا جمع تھی۔ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں:

(موفق - جلد 2، صفحہ 41)

قَضَىٰ بِهِ الْخُلَفَاءُ وَالْإِمَمَةُ وَالْحُكَّامُ وَاسْتَفَرَّ عَلَيْهِ الْأَمَنُ

﴿خلفاء ائمہ اور احکام سب اس مدون فقہ کے مطابق فیصلے دیتے تھے اور اس پر کام جم گیا﴾

علامہ زاہد الکوثریؒ (1371ھ) نے فقہ اہل العراق و حدیثہم میں الفہرست محمد بن الخلق کے حوالے سے لکھا ہے

وَالْعِلْمُ بَرَاءً وَبَحْرًا وَشَرْقًا وَغَرْبًا بُعْدًا وَقُرْبًا تَدْوِينُهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

﴿علم اقلیم ارضی میں ہو یا سمندروں میں، مشرق میں ہو یا مغرب میں، دور ہو یا قریب،

جہاں بھی پایا جائے گا یہ امام ابو حنیفہؒ کی ہی تدوین سے ہے﴾



تدوین فقہ کی منازل

پہلی منزل (30 سال): مجتہدین فی الشرع امام اعظم ابو حنیفہؒ (150 ہجری) اصول و کلیات طے فرمائے۔ اجتہاد و قیاس کے ضوابط بنائے۔ امام شافعیؒ نے اس عظیم کام کو دیکھ کر کہا: الناس کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ۔ (لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے سامنے بچوں کی حیثیت رکھتے ہیں)

دوسری منزل (50 سال): مجتہدین فی المذہب امام ابو یوسفؒ، امام محمد بن حسنؒ، امام زفرؒ (158, 182, 189 ہجری) اصول فقہ میں تابع مگر استنباط و استخراج میں برابر کے مجتہد کے طور پر کام کیا۔ امام محمد بن جعفر کا قول ہے کہ: و اول من وضع الكتاب فی اصول الفقہ علی مذهب ابی حنیفۃ ابو یوسف۔ (مفتاح السعادة) امام ابو یوسف کو قاضی قضاۃ الدنیا کہا جاتا تھا۔ (البدایۃ: 180/10) علامہ ابن عبدالبر نے کہا: میرے علم میں ایسا قاضی سوائے امام ابو یوسف کے کوئی نہیں جس کا حکم مشرق تا مغرب چلتا ہو۔ (حسن التقاضی: 54)

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے امالی تین سو جلدوں میں تھے۔ (تذکرۃ المحررین: 77) آپ کے متعلق امام مزنیؒ (264ھ) نے کہا: کان ابو یوسف اتبعہم للحديث (البدایۃ لابن کثیر: 180/10) امام محمد نے الجامع الصغیر، الجامع الکبیر، السیر الکبیر، السیر الصغیر، المبسوط، الزیادات۔ یہ چھ کتابیں ظاہر الروایات کہلاتی ہیں (علم حدیث میں موطا امام محمدؒ، کتاب الآثار جیسی مشہور کتابیں لکھیں) امام محمدؒ کے بارے میں امام شافعیؒ نے فرمایا: ما رايت حبراً سميئاً مثله... ما رايت اعقل منه (البدایۃ: 202/10) امام شافعیؒ نے ایک مجلس میں فرمایا: ما رايت اعقل ولا افقه ولا ازهد ولا اورع ولا احسن نطقاً ولا ایراداً من محمد بن الحسن۔ (تہذیب الاسماء)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ما رايت رجل اعلم بالحلال والحرام والناسخ والمنسوخ من محمد۔ (مناقب کردی: 430) امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ما رايت اعلم بكتاب الله من محمد كانه عليه نزل۔ (مناقب ابی حنیفہ وصاحبہ لذہبی: 52) امام شافعیؒ آپ کے قرآن مجید کی تلاوت کی شان میں فرماتے ہیں: كنت اذا سمعته يقرأ القرآن كأنما ينزل القرآن بلغته۔ (البدایۃ: 202/2)

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں: کان محمد بن الحسن من بحور العلم والفقہ۔ (میزان الاعتدال: 50) علامہ ذہبیؒ دوسری جگہ لکھتے ہیں: کان من اذکیاء العالم۔ (الجواہر المصیۃ: 42/2)



علامہ مرجانی امام ابو یوسف اور امام محمد کے متعلق کہتے ہیں: و حالہم فی الفقہ ان لم یکن ارفع من مالک و شافعی و امثالہما فلیسوا بدو نہما۔ (امام محمد اور امام ابو یوسف کا مرتبہ امام مالک اور امام شافعی سے بلند نہیں ہے تو ان سے کمتر بھی نہیں ہے۔) (بحوالہ سیر الصحابہ: 117/8)

علامہ نووی نے تہذیب اللغات میں امام زفر کو کثیر الحدیث عالم کہا ہے۔ جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق کہا: صاحب الرائے ثقة مامون۔ امام ابو حنیفہ ان کو اقیس اصحابی کہا کرتے تھے۔

تیسری منزل (100 سال): مجتہدین فی المسائل امام طحاوی (321 ہجری)۔ امام سرہسی

اصول و فروع میں تقلید۔ اختلاف ائمہ کی صورت میں کسی کے قول پر فتویٰ دینے کے مجاز اگر مسائل موجود نہیں تو استنباط و اجتہاد بھی ضرورت کے تحت کرتے تھے۔

امام طحاوی کے اساتذہ حدیث میں مصری، یمنی، شامی، کوفی، بصری، حجازی، اور خراسانی ہر علاقہ کے محدث شامل ہیں۔ آپ امام بخاری اور امام مسلم کے ساتھ ان کے بہت سے اساتذہ میں شریک ہیں۔

آپ کے ماموں اور استاذ امام مزنی (جو کہ امام شافعی کے شاگرد خاص تھے) امام محمد بن حسن الشیبانی کی فقہ حنفی کی کتابوں کا بہت مطالعہ کرتے تھے تو آپ بہت متاثر ہوئے اور محسوس کیا کہ فقہ حنفی میں بہت گہرائی ہے پس آپ حنفی بن گئے۔ علامہ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں: و کان ثقة فقیہا عاقلاً لم یخلف مثله۔ (تذکرۃ الحفاظ: 30/3) حافظ ابن حجر حافظ ابن عبد البر مالکی (463ھ) سے نقل کرتے ہیں: کان الطحاوی من اعلم الناس بسیر الکوفیین و اخبارہم و فقہہم مع مشارکتہ فی جمیع المذاہب۔ (آپ علماء کوفہ کے سیر و اخبار (وہاں کی احادیث) اور ان کی فقہ کے جامع ترین عالموں میں سے تھے اور یہی حال آپ کا جمیع مذاہب کے علم میں تھا۔) (لسان المیزان: 275/3)۔ ابن حبان حبلی بھی امام طحاوی کے بارے میں لکھتے ہیں: الثقة الثبت برع فی الحدیث و الفقہ (آپ ثقہ ہیں ضبط میں پختہ ہیں حدیث اور فقہ میں انتہائی کمال پائے ہوئے ہیں۔ ابن جوزی جیسے ناقدان کے متعلق لکھتے ہیں: کان ثبناً فہماً فقیہاً عاقلاً۔ (قوی الضبط محدث ذہین فقیہ اور سمجھدار عالم تھے) (المختصر: 250/6) ابن تعزی آپ کو احد الاعلام اور شیخ الاسلام کا خطاب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کے فقہ و حدیث احکام اور عربیت اور نحو میں نظیر نہ رکھتے تھے۔ (النجوم الظاہرہ: 239)

امام طحاوی کی کتاب شرح معانی الآثار دورہ حدیث میں پڑھائی جاتی ہے۔ علامہ عینی (858ھ) فرماتے ہیں کہ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ پر اس کی ترجیح اس قدر واضح ہے کہ اس میں کوئی نادان ہی شک کر سکے گا (الحاوی: 12)

امام سرہسی نے کتاب الاصل کی پندرہ جلدوں میں شرح لکھی جس کا صرف متن چار جلدوں میں ہے۔ وقت کے فقہاء نے آپ کو شمس

الائمۃ کا لقب دیا۔



چوتھی منزل (150 سال): **اصحاب التخریج** امام کرنیؒ (340 ہجری)
ہزار ہا جزئیات مسائل کی تخریج کرنے والے حضرات۔
آپ کی کتاب اصول الکرنی کتب اصول فقہ کی بلند پایہ کتاب ہے۔

پانچویں منزل (250 سال): **اصحاب الترجیح** علامہ قدوریؒ (428 ھ)، قاضی خانؒ (592 ھ)، صاحب ہدایہؒ (593 ھ)
تخریج میں اختلاف کی صورت میں ترجیح کا فیصلہ کرنے والے حضرات۔
امام ابوالحسین احمد القدوری حافظ ابوبکر جصاص رازی (370 ھ) کے شاگرد اور خطیب بغدادی (463 ھ) کے استاذ تھے۔ علامہ
سمعی فرماتے ہیں کان فقیہاً صدوقاً انتہت الیہ ریاسة اصحاب ابی حنیفة بالعراق و عز عندهم قدره۔
قاضی برہان الدین المرغینانی نے کفایت الملتہی 80 جلدوں میں لکھی جس کی تلخیص ہدایہ کے نام سے چار جلدوں میں کی۔ علامہ ابن
ہمام سکندری (861 ھ) اور علامہ بدر الدین عینی (955 ھ) جیسے بلند پایہ محدثین نے اس کی شرحیں لکھی اور علامہ جمال الدین الزیلعی
(762 ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی (852 ھ) جیسے حفاظ حدیث نے اس کی احادیث کی تخریج کی۔ جو لوگ جہالت کے نشہ میں کہہ دیتے ہیں
کہ فقہ کی کتابوں میں کہیں حدیث نہیں ملتی انہیں چاہیے کہ ہدایہ کا مطالعہ کریں۔

چھٹی منزل (400 سال): **اصحاب التتمیز** علامہ نسفیؒ کنز الدقائق (711 ھ)، علامہ علاء الدین صاحب درمختار (1088 ھ)
مختلف اقوال میں قوی و ضعیف کا فیصلہ اور کسی ایک بات کو مفتیٰ یہ ٹھرانے والے حضرات۔

جلیل القدر مفسر قرآن ابوالبرکات عبداللہ بن احمد مسعود مشہور کتاب عقائد نسفی کے مؤلف ہیں جس کی شرح علامہ تفتازانی نے لکھی ہے
اور مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ علم اصول میں آپ کا متن المنار ہے جس کی شرح نور الانوار مدارس کے نصاب میں داخل ہے۔ آپ کی
تفسیر مدارک التنزیل بھی بعض مدارس میں داخل نصاب ہے۔ کنز الدقائق کی شرح اپنے وقت کے ابوحنیفہ علامہ ابن نجیم (970 ھ) نے البحر
الرائق کے نام سے لکھی۔ علامہ عینی جیسے بلند پایہ محدث نے بھی اس کی شرح لکھی۔

تنویر الابصار کی شرح درمختار محمد بن علاء الدین نے لکھی جس پر علامہ ابن عابدین شامی (1258 ھ) نے رد المختار کے نام سے عظیم
شرح لکھی جو فتاویٰ شامی کے نام سے معروف ہے۔



امام اعظم ابو حنیفہؒ

ولادت 80 ہجری وفات 150 ہجری

- ۱۔ شجرہ نسب: امام صاحب کے پوتے نے اپنے دادا کا شجرہ یوں بیان کیا ہے۔
اسمعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت بن النعمان بن المرزبان
ثابت کے والد النعمان نے حضرت علیؑ سے دعا کروائی، فارسی النسل، آزاد لوگ وَاللّٰهُ مَا وَقَعَ عَلَيْنَا رَقٌ قَط
۲۔ مولد و مدفن: پیدائش کوفہ میں اور وفات بغداد میں ہوئی۔

پہلا دور

کوفہ عہد فاروقی میں 17 ہجری میں حکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا۔ ارد گرد فصہائے عرب بسائے گئے۔ حضرت عمارؓ کو امیر اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو معلم بنا کر بھیجا گیا۔ چار ہزار علماء و محدثین پیدا ہوئے۔ حضرت علیؑ جب کوفہ آئے تو فرمایا ”اللہ تعالیٰ ابن مسعودؓ کا بھلا کرے انہوں نے بستی کو علم سے بھر دیا۔“ حضرت ابن عباسؓ سے جب کوفہ کا کوئی شخص مسئلہ پوچھتا تو فرماتے ”کیا تمہارے پاس سعید بن جبیرؓ موجود نہ تھے۔“ ابن عمرؓ صاحب المغازی شعمیؓ کے متعلق فرماتے ہیں، ”میں نبی ﷺ کے ساتھ جنگوں میں شریک تھا مگر علم ان کو زیادہ ہے۔“ ابراہیم نخعیؓ اپنے وقت میں اہل کوفہ کے وہ عالم تھے جو اہل بصرہ اہل شام اور اہل حجاز میں سب سے افضل سمجھے گئے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ نے اپنے شاگرد عمر بن میمونؓ کو ابن مسعودؓ سے علم حاصل کرنے کو بھیجا۔ مصر میں آنے والے صحابہؓ کی تعداد بقول علامہ سیوطیؒ تین سو (300)، مگر کوفہ میں پندرہ سو (1,500) مقیم رہے۔ ستر (70) بدری صحابہؓ تھے۔ ابن مسعودؓ کے شاگرد علقمہؓ کے پاس بعض صحابہ کرامؓ مسائل دریافت کرنے آیا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قاضی شریحؒ کے متعلق فرمایا ”اٹھو اور فیصلہ کرو تم اہل عرب میں سب سے بڑے قاضی ہو۔“ صحابہ کرامؓ کی موجودگی یہاں کے تینتیس (33) تابعین حضرات ارباب فتویٰ سمجھے جاتے تھے۔

دوسرا دور

رامہر مزیٰ انس بن سیریںؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ میں چار سو (400) فقہا اور چار ہزار (4,000) محدثین تھے۔ عفان بن مسلمؒ نے چار ماہ قیام کیا اور پچاس ہزار (50,000) حدیثیں مسلم کی روایت لی، چاہتے تو ایک لاکھ تعداد ہو سکتی تھی۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں شام نہیں کر سکتا کہ حدیثیں حاصل کرنے کیلئے کتنی بار کوفہ گیا ہوں۔ امام ترمذیؒ نے فقہ کے ہر باب میں اہل کوفہ کا مذہب نقل کیا ہے۔

نتیجہ

مدینہ مہبط وحی تھا تو کوفہ مسکن فقہاء و محدثین بنا۔



۳۔ حلیہ و اخلاق: خطیب بغدادی ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ خوش رو، خوش لباس، خوش مجلس، کریم النفس، شیریں گفتار قادر الکلام تھے۔ خوشبو استدر استعمال فرماتے کہ نقل و حرکت کا اندازہ خوشبو سے ہو جاتا تھا۔

۴۔ طبقہ امام اعظمؒ: ابن خلکان کے مطابق امام صاحبؒ نے چار صحابہؓ کو دیکھا ہے۔

کوفہ میں - انس بن مالکؓ اور عبداللہ بن ابی اوفیؓ کو،

مدینہ میں - سہیل بن سعد الساعدیؓ کو،

مکہ میں - ابوالطفیل عامر بن واثلہؓ کو۔

پکی بات یہ ہے کہ روایت سے انکار نہیں اور روایت پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔

۵۔ تحصیل علم: زفر بن ہذیلؒ کی روایت کہ امام صاحبؒ پہلے کلام میں شہرہ آفاق بن گئے۔ ایک باندی کی طلاق کے مسئلہ نے حماد بن ابی سلیمانؒ کے درس میں پہنچا دیا۔ حمادؒ نے دس سال خاص توجہ سے پڑھایا، بیٹے سے زیادہ محبت ان سے کی۔

۶۔ ماخذ علم: خطیب بغدادیؒ کی روایت ہے کہ امیر المؤمنین ابو جعفرؒ نے امام صاحبؒ سے پوچھا آپ نے کن صحابہؓ کا علم حاصل کیا ہے فرمایا عمر بن خطابؓ، علیؓ بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور انکے شاگردوں کا۔

۷۔ امام اعظمؒ محدثین کی نظر میں:

☆ امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں ”اللہ تعالیٰ ابو حنیفہؒ پر رحم کرے اپنے زمانہ کے امام تھے۔“

☆ امام احمد بن حنبلؒ جب تذکرہ کرتے تو فوراً شوق میں رو پڑتے اور دعائیں کرتے۔

☆ علی بن مدینیؒ کہتے ہیں امام صاحبؒ سے ثوریؒ، ابن مبارکؒ، حماد بن زیدؒ، وکیعؒ، عبادؒ، جعفر بن عونؒ نے روایت کی۔

☆ یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا کیا امام صاحبؒ ثقہ ہیں۔ دوبار فرمایا..... ثقہ ہیں، ثقہ ہیں۔

۸۔ فقہ حنفی کے امتیازی اصول:

☆ امام صاحبؒ خبر واحد کا اس باب کی دوسری حدیثوں سے موازنہ کرتے۔ قرآن مجید کے بیان سے اس کو ملاتے،

اگر مطابقت ہوتی تو عمل کرتے ورنہ شاذ قرار دیتے اور عمل نہ کرتے۔

☆ حنفیہ اصول کو جزئیات کی خاطر ترک نہیں کرتے تھے۔



۹۔ فقہاء و محدثین کی مغایرت: حدیث وفقہ علیحدہ علیحدہ فنون ہیں محدث کے نزدیک الفاظ حدیث کا حفظ مقدم اور فقہ کے نزدیک معانی حدیث کا فہم مقدم۔

مثالیں

- ۱۔ اعمشؒ نے ابو یوسفؒ سے مسئلہ پوچھا، بتا دیا سند پوچھی بتا دی فرمایا یعقوبؒ، یہ حدیث مجھے تمہاری پیدائش سے پہلے یاد تھی مگر مطلب آج سمجھ آیا۔
 - ۲۔ اعمشؒ نے ایک مسئلہ ابو حنیفہؒ سے پوچھا، بتا دیا حیران ہو کر کہا نَحْنُ الصَّيَادُ لَهٗ وَ اَنْتُمْ الْاَطِبَّاءُ
 - ۳۔ اعمشؒ نے ابو یوسفؒ سے فرمایا تمہارے استاد نے باندی آزاد ہونے پر طلاق ہونے کو تسلیم کیوں نہ کیا؟ فرمایا آپ نے سیدہ عائشہؓ کی روایت ان سے بواسطہ ابراہیمؒ و اسودؒ نقل کی تھی کہ جب بریرہؓ آزاد ہوئیں تو انہیں اختیار ملا چاہیں تو نکاح رکھیں چاہیں فسخ کریں۔ اعمشؒ نے کہا ”بے شک ابو حنیفہؒ بہت سمجھدار شخص ہیں“۔
 - ۴۔ محدثین کو حائضہ عورت کے غسل میت دینے کا جواب نہ آیا۔ فقہ کے طالب علم نے بتا دیا۔
 - ۵۔ ایک محدث نے بکری کا اکٹھا دودھ پینے پر دو بچوں میں رضاعت واقع ہونے کا فتویٰ دیا۔
- امام ترمذیؒ اپنی جامع میں غسل میت کے مسئلہ کی تحقیق کرنے کے بعد فرماتے ہیں،
وَكَذَلِكَ قَالَ الْفُقَهَاءُ وَهُمْ اَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ

۱۰۔ امام ابو حنیفہؒ پر اعتراضات:

- ۱۔ مورخ ابن خلکان نے لکھا ”وَلَمْ يَكُنْ يُعَابُ بِشَيْءٍ سِوَى قِلَّةِ الْعَرَبِيَّةِ“
﴿آپ پر قلت عربیت کے سوا کوئی نکتہ چینی نہیں کی گئی﴾
- ۲۔ امام صاحبؒ نقل الروایت ہیں۔ درحقیقت امام صاحبؒ نے روایت حدیث کی بجائے فہم حدیث کا منصب سنبھالا۔
- ۳۔ امام صاحبؒ کے کلام پر نا سمجھی کی وجہ سے اعتراضات کیے گئے۔



مثالیں

☆ امام صاحب "اعمش" کی عیادت کیلئے گئے وہ بہت ناراض ہوئے کہ تم دین میں رائے کو داخل کیوں کرتے ہو؟ امام صاحب کے شاگردوں نے بڑا منایا امام صاحب نے کہہ دیا اعمش کو کیا پتہ یہ تو نہ رمضان کے روزے رکھتا ہے نہ ہی غسل جنابت کرتا ہے۔ کئی مخالفین اس واقع پر بہت بگڑے فضل بن موسیٰ نے فرمایا کہ اعمش "اتقاء خنائین سے غسل کے قائل نہ تھے، مزید برآں فجر کی نماز کے بعد سفیدی پھیلنے تک سحری کھانا درست سمجھتے تھے۔ لوگوں کی آنکھیں کھل گئیں کہ امام صاحب کی بات میں کتنی گہرائی تھی۔

☆ عبد اللہ ابن المبارک کہتے ہیں کہ میں شام میں امام اوزاعی کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا اے خراسانی کوفہ میں کون بدعتی شخص پیدا ہوا ہے جس کی کنیت ابو حنیفہ ہے۔ ابن مبارک خاموش رہے گھر آکر امام صاحب کے مسائل کی کتاب اٹھائی اور امام اوزاعی کو دی۔ انہوں نے پڑھ کر کہا، اے خراسانی یہ نعمان کون شخص ہے۔ انہوں نے کہا ایک شیخ ہیں، فرمایا یہ تو بڑے پائے کے شیخ ہیں جاؤ ان سے علم سیکھو، انہوں نے کہا یہی ابو حنیفہ ہیں۔ امام اوزاعی پشیمان ہوئے۔

☆ حافظ ابن ابی داؤد کہتے ہیں امام ابو حنیفہ کے متعلق چہ میگوئیاں کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں ان کی شان سے ناواقف یا ان سے حاسد،

إِنْ يَحْسُدُونِي فَاِنِّي غَيْرَ لَانْمِيهِمْ - قَبْلِي مِنَ النَّاسِ اَهْلُ الْفَضْلِ قَدْ حُسِدُوا

فَدَامَ لِي وَلَهُمْ مَا بِي وَمَا بِهِمْ - وَمَاتَ اكْثَرُنَا غَيْظًا بِمَا يَجِدُ

اگر لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں تو کریں میں انہیں ملامت نہ کروں گا۔ اہل فضل پر مجھ سے پہلے لوگ حسد کرتے آئے ہیں اور ان کا ہیشتا پنا اپنا شیوہ رہیگا۔ اور ہم میں سے اکثر لوگ حسد کر کے مر گئے ہیں

☆ حضرت علیؑ کے بارے میں بھی لوگ افراط و تفریط کا شکار ہوئے۔ اس سے ان کی شان میں تو کوئی کمی تو نہ آئی۔

☆ ابن مبارک نے سفیان ثوریؒ سے پوچھا، ابو حنیفہ غیبت کرنے سے بہت دور رہتے ہیں دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

فرمایا ابو حنیفہ اس سے بالاتر ہیں کہ اپنی نیکیوں پر اپنے دشمن کو مسلط کریں۔

☆ جعفر بن الحسن کہتے ہیں کہ میں نے امام صاحب کو خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا!

میری بخشش فرمادی۔ میں نے پوچھا علم و فضل کی وجہ سے، فرمایا! فتویٰ مفتی کیلئے بڑا بوجھ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا

پھر کس وجہ سے؟ فرمایا! لوگوں کی ان ناحق نکتہ چیتوں کی وجہ سے جو مجھ پر کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتے تھے

کہ وہ مجھ میں نہ تھیں۔



☆ یہ بھی حقیقت ہے کہ امام صاحبؒ کے شاگردوں کی، ان سے روایت کرنے والوں کی اور انہیں ثقہ و معتبر کہنے

والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے بہ نسبت نکتہ چینی کرنے والوں کے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ نے ایک بار دعا کی، اے پروردگار بنی اسرائیل کی زبان سے میرا پیچھا چھڑا دے

جب میں نے مخلوق کی زبان اپنے سے بند نہیں کی تو تم سے کیسے بند کروں۔

چراغے دا کہ ایزد بر فردزد - کسے کو قف زند دیش بسوزد

۱۱۔ امام اعظمؒ کا علمی پایہ:

- شہاد بن حکیمؒ فرماتے ہیں ”ابو حنیفہؒ سے بڑھ کر میں نے کوئی عالم نہیں دیکھا“

- مکی بن ابراہیمؒ نے فرمایا ”ابو حنیفہؒ اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے“

- وکیعؒ فرماتے ہیں ”میں کسی عالم سے نہیں ملا جو ابو حنیفہؒ سے زیادہ فقیہ ہو اور ان سے بہتر نماز پڑھتا ہو“

- نصر بن شملؒ کہتے ہیں ”لوگ علم فقہ سے بے خبر تھے ابو حنیفہؒ نے آکر انہیں بیدار کیا“

- محدث مکی بن سعید القطانؒ کہتے ہیں ”ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتے، واقعی ابو حنیفہؒ سے بہتر ہم نے

فقہ میں کسی کی بات نہیں سنی۔ اس لیے ان کے اکثر اقوال ہم نے اختیار کر لیے۔“

- امام شافعیؒ فرماتے ہیں ”تمام لوگ فقہ میں ابو حنیفہؒ کے محتاج ہیں“

- محدث مکی بن معینؒ فرماتے ہیں ”فقہ تو بس امام ابو حنیفہؒ ہی کی ہے“

- جعفر بن ربیعؒ کہتے ہیں ”میں پانچ سال ابو حنیفہؒ کی خدمت میں رہا، ان جیسا خاموش انسان میں نے نہیں دیکھا۔

ہاں جب ان سے فقہ کا مسئلہ پوچھتے تو اس وقت کھل جاتے اور علم کا دریا لگتے تھے“

- عبد اللہ ابن ابی داؤدؒ فرماتے ہیں ”اہل اسلام پر فرض ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام ابو حنیفہؒ کیلئے دعا کیا کریں“

- علامہ موفقؒ کہتے ہیں وَأَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ هَذِهِ الشَّرِيعَةِ لَمْ يَسْبِقْهُ أَحَدٌ مِنْ قَبْلِهِ

﴿ابو حنیفہؒ نے اس علم شریعت کی سب سے پہلے تدوین کی، اس سے پہلے کسی نے سبقت نہ کی﴾ (مناقب موفق۔ جلد 2، صفحہ 136)

- علامہ ابن حجر مکیؒ کہتے ہیں إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الْفِقْهِ وَرَبَّتْهُ أَبَوَاباً وَكَتَبَ عَلَى نَحْوِ مَا هُوَ عَلَيْهِ الْيَوْمَ

﴿ابو حنیفہؒ نے سب سے پہلے علم فقہ کی تدوین کی، ابواب مرتب کیے۔ اسی ترتیب پر یہ علم آج موجود ہے﴾

(الخيرات الحسان۔ صفحہ 28)

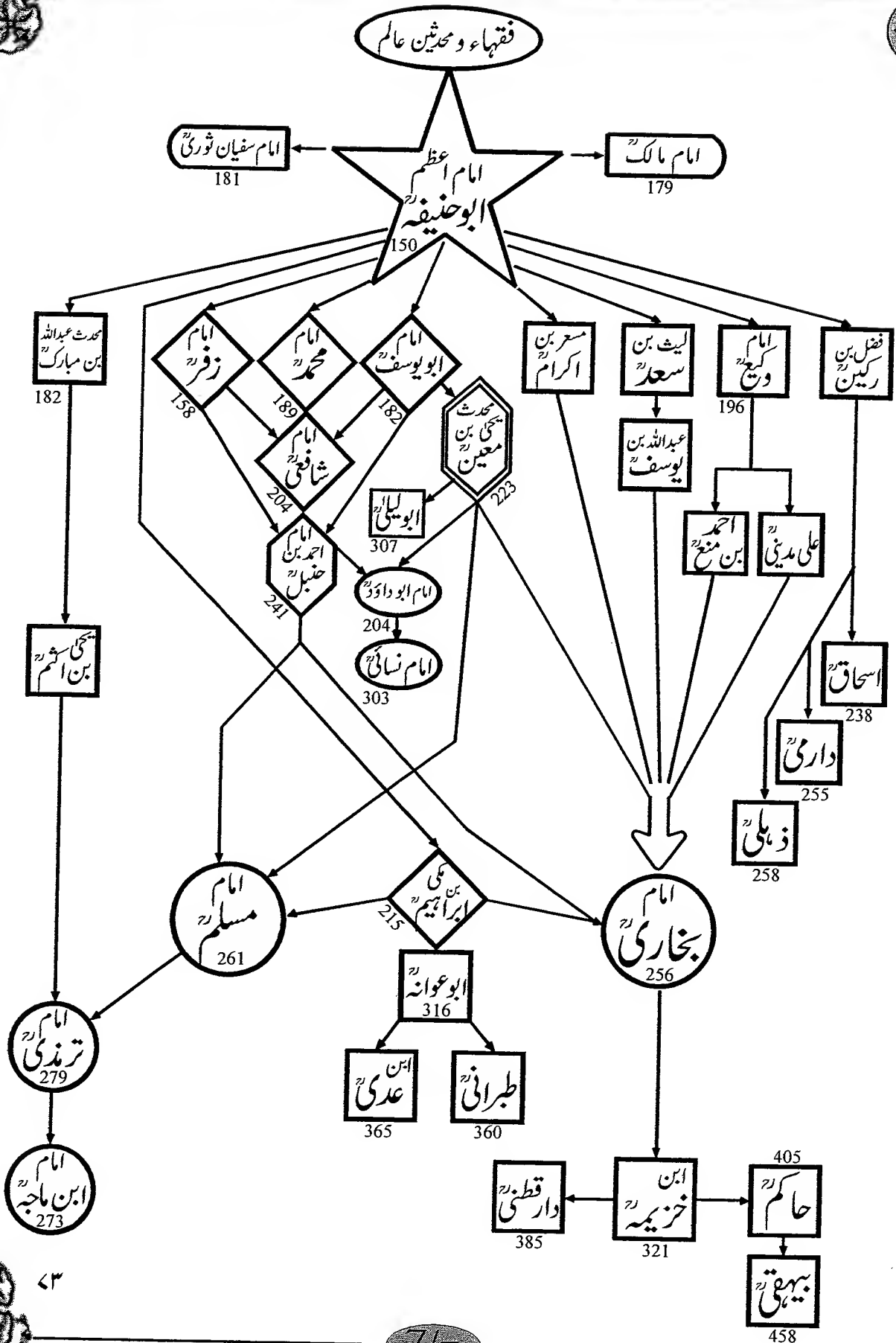


- علامہ سیوطیؒ کہتے ہیں:

إِنَّهُ أَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ الشَّرِيعَةِ وَرَتَّبَهَا أَبَوَاباً ثُمَّ تَبِعَهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَلَمْ يَسْبِقْ أَبَا حَنِيفَةَ أَحَدٌ
 ﴿اس نے علم شریعت کی سب سے پہلے تدوین کی، ابواب مرتب کیئے، پھر امام مالک بن انسؒ نے ان کی اتباع کی
 اور ابوحنیفہؒ سے اس کام میں سبقت کسی نے نہ کی﴾

- شافعیؒ المذہب محدث خطیب تبریزیؒ (743ء) نے مشکوٰۃ شریف جمع کی، پھر الاکمال کے نام سے رجال پر کتاب
 لکھی۔ انھوں نے مشکوٰۃ شریف میں اگرچہ امام ابوحنیفہؒ سے کوئی حدیث روایت نہیں کی مگر برکت کیلئے آپؒ کا تذکرہ کیا
 إِنَّهُ كَانَ عَالِمًا عَامِلًا وَرَعًا زَاهِدًا عَابِدًا إِمَامًا فِي عُلُومِ الشَّرِيعَةِ وَالْغَرَضُ مَا يُرَادُ ذِكْرُهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ وَإِنْ
 لَمْ نَرَوْهُ عَنْهُ حَدِيثًا فِي الْمَشْكُوتِ لِلتَّبَرُّكِ بِهِ وَلَعَلُّوْا مَرْتَبَتَهُ وَفُؤِرَ عَلَيْهِ ﴿امام ابوحنیفہؒ بڑے عالم تھے صاحب
 عمل تھے پرہیزگار تھے دنیا سے بے رغبت اور عبادت گزار تھے علوم شریعت میں امام تھے اگرچہ ہم نے مشکوٰۃ میں ان
 سے کوئی روایت نہیں لی تاہم یہاں ذکر کرنے سے ہماری غرض ان سے برکت حاصل کرنا ہے یہ آپ کے علوم
 مرتبت اور اونچے علم کے باعث ہے﴾







ضرورت استاذ (۱)

حصول علم کیلئے فقط مطالعہ ہی کافی نہیں استماع بھی ضروری ہے:

فاستمع لما یوحی

فاستمعوا له و انصتوا

مثالیں:

- ۱۔ ڈاکیہ تار لایا: کتاب دین
- ۲۔ ایک صاحب فجر کی سنتیں ہلکے ہلکے پڑھتے
- ۳۔ ایک صاحب نے پڑھا: گورنمنٹ انڈسٹریل ہائی سکول
- ۴۔ روکومت جانے دو
- ۵۔ ایک کریدا دوسرا نیم چڑھا
- ۶۔ بندر بن سلطان۔ دلہ کمپنی۔ فتنہ۔ ذلیل
- ۷۔ تبت سنو
- ۸۔ حبیب بینک
- ۹۔ chemistry, cheema, colonel, knowledge
- ۱۰۔ والنجم والشجر یسجدان



ضرورت استاذ (ب)

- ۱۔ امرءة لها زوجان
- ۲۔ ایک صاحب طہارت کے بعد وتر پڑھتے: من استجمر فلیوتر
- ۳۔ ایک صاحب اپنے کنویں کا پانی نہ بیچتے تھے: لا یسقی احدکم ماءہ زرع غیرہ
- ۴۔ ایک محدث نے کہا: حدثنی به عدّة، شاگرد نے پوچھا عدّة ابن من
- ۵۔ الصلوة علی النبی مکروہ
- ۶۔ رأیت جعفرأ علی جعفر فی جعفر یا کل جعفرأ
- ۷۔ اَنَّ زَیْدَ کَرِیْمٍ اَنَّ زَیْدَ کَبِیْرٍ
- ۸۔ النار فی الشتاء خیر "من الله ورسوله
- ۹۔ مَنْ احب قرآناً فهو کافر
- ۱۰۔ من قال قال الله فقد کفر



تقلید

سوال ۱۔ تقلید کا لغوی معنی کیا ہے ؟

جواب۔ تقلید کا لغوی معنی پیروی ہے۔ اسکا مادہ ”قلادۃ“ ہے۔ انسان کے گلے میں ہو تو ہار، جانور کے گلے میں ہو تو پٹہ۔ دنیا کے ہر دائرہ زندگی میں لوگ اس کے ماہرین فن پر اعتماد کرتے ہیں۔ تقلید آزاد روی کے مقابلے میں ہے۔ ”فَإِنَّ الْمَرْءَ إِذَا أَتَى عَلَى غَيْرِ فَنِّهِ أَتَى بِالْعَجَائِبِ“۔ تقلید کے معنی مقلدین ہی طے کر سکتے ہیں غیر مقلدین نہیں۔ ”صَاحِبُ الْبَيْتِ أَدْرَى بِمَا فِيهِ“۔

سوال ۲۔ تقلید کا شرعی معنی کیا ہے ؟

جواب۔ کسی کے قول کو اس حُسنِ ظن پر مان لینا کہ دلیل کے موافق بتائے گا اور اس سے دلیل طلب نہ کرنا۔ مثلاً کسی محدث کی رائے سے حدیث کو صحیح وضعیف ماننا۔ کسی امتی کے بنائے ہوئے اصول تفسیر، اصول حدیث اصول فقہ کو ماننا۔

سوال ۳۔ تقلید کا لفظ قرآن مجید میں آیا ہے یا نہیں ؟

جواب۔ قربانی کے جانوروں کو ’قلائد‘ کہتے ہیں۔ ان کی بے حرمتی منع ہے۔ سیدہ عائشہؓ کے ہار کے لیے ’قلادہ‘ استعمال ہوا۔ ”اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قَلَادَةً“ (بخاری۔ جلد ۱، صفحہ 532)

(بخاری و مسلم)

سوال ۴۔ تقلید کی کتنی قسمیں ہیں ؟

جواب۔ دو، حرام اور حلال۔ جائز امور میں حلال ناجائز میں حرام۔ جیسے لغت میں دودھ دودھ ہی ہے، کتیا کا ہو یا گائے کا۔

سوال ۵۔ کن مسائل میں تقلید کی جاتی ہے ؟

جواب۔ مسائل ”غیر منصوصہ“ اور ”مسائل منصوصہ متعارضہ غیر معلومۃ التقدیم والتاخیر“ میں۔

سوال ۶۔ کن کی تقلید کی جائے ؟

جواب۔ جو اپنے فن میں مجتہد کا مقام رکھتا ہو۔ ہر ایک کی تقلید جائز نہیں۔

سوال ۷۔ مجتہد ہر مسئلہ کا جواب کیسے دے دیتا ہے ؟

جواب۔ جس طرح حساب دان، حساب کے قواعد استعمال کر کے ہر سوال کا جواب دے دیتا ہے۔

سوال ۸۔ کون تقلید کرے ؟

جواب۔ جس کے پاس کتاب و سنت سے مسئلہ اخذ کرنے کی اہلیت نہ ہو۔

سوال ۹۔ مجتہد کا اجتہاد ٹھیک نہ ہو تو کیا ؟

جواب۔ اگر ٹھیک ہو تو دُگنا ثواب۔ ٹھیک نہ بھی ہو تو ایک ثواب۔ اقتدا کرنے والا بَرِّی الذَّمُّ ہوگا۔



سوال ۱۰۔ کیا تقلید کا لفظ اجماع اور تواتر سے مستعمل ہے؟

جواب۔ جی ہاں محدثین کے نزدیک تقلید کا لفظ تواتر سے استعمال ہوتا رہا ہے اس لیے ان کی کتابوں میں طبقات حنفیہ، طبقات شافعیہ، طبقات جنابلہ، طبقات مالکیہ کے عنوانات ملتے ہیں۔ البتہ طبقات غیر مقلدین کا لفظ نہیں ملتا۔

سوال ۱۱۔ کیا چار اماموں کی تقلید کا ذکر قرآن وحدیث میں آیا ہے؟

جواب۔ جی نہیں۔ اہل علم کی اتباع کا حکم ہے چار اماموں کا ذکر نہیں۔ جیسے تلاوت قرآن کا حکم ہے دس قاریوں کا نہیں، جیسے اتباع سنت کا حکم ہے بخاری ومسلم کا تذکرہ نہیں۔

سوال ۱۲۔ صحابہ کرامؓ سے لیکر امام ابوحنیفہؒ تک لوگ کس کی تقلید کرتے تھے؟

جواب۔ عالم، اہل علم کی تقلید کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب مگر حافظ ابن قیم کے مطابق صاحب فتویٰ 149 تھے۔ ان میں سے 7 مکشرین، 20 متوسطین اور 122 مقلدین، باقی سب صحابہ مقلد تھے۔

سوال ۱۳۔ کیا مختلف شہروں میں مختلف صحابہؓ کی تقلید ہوتی تھی؟

جواب۔ جی ہاں۔ مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی، مدینہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کی،

کوفہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی، یمن میں حضرت معاذ بن جبلؓ کی،

بصرہ میں حضرت انس بن مالکؓ کی۔

سوال ۱۴۔ ایک امام کی تقلید واجب کیوں ہے؟

جواب۔ اگر شہر کی چار مسجدوں میں چار امام ہوں تو کسی ایک کے پیچھے نماز پڑھنا واجب ہوگا۔ اسی طرح امت مسلمہ کا چار اماموں پر اجماع ہے۔ اب کسی ایک کی اقتداء واجب ہے۔

سوال ۱۵۔ کیا تابعین کے دور میں بھی مختلف حضرات کی پیروی ہوتی تھی؟

جواب۔ جی ہاں۔ صدر الائمہؒ کی فرماتے ہیں کہ حضرت عطاء بن ابی رباحؓ سے خلیفہ ہشام بن عبدالملکؒ نے پوچھا کہ

آپ جانتے ہیں کس شہر میں کس فقیہ کی تقلید کی جاتی ہے؟ فرمایا ہاں! مدینہ میں امام شافعیؒ کی، مکہ میں عطا

ابن ابی رباحؓ کی، یمن میں طاؤسؓ کی، یمامہ میں یحییٰ بن کثیرؓ کی، شام میں مکحولؓ کی، عراق میں میمون بن

مہرانؓ کی، خراسان میں ضحاک بن قیسؓ کی، بصرہ میں حسن بصریؓ کی، کوفہ میں ابراہیم نخعیؓ کی۔ (مناقب سنی، ج 7)

سوال ۱۶۔ کیا چاروں اماموں نے بھی کسی کی تقلید کی تھی؟

جواب۔ جی ہاں! فقہائے صحابہؓ اپنے دور کے امام تھے۔ تابعین و تبع تابعین میں ان کی تقلید جاری تھی۔ حضرت امام شافعیؒ

(150 ہجری) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے استاد عطاء بن ابی رباحؓ (115 ہجری) کی کئی مسائل

میں پیروی کی اور اسے تقلید کے لفظ سے تعبیر کیا۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ فِي مَوَاضِعَ مِنَ الْحَجِّ قُلْتُهُ تَقْلِيدًا لِعَطَاءٍ (امام شافعیؒ نے حج کے کئی مباحث میں کہا ہے کہ

”

میں نے ایسا امام عطاءؒ کی تقلید میں کہا ہے۔) (اضواء البیان - جلد 7)



ایک دوسرے موقع پر فرمایا قُلْتَهُ تَقْلِيدًا لِّعُمَرُو، ایک موقع پر کہا قُلْتَهُ تَقْلِيدًا لِّعُمَرَان، ایک موقع پر فرمایا: وَ إِنَّمَا قُلْتُ بِقَوْلِ زَيْدٍ۔ امام ابو حنیفہؒ نے پانی اور کنویں کے مسائل میں اکابر تابعین کے فیصلوں پر فتوے دیئے وَ هَذَا أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ فِي مَسَائِلِ الْأَبَارِ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا تَقْلِيدًا مَّنْ تَقَدَّمَ مِنَ التَّابِعِينَ وَ هَذَا مَالِكٌ لَا يَخْرُجُ مِنْ عَمَلِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ (یہ امام ابو حنیفہؒ ہیں۔ آپ نے کنوؤں کے مسائل میں فرمایا کہ آپ کے پاس پہلے اکابر کی تقلید کے سوا کچھ نہیں، یہ امام مالکؒ ہیں جو عمل اہل مدینہ سے باہر نہیں جاتے) (اضواء البیان۔ جلد 7، صفحہ 4) اور تو اور امام بخاری بھی غیر منصوص مسائل میں تقلید کے قائل تھے۔ بخاری شریف پڑھیے کئی جگہ قال ابراہیم اور قال الحسنؒ (بصری) وقال نخعی لکھا ہوا نظر آئیگا۔ پس معلوم ہوا کہ ائمہ بھی پہلوں کی تقلید سے آگے چلے ہیں۔ تقلید کے لفظ سے وحشت نہیں ہونی چاہیے۔ امام ابو محمد بن الحسن لکھتے ہیں، اَعْلَمُ أَنَّ الدِّينَ إِنَّمَا هُوَ التَّقْلِيدُ وَ التَّقْلِيدُ لِأَصْحَابِ رَسُولِ ﷺ (کتاب شرح۔ صفحہ 12) (جان لودین تقلید کا ہی نام ہے اور تقلید اصحاب رسول ﷺ کی پیروی سے ہی چلی ہے)۔

سوال ۱۷۔ کیا اب کوئی مجتہد پیدا ہو سکتا ہے؟

جواب۔ جی ہاں۔ نہ محال شرعی نہ محال عقلی مگر وہ کریگا کیا؟ جس طرح آج کوئی محدث بن جائے تو کیا کریگا؟ تدوین حدیث کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

سوال ۱۸۔ غیر مقلد کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ جو نہ تو خود اجتہاد کر سکتا ہو نہ کسی کی تقلید کرے۔ نہ امام نہ مقتدی، نہ حاکم نہ رعایا، ان میں سے بعض انگریزوں کے خلاف جہاد کو حرام اور مسلمانوں کی مسجد میں فساد کو فرض سمجھتے ہیں۔ اتنے اختلافات کسی فرقے میں نہیں جتنے غیر مقلدین میں ہیں، عرف عام میں جو کسی اصول کا پابند نہ ہو اسے آوارہ کہتے ہیں۔ غیر مقلدین حضرات اپنا علمی رشتہ محدثین سے ملانے کی بہت کوشش کرتے ہیں مگر اللہ کی شان کہ معتزلہ سے خود بخود جاملتا ہے۔ معتزلہ کا مذہب ہے کہ عامی شخص علت حکم جانے بغیر کسی عالم کے قول پر اعتماؤ اعمل نہیں کر سکتا اور یہی بات غیر مقلدین کہتے ہیں۔ وَ حُكِيَ عَنْ بَعْضِ الْمُعْتَزِلَةِ أَنَّهُ قَالَ لَا يَجُوزُ لِلْعَامِيِّ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْعَالِمِ حَتَّى يَعْرِفَ عِلَّةَ الْحُكْمِ (بعض معتزلہ سے مروی ہے کہ عامی کیلئے کسی عالم کے قول پر عمل کرنا جائز نہیں جب تک علت حکم کو نہ پہچان لے)

(الفقیہ والمفتی۔ جلد 2)

سوال ۱۹۔ کیا امام بخاریؒ بھی تقلید کے قائل تھے اور اسے جائز سمجھتے تھے؟

جواب۔ امام بخاریؒ ”وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا“ کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(بخاری شریف۔ جلد 2، صفحہ 1080)

”أَيُّمَةُ نَقْتَدِي بِمَنْ قَبْلَنَا وَ يَقْتَدِي بِنَا مَنْ بَعْدَنَا“

(اے اللہ ہمیں ایسا پیشوا بنا کہ ہم تو اپنے سے پہلوں کے نقش قدم پر چلیں اور ہمارے بعد میں آنے والے ہمارے نقش قدم پر چلیں)

مبتدی کوئی ہو یا کہ ہونٹھی کہتے ہیں دوستو ماعرفنا سبھی

اس حقیقت سے واقف ہیں اہل نظر مقتدا وہ نہیں جو نہیں مقتدی



تقلید شخصی

سوال ۱۔ کیا امام مجتہد کی تقلید مسلمانوں کیلئے فرض ہے یا واجب ہے یا مباح ہے؟

جواب۔ مطلق تقلید فرض ہے۔ تین دلائل دیئے جاتے ہیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (الانبیاء: 21) (7)

(اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو)

۲۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اَطِيعُوا اللَّهَ وَ اَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ اُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ (النساء: 4) (59)

(اللہ کی اطاعت کرو رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو)

اولی الامر کی تفسیر میں صحابہؓ و تابعین و تبع تابعین نے کہا ہے کہ اس سے خلفاء اور علماء و فقہاء مراد ہیں۔

رئیس اہل حدیث مولانا صدیق حسن خان اس معنی کو اپنی تفسیر میں قبول کرتے ہیں۔

۳۔ حدیث میں ہے۔ إِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ (سنن ابی داؤد: کتاب الطہارہ) (نہ جاننے والے کی شفاء اس میں

ہے کہ وہ جاننے والوں سے دریافت کرے) مطلق تقلید کو محققین اہل حدیث بھی واجب تسلیم کرتے ہیں۔ ہمارے

اکابر کے نزدیک مطلق تقلید فرض ہے البتہ تقلید شخصی واجب ہے۔

سوال ۲۔ تقلید شخصی کیسے شروع ہوئی؟

جواب۔ دور صحابہؓ و تابعین میں تقلید شخصی و غیر شخصی دونوں پر عمل ہوتا تھا۔ کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا تھا نہ ہی

ایک دوسرے کو باطل پر سمجھتے تھے جب ابنائے زمانہ میں ہوا و ہوس کا غلبہ دیکھا گیا لوگ رختوں کو تلاش کرنے

لگے۔ خوف ہونے لگا کہ دین خواہشات کا مجموعہ نہ بن جائے تو علمائے وقت نے عام لوگوں کو غیر شخصی تقلید سے

روکا اور تقلید شخصی پر اجماع ہو گیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

وَبَعْدَ الْمِائَتَيْنِ ظَهَرَ فِيهِمُ الْمَذْهَبُ بِالْمُجْتَهِدِينَ بِأَعْيَانِهِمْ وَ كَانَ هَذَا الْوَاجِبُ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ

(دوسری صدی کے بعد لوگوں میں خاص خاص ائمہ کے مذہب کی پابندی (تقلید شخصی) شروع ہوئی اس زمانہ

یہی واجب تھی)

سوال ۳۔ تقلید شخصی واجب کیوں ہے؟

جواب۔ تقلید فرض ہے اور اس کے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ تقلید غیر شخصی اور تقلید شخصی۔ جب تقلید غیر شخصی مضر

ثابت ہوئی تو فرض ادا کرنے کی ایک ہی صورت باقی رہی، پس تقلید شخصی بوجہ ذریعہ اداء فرض ہونے کے

واجب ہوئی۔



سوال ۴۔ مجتہدین کے درمیان اختلاف کی حقیقت مثال سے واضح کریں؟

جواب۔ اگر کوئی شخص اپنے خادم سے کہے کہ کسی بچے کو بلا لو، اب خادم کو اختیار ہے کہ حبیب اللہ کو بلائے یا سیف اللہ کو دونوں صورتوں میں حکم کی تکمیل پوری ہو جائیگی، لیکن اگر حبیب اللہ کو بلانا زیادہ موزوں تھا اور اس نے حبیب اللہ کو ہی بلایا تو مالک کو دوہری خوشی ہوگی، اگر سیف اللہ کو بلایا تو ایک خوشی ضرور ہوگی کہ حکم مان لیا۔ پس اگر مجتہد نے اجتہاد شرعی اصولوں کو سامنے رکھ کر کیا تو حکم پورا ہوا، اگر اجتہاد صحیح تھا تو دہرا ثواب اگر صحیح نہ تھا تو ایک ثواب، پس مجتہدین کا اختلاف صحیح اور غلط میں نہیں، بہتر اور بہترین میں ہے۔

سوال ۵۔ تقلید شخصی کی وجوب میں کوئی واضح مثال پیش کریں؟

جواب۔ قرآن مجید سات لغات (سَبْعَةُ اَحْزَفٍ) پر نازل ہوا اور عہد نبوت میں سات لغت میں پڑھا جاتا رہا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں عجم کی فتوحات ہوئیں ڈر ہوا کہ لغات سب سے اہل عجم کیلئے مشکلات و تحریفات کا سبب نہ بن جائے، پس عثمان غنیؓ نے ایک ہی لغت میں قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا بقیہ لغات میں پڑھنے لکھنے کی عوام الناس کو ممانعت فرما دی۔ صحابہ کرامؓ نے اسے پختہ ثواب دیکھا اور اس پر متفق ہو گئے، پس باجماع صحابہؓ سَبْعَةُ اَحْزَفٍ میں سے حرف واحد پر اقتصار کرنا واجب سمجھا گیا۔

یہی مثال تقلید شخصی کے وجوب کی ہے۔ حافظ ابن تیمیہؒ کو غیر مقلدین بھی امام مانتے ہیں انہوں نے اپنے فتاویٰ میں تقلید شخصی پر اجماع امت کا دعویٰ کیا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہؒ جلد 2، صفحہ 240)

جب کوئی شخص تحری سے سمت قبلہ معلوم و منتخب کر لے تو اس پر واجب ہے کہ پوری نماز میں صرف اسی طرف رخ کرے۔ ائمہ اربع میں سے کسی ایک کی پیروی ابتداء اس پر واجب نہ تھی لیکن جب اس نے کسی کی تقلید اختیار کر لی تو اس پر واجب ہے کہ کسی سہولت نفس کیلئے وہ اس تقلید سے نہ نکلے۔ یہ کیا دین ہوا جدھر نرمی دیکھی ادھر لپک پڑا۔ یہ شریعت کی پیروی نہیں نفس کی پیروی ہوئی۔

سوال ۷۔ دور صحابہؓ میں تقلید شخصی کی مثال بخاری شریف سے ثابت کریں؟

جواب۔ صحیح بخاری میں حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے۔

اِنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ سَالُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ اِمْرَاةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَتْ لَهُمْ تَنْفِرُوْا قَالُوْا لَا نَاْخُذُ بِقَوْلِكَ وَ نَدْعُ قَوْلَ زَيْدٍ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ نے حضرت ابن عباسؓ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو طواف فرض کے بعد حائضہ ہو گئی (بخاری کتاب الحج) (یعنی طواف وداع کا انتظار کرے یا چلی جائے) حضرت ابن

عباسؓ نے فرمایا وہ جا سکتی ہے۔ اہل مدینہ نے کہا ہم آپ کے قول پر زید بن ثابتؓ کے قول کے خلاف عمل نہ کریں گے۔



سندابی داؤد میں بروایت قتادہ یہ الفاظ ہیں۔

فَقَالَتْ اَلَا نَصَارَ لَا نُنَا بِعُكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَ اَنْتَ تُخَالِفُ زَيْدًا فَقَالَ سَلُوا صَاحِبَكُمْ اُمَّ سَلِيمٍ
 ﴿انصار نے کہا کہ ہم زید بن ثابتؓ کے خلاف آپ کا اتباع نہ کریں گے ابن عباسؓ نے کہا کہ آپ لوگ ام
 سلیم سے دریافت کریں﴾ (فتح الباری- 463/32)

اس واقعہ سے قرن اول اور حضرات صحابہؓ سے تقلید شخص کا ثبوت بروایت بخاری ثابت ہوا۔

سوال ۸۔ تقلید ائمہ اربع ہی کیوں کی جاتے ہے کیا دوسرا کوئی اس درجہ کا امام نہیں ہوا جسکی تقلید کی جائے؟

جواب۔ ائمہ اربع پر سلسلہ تقلید ختم ہونا کوئی امر عقلی یا شرعی نہیں محض قدرتی ہے۔ معیشت خداوندی سے چار کے سوا جتنے
 مذاہب تھے وہ مٹ کر گئے اَنْ لَمْ يَكُنْ ہو گئے۔ پس چار و ناچار سلسلہ تقلید انہیں چار میں منحصر ہو گیا۔ مثلاً ایک
 شخص کے اولاد کثیر ہو لیکن وہ مرتے رہے حتیٰ کہ جب باپ کا انتقال ہو تو چار بیٹوں کے سوا اور کوئی باقی نہ
 رہے۔ اب ظاہر ہے کہ تقسیم میراث انہیں چاروں میں ہوگی، اگر کوئی اعتراض کرے کہ میراث چار میں کیوں
 منحصر ہو گئی تو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ بھائی مشیت ایزدی یہی تھی۔





اسلام میں قانون سازی

اسلام صرف چند عقائد اور شعائر دین ہی کا نام نہیں بلکہ ایک اجتماعی تمدن ہے۔ خلفائے راشدین کے دور میں اسلام ایک کامل بین الاقوامی قانون کی حیثیت سے سامنے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکام دیئے اوامر کے قبیل میں سے ہوں یا نواہی میں سے ہوں، یا نبی ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا، یا کیا، یا اپنے سکوت سے اسے منظوری بخشی ان سب کی اساس چھ (6) اصولوں پر مبنی ہے۔ مجتہدین حضرات کتاب و سنت کے وسیع دائرہ احکام میں انہی چھ اصولوں کی روشنی میں چلے اور غیر منصوص مسائل کی ہزاروں جزئیات مرتب کر دیں۔ یہ دین کی جامعیت اور آفاقی کفایت کی ایسی شاہراہ ہے جس پر قیامت تک اہل علم کے قافلے چلتے رہیں گے۔ اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ بنی نوع انسان کی کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا حل اسلام میں موجود نہ ہو۔ یہ شریعت آفاقی ہے جملہ بنی نوع انسان کو ہمیشہ کیلئے کافی، شرف انسانی کے ہر تقاضے میں وافی اور آخرت میں نجات کا چشمہ صافی ہے۔

اسلام میں قانون سازی کے چھ اصول درج ذیل ہیں۔

۱۔ اطاعت ربانی: ارشاد باری تعالیٰ ہے، **إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ** ﴿حکم ہے فقط اللہ کا﴾ (یوسف: 67)

مثال: عورت کو ایام حیض میں نماز معاف مگر روزوں کی قضاء ضروری ہے، جبکہ عقل کہتی ہے نماز افضل ہے قضاء اس کی ہونی چاہیے تھی۔ پس ہم نے عقل کی پوجا نہیں کرنی پروردگار کی کرنی ہے۔ حکم چلے گا اللہ کا۔

۲۔ شرافت انسانی: ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ ﴿تم خواہشات کی پیروی نہ کرو﴾ (النساء: 135)

مثال: نکاح شرافت انسانی کے مطابق ہے پس عبادت ہے۔ زنا خواہشات نفسانی کی وجہ سے ہوتا ہے پس گناہ ہے۔ حالانکہ مرد و عورت عمل ایک جیسا کرتے ہیں نکاح ہو یا زنا (مہتری)

۳۔ فطرت انسانی (تدریج): انسان کوئی مادی مشین نہیں کہ بٹن دبانے سے ON اور دوسرا بٹن دبانے سے

OFF ہو جائے۔ یہ گوشت پوست کا بنا ہوا دل اور دماغ اور احساسات و جذبات رکھنے والا ہے۔ یہ جن عادات کو عرصہ دراز تک اپنائے رکھے وہ اسکی فطرت ثانیہ بن جاتی ہیں۔ پس انسانوں کو راہ سنت پر لانے کیلئے شریعت نے تدریج کو پسند کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ﴿فطرت ایسی جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے﴾ (الروم: 30)

مثال ۱۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو ایک ہی مرتبہ پورا قرآن نازل فرما دیتے، مگر اسکا دنیا میں نزول 23



کا نزول مکمل ہوا اُدھر ان کا قرآن پر عمل پورا ہوا۔

مثال ۲ :- شراب تین مرحلوں میں حرام قرار دے دی گئی۔

پہلا مرحلہ :- فرمایا اِنَّهُمْ هُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا ﴿اس کے نقصان زیادہ نفع کم﴾ (البقرہ (2): 219)

دوسرا مرحلہ :- فرمایا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَ اَنْتُمْ سُكَارٰی ﴿نماز کے قریب نہ جاؤ جب نشہ میں ہو﴾ (النساء (6): 43)

تیسرا مرحلہ :- فرمایا رَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ ﴿ناپاک اور شیطانی کام ہے اسے چھوڑ دو﴾ (المائدہ (5): 90)

۳۔ معاشرتی سہولت (عدم الحرج): ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ (الحج (22): 78) ﴿اور نہیں بنایا تمہارے اوپر دین میں کوئی حرج﴾

اصولی مثال :- اگر کسی کے گھر میں جائیں تو قرآنی فیصلہ ہے کہ داخل ہونے سے پہلے اجازت طلب کریں۔ اس

حکم سے باندی، غلام، چھوٹے بچے مستثنیٰ ہیں جو ہر وقت آتے جاتے رہتے ہیں کام کاج کی غرض

سے، اگر ان پر بھی یہی پابندی لگا دی جاتی کہ ہر دفعہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لو تو

لوگ مشکل میں پڑ جاتے، چنانچہ قرآن پاک میں باندی، غلام، چھوٹے بچے کو یہ خصوصی رعایت

دینے کی وجہ یوں بیان کی۔ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ (النور (24): 58) ﴿ان میں سے

بعض تو دوسروں کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں﴾ گویا معاشرتی سہولت کی وجہ سے یہ رعایت دی گئی۔

اجتہادی مثال :- کعب ابن مالکؓ کی بیٹی کبشہ کہتی ہیں کہ ابو قتادہؓ ہمارے گھر آئے۔ میں نے ان کیلئے وضو کا پانی

تیار کیا۔ بلی آئی اور اس نے پانی میں منہ ڈال دیا، کبشہ حیران ہو کر دیکھنے لگی تو ابو قتادہؓ نے فرمایا

اَتَعْجَبِينَ يَا اِبْنَةَ اَخِي (میری بھتیجی کیا تو حیران ہو رہی ہے) میں نے جواب دیا ہاں! حضرت ابو

قتادہؓ نے فرمایا، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّمَا هِيَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ

اَوَّلَطَوَّافَاتٍ ﴿نبی ﷺ نے فرمایا، بلی نجس نہیں ہے۔ یہ تو ہر وقت آنے جانے والوں اور گھومنے

والیوں میں سے ہے﴾ (سنن نسائی۔ جلد 1، صفحہ 63)

۵۔ علت حکم کو سامنے رکھنا: فَعَلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ ﴿دانا کا کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا﴾

مثال :- ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوْهُمْ ﴿مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو﴾ (التوبہ (9): 5)

اس آیت میں مشرکوں کو قتل کرنے کا حکم عام ہے مگر علت حکم یہ ہے کہ مشرکین کو اس لیے قتل کرنے

کا حکم ہے کہ وہ مسلمانوں کو ضرر پہنچاتے ہیں۔ چونکہ بوڑھے، بچے اور عورتیں مسلمانوں کو نقصان نہیں

پہنچا سکتے لہذا نبی ﷺ نے ان کو اس آیت سے مستثنیٰ کر دیا۔ فرمایا:



لَا تَقْتُلُوا شَيْخًا فَانِيًّا وَلَا طِفْلًا صَغِيرًا وَلَا امْرَأَةً (البوداد)

﴿کسی شیخ فانی کو، چھوٹے بچے کو اور عورت کو قتل نہ کرنا﴾

اصولی مثال:- قرآن مجید میں ہے کہ دو بہنوں کو ایک ہی وقت نکاح میں جمع نہ کرو وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

﴿اور یہ کہ تم دو بہنوں کو جمع نہ کرو﴾ (النساء: 23)

اجتہادی مثال:- دو بہنوں کو نکاح میں اکٹھے کرنے سے قریبی رشتے ٹوٹے لہذا ایک وقت میں نکاح کرنے سے منع فرمادیا

گیا۔ نبی ﷺ نے اسی اصول کی بناء پر فرمایا لَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا

﴿کسی لڑکی اور پھوپھی یا لڑکی اور خالہ کو ایک نکاح میں جمع نہ کیا جائے﴾ (بخاری۔ جلد 2، صفحہ 766)

۲۔ شریعت میں تقلیل تکلیف: جہاں تک ہو سکے لوگوں کو آسانی دی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ: 185)

﴿اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے اور تنگی کا نہیں رکھتا﴾

اصولی مثال:- حدیث پاک میں ہے، يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا ﴿آسانی کرو تنگی نہ کرو﴾ (صحیح البخاری: کتاب العلم)

اجتہادی مثال:- حدیث پاک میں ہے، ﴿اگر مجھے اُمت کی مشکل کا لحاظ نہ ہوتا تو ہر نماز میں مسواک کرنا فرض

قرار دیتا﴾ ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا ”کیا ہر سال حج کرنا ضروری ہے“ آپ نے

ارشاد فرمایا ”اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر ہر سال حج کرنا لازم آجاتا۔“

ذُرُونِي مَا تَرَكْتُمْ فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ (سنن نسائی۔ جلد 2)

﴿جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں تم مجھے کچھ نہ کہو تم سے پہلی تو میں سوالوں کی کثرت سے ہلاک ہوئیں﴾

پس اسلام میں قانون سازی اطاعت ربانی، شرافت انسانی، فطرت انسانی، معاشرتی سہولت، تقلیل تکلیف اور علت حکم کو

سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ پس دین متین قیامت تک کے تقاضے پورے کرنے کی قابلیت رکھتا ہے۔



معارف و مسائل

- ۱- انسان فطری طور پر تمدن کا محتاج ہے۔
- ۲- دنیا کا سارا فساد خود غرض عقل کی پیداوار ہے۔
- ۳- دفع فساد کی واحد راہ آسمانی ہدایت کو قبول کرنا ہے۔
- ۴- مکہ کا اسلام ذاتی عقائد، عبادات، اور اخلاق۔ جبکہ مدینہ کا اسلام ثقافت اپنی سیاست اپنی۔
- ۵- علم فقہ نبی ﷺ کی نبوت کا ہی ایک پھیلاؤ ہے۔
- ۶- مجتہد مظہر ہوتا ہے مسائل کا موجد نہیں ہوتا۔
- ۷- علم وہی ہے جس کے پیچھے کوئی گہرائی ہو۔
- ۸- الفاظ نبوت کی تبلیغ محدثین نے کی، جبکہ معانی نبوت کی تبلیغ فقہانے کی۔
- ۹- بڑے حج قوانین میں غور کرتے ہیں حوالوں کا کام معاونین کرتے ہیں۔ یہی تعلق فقہاء اور محدثین کے درمیان ہے۔
- ۱۰- محدثین و فقہاء دونوں میں سے انبیاء کے ساتھ زیادہ مشابہت فقہاء کو ملی۔
- ۱۱- زمین کی تین قسمیں، ذرخیز - پتھر ملی - بنجر
دین باران رحمت فقہا ذرخیز زمین، محدثین پتھر ملی زمین، غیر مقلدین بنجر زمین۔
- ۱۲- امام ابوحنیفہ تصنیف حدیث کو رائے و قیاس پر مقدم کرتے تھے۔
- ۱۳- حدیث اگر سونا ہے تو فقہ اسکو کھرا رکھنے کی ضمانت ہے۔
- ۱۴- تفسیر، حدیث، فقہ، متینوں کی اپنی اپنی جہات ہیں۔
- ۱۵- اجتہاد میں کوئی صورت قطعی نہیں ہوتی۔
- ۱۶- اجتہاد قرآن و حدیث کی برابری نہیں کر سکتا۔
- ۱۷- تقلید کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مفتی اور مستفتی میں سے بوجھ کسی پر نہیں ہوتا۔
- ۱۸- مجلس تدوین فقہ حنفی نے 20 سال میں 6 لاکھ مسائل کے جواب لکھے۔
- ۱۹- تقلید اہل کمال کی پیروی کا نام ہے۔
- ۲۰- ائمہ کرام بھی پہلوں کی تقلید سے آگے چلیں ہیں۔
- ۲۱- ائمہ اربعہ کا اختلاف صحابہ کے اختلاف جیسا ہے۔
- ۲۲- جو اجتہاد کا قائل ہو وہ تقلید کا منکر نہیں ہو سکتا۔
- ۲۳- فرنگیوں کے انڈیا آنے پر مسئلہ تقلید اختلافی بنا۔



- ۲۴- ہر ایک کے لیے دلیل جاننے کو ضروری ٹھہرانا معتزلہ کا مذہب ہے۔
- ۲۵- اُمت کا آغاز ہی اعتماد سے ہوا ہے۔
- ۲۶- صحابہ کرامؓ میں عالمِ عالم کی پیروی کرتے تھے۔
- ۲۷- ہر مسئلے میں دلیل طلب کرنا مجتہدین کا کام ہے۔
- ۲۸- مقلد اسی صحابی کے قول پر عمل کرے جس پر عمل کا فتویٰ اس کے امام نے دیا ہے۔
- ۲۹- مجتہد کا اجتہاد صحیح تو دو گنا ثواب، اگر صحیح نہیں تو بھی ایک ثواب ملے گا۔
- ۳۰- دین میں ہمیشہ اوپر والوں کو دیکھنا چاہیے۔
- ۳۱- فقہ میں بدعت کا کوئی پہلو نہیں۔
- ۳۲- آجکل مجتہد مطلق ہونے کا دعویٰ کوئی کرے تو بات ہی نہ سنو۔
- ۳۳- چاروں مذاہب قرونِ ثلاثہ میں قائم ہوئے۔
- ۳۴- حدیث پر تب عمل کرنا چاہیے جب صحابہؓ نے اسے اپنایا ہو۔
- ۳۵- مجتہد کے سائے میں مقلد کی خطا معاف ہو جائے گی۔
- ۳۶- تقلید کا مقصد انتشار سے بچ جانا ہے۔
- ۳۷- محدثین نے ہمیشہ فقہاء کی برتری تسلیم کی۔
- ۳۸- انبیاء کی وراثت بطریق سنت آگے چلتی ہے، پس غیر مقلد ورثۃ الانبیاء کے زمرے میں داخل نہیں۔
- ۳۹- ائمہ اربعہ میں سے کوئی مامور من اللہ نہیں، سب سے حسن ظن رکھنا ضروری ہے۔
- ۴۰- اجتہادیات میں حق عند اللہ صرف ایک ہی ہے۔
- ۴۱- اقتداء کرنے والے عملاً سب اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔
- ۴۲- اجتہاد سے جو مسئلہ نکلے گا وہ شارع ﷺ کی طرف منسوب ہوگا۔
- ۴۳- عقائد کا اجتہاد ظنی نہیں ہوتا، قطعی ہوتا ہے۔
- ۴۴- عامی مجتہد کو شہرت عامہ اور اتباع علماء سے بچ جانے۔
- ۴۵- فرقہ بندی فقہی مسالک کی وجہ سے نہیں اعتقادی وجوہات سے ہے۔
- ۴۶- کسی محدث نے الرّد علی المسالک الاربعہ یا الرّد علی الائمہ الاربعہ کا باب نہیں باندھا۔
- ۴۷- مجتہد کا اجتہاد قطعیات کے خلاف نہیں ہوتا۔
- ۴۸- مجتہد کے اجتہاد میں اجماع کی مخالفت نہیں ہوا کرتی۔
- ۴۹- اصول و عقائد کے اجتہاد قطعی درجے کے ہیں۔



- ۵۱۔ ائمہ کرام کے فروعی اختلافات ظنی درجے کے ہیں۔
- ۵۲۔ صحابہ کرام اجتہادیات میں ایک دوسرے کو باطل پر نہ کہتے تھے۔
- ۵۳۔ فقہی مذاہب کو ایک کرنے کا دعویٰ مشیت ایزدی کے خلاف ہے۔
- ۵۴۔ وسعت عمل امت میں انتشار کا سبب نہیں بنی۔
- ۵۵۔ اجتہادی امور میں ہر فریق ماجور ہے ماخوذ نہیں۔
- ۵۶۔ فکری اختلافات لوازم بشریت میں سے ہے۔
- ۵۷۔ اجتہاد امت کی ضروریات میں سے ہے۔
- ۵۸۔ انسان سلف کی بلا دلیل پیروی سے ہی سلفی بن سکتا ہے۔
- ۵۹۔ آجکل کے غیر مقلد فقط نام کے سلفی ہیں کام کے نہیں۔
- ۶۰۔ گروہ غیر مقلدین کے ابتدائی ناموں میں سلفی کا نام کہیں نہیں ملتا۔
- ۶۱۔ سلف کے دور میں غیر مقلد کہیں نہیں ملتے۔
- ۶۲۔ نماز میں جہر کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا مسجد نبوی میں کبھی نہیں سنا گیا۔
- ۶۳۔ غیر مقلدین کا سلفی بننا حکومت سعودیہ کو دھوکا دینے کیلئے ہے۔
- ۶۴۔ مولانا بٹالوی نے 1888ء میں اہلحدیث کا لفظ انگریز کی عدالت سے منظور کروایا۔
- ۶۵۔ غیر مقلدین انکار ائمہ سے چلتے ہیں انکار صحابہ پر جا پہنچتے ہیں۔
- ۶۶۔ امتی اگر صرف عمل رسالت کا جھنڈا اٹھائے تو صحابہؓ سے بدگمانی پیدا ہوگی۔
- ۶۷۔ دو خوبیاں کسی منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں، حسن سیرت اور دین کی سمجھ۔
- ۶۸۔ اہل سنت والجماعت ہی ناجیہ فرقہ ہیں۔
- ۶۹۔ اہل سنت والجماعت ہی سواد اعظم ہیں۔
- ۷۰۔ راہ آباد رو کہ اس جمیعت است
معنی تقلید ضبط ملت است



فقہی اصول و کلیات

فقہ کے اسلامی ماخذ سے چونکہ فقہی اصول و کلیات کا قریبی تعلق ہے اس لیے ذیل میں چند وہ کلیات بیان کی جاتی ہیں جن سے فقہاء نے اسلام کے اصولوں کے پیش نظر احکام کی جمع و تدوین میں کافی مدد لی ہے۔

- ۱- مشقت سہولت لاتی ہے : الْمُشَقَّةُ تَجْلِبُ التَّيْسِيرَ مثلاً سفر، مرض، اکراہ، جنون، عموم بلوئی وغیرہ
- ۲- حرج اٹھایا گیا ہے : الْحَرْجُ مَرْفُوعٌ گزشتہ قوموں کیلئے جو سخت احکام مقرر تھے وہ امت محمدیہ ﷺ کیلئے نہیں۔
- ۳- نقصان دور کیا گیا : الضَّرَرُ يُزَالُ قصاص، کفارہ، تلف کر دینے کی صورت میں ضمان۔ تقسیم میں فریقین کی رعایت۔
- ۴- ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتے ہیں : الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ جان بچانے کیلئے مردار کھانا۔ حالت جبر میں کلمہ کفر کہنا۔ حملہ آور کو دفاع میں قتل کرنا۔
- ۵- ضرورت کی بنا پر اباحت ضرورت کے بقدر ہوگی : مَا أُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ يَتَقَدَّرُ بِقَدْرِهَا طبیب و دوائی کو بقدر ضرورت ستر دیکھنے کی اجازت۔
- ۶- عذر کی بنا پر جو جواز ہوگا بعد عذر کے ختم ہو جائیگا : مَا جَازَ بِعَذْرِ بَطْلٍ بِزَوَالِهِ آب آمد تیمم برخواست
- ۷- نقصان کو نقصان سے نہ دور کیا جائے : الضَّرَرُ لَا يُزَالُ بِالضَّرَرِ ایک مفطر کو جان بچانے کیلئے دوسرے مفطر کا کھانا لینا جائز نہیں۔ ماتحت کو نکاح پر مجبور نہ کریں۔
- ۸- عام نقصان کی خاطر خاص نقصان برداشت کیا جائے : يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ لِأَجْلِ دَفْعِ الضَّرَرِ الْعَامِ قومی مفاد کو شخصی مفاد پر ترجیح حاصل ہے۔ صلح حدیبیہ کی مثال، اگر دشمن مسلمان قیدیوں کو ڈھال بنائے تو بھی دشمن پر حملہ جائز ہے۔ راستے پر جھکے درخت کا کٹنا ضروری اگرچہ مالک کا نقصان ہو۔ حکومت کے لیے نرخ مقرر کرنا جائز۔ درزیوں کے پاس بھٹی بنانا ممنوع۔
- ۹- بڑے نقصان کو چھوٹے نقصان کے ذریعے دور کیا جائے : اعْظَمُ ضَرَرًا يُزَالُ بِالْأَخْفِ مُرْدَهُ مَاں کے پیٹ سے زندہ بچہ نکالنے کے لیے آپریشن کرنا جائز ہے۔ بکری نے چاندی کی پتیلی میں سر ڈال لیا تو أَكْثَرُ وَلَا أَقَلُّ کی قیمت کا ضامن ہوگا۔
- ۱۰- جب دو خرابیوں کا ٹکراؤ ہو تو ہلکی خرابی کو قبول کر لیا جائے : إِذَا تَعَارَضَ مَفْسِدَتَانِ رُعِيَ اعْظَمُهَا ضَرَرًا باری تکابِ اخفہا عملی زندگی میں اس قاعدہ کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔



۱۱- جب دو برائیوں میں پھنس جاؤ تو چھوٹی کو چن لو: مَنْ ابْتَلِيَ بَبَلَيْنِ وَهُمَا مُتَسَاوِيَانِ يَأْخُذْ بِأَيَّتَهُمَا شَاءَ وَإِنْ اِخْتَلَفَا يُخْتَارُ أَهْوَاهُ دو کپڑے ہیں جن میں درہم سے زائد نجاست لگی ہوئی ہے تو جس میں نسبتاً کم ہو اس سے نماز پڑھ لی جائے۔ اگر بوڑھے شخص کا سجدہ میں جانے سے وضو ٹوٹا ہو تو وہ بیٹھ کر اشارے سے رکوع سجدہ کر کے نماز ادا کرے۔

۱۲- مفاسد دور کرنا مصالح حاصل کرنے سے زیادہ مقدم ہے: دَرَأُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَىٰ مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ

شریعت میں مامورات پر عمل سے زیادہ منہیات سے بچنے پر زور دیا گیا ہے۔

۱۳- اگر مانع اور مقتضی دونوں ہوں تو مانع کو ترجیح ہوگی: إِذَا تَعَارَضَ الْمَانِعُ وَالْمُقْتَضَىٰ يُقَدَّمُ الْمَانِعُ

ایک شخص جنابت کی حالت میں شہید کیا گیا تو غسل دیا جائے گا حالانکہ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا۔

۱۴- جو شے حد سے تجاوز کر جائے تو ضد کی طرف لوٹتی ہے: كُلُّ مَا تَجَاوَزَ عَنْ حَدِّهِ انْعَكَسَ إِلَىٰ ضِدِّهِ جب

لوگ مستحسن کام کو عملاً فرض و واجب سمجھ کر کرنے لگیں تو اس کا ترک کرنا افضل ہو جاتا ہے، تو ازن اعتدال کیلئے

۱۵- قوت نافذہ کے تصرفات، مصلحت پر مبنی ہونے چاہئیں: تَصَرُّفُ الْإِمَامِ عَلَى الرَّعِيَّةِ مَنْوُطٌ بِالْمَصْلَحَةِ

حاکم کے تمام فیصلے مصلحت عامہ کے پیش نظر ہونے چاہیں۔ حاکم ”امین“ ہونا چاہیے۔

۱۶- ولایت خاصہ ولایت عامہ سے زیادہ قوی ہے: الْوَلَايَةُ الْخَاصَّةُ أَقْوَىٰ مِنَ الْوَلَايَةِ الْعَامَّةِ وصی کے ہوتے

ہوے قاضی یتیم کے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگرچہ یہ لوگ اسی کے مقرر کئے ہوئے ہوں۔

۱۸- یقین شک سے زائل نہیں ہوتا: الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ جب تک رتخ خارج ہونے کا یقین نہ ہو وضو قائم

رہے گا۔ محض شک کی وجہ سے نماز توڑنے کی اجازت نہیں ہے۔

۱۹- جو حالت پہلے تھی اسی کو باقی رہنے دینا اصل ہے: الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَىٰ مَا كَانَ راستے کی مٹی کچھڑ کی

طہارت کا حکم ہو گا جب تک کہ اس کے خلاف دلیل کا غلبہ نہ ہو۔

۲۰- کسی کام کے کرنے نہ کرنے میں شک ہو تو نہ کرنا اصل ہوگا: مَنْ شَكَّ فَعَلَ شَيْئًا أَمْ لَا فَلَا صِلَ أَنْهُ لَمْ يَفْعَلْ

جس شخص کو نماز پڑھنے نہ پڑھنے میں شک ہو تو دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔

۲۱- بعض معاملات میں عدم اصل ہے: الْأَصْلُ عَدَمٌ بیوی نے شوہر پر نان نفقہ کا دعویٰ کیا۔ جب تک شوہر قوی

ثبوت پیش نہ کرے عورت کی بات مانی جائے گی کہ عدم اصل ہے۔

۲۲- بعض معاملات میں وجود اصل ہے: الْأَصْلُ الْوُجُودُ کسی جانور کو جو ان سمجھ کر خریدا، پھر بیچنے والے اور خریدنے

والے میں اختلاف ہوا تو بیچنے والے کا قول معتبر ہوگا۔

۲۳- جو بات یقین سے ثابت ہو اسے یقین ہی ختم کر سکتا ہے: مَا ثَبَّتَ بِيَقِينٍ لَا يَرْتَفِعُ إِلَّا بِالْيَقِينِ اگر نماز کے بعد

امام و مقتدیوں میں رکعت پر اختلاف ہوا امام کو اپنی بات پر یقین ہے تو نماز لوٹانا ضروری نہیں۔ ۸۹



۲۱۔ اشیاء میں اصل اباحت ہے: الْأَصْلُ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ جن چیزوں سے عقل نہ روکے وہ سب مباح ہیں

البتہ جن کی حرمت پر دلیل قائم ہو وہ حرام ہیں۔

۲۵۔ عورت کے معاملے میں اصل حرمت ہے: أَصْلُ فِي الْإِبْصَاعِ التَّحْرِيمُ ایک آدمی کی چار بیویاں، ایک کو طلاق

دی پھر یاد نہ رہا کس کو دی ہے تو سب پر طلاق لاگو ہوگئی۔

۲۶۔ حدیں شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں: الْحُدُودُ تَنْدَرِيءُ بِالشُّبُهَاتِ اس کی اصل وہ حدیث ہے کہ جہاں

تک ہو سکے مسلمانوں کو مقرر سزاؤں سے بچاؤ۔

۲۷۔ قصاص بھی شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے: الْقِصَاصُ كَالْحُدُودِ فِي الدَّفْعِ بِالشُّبُهَةِ فَلَا يَثْبُتُ إِلَّا بِمَا تَثْبُتُ بِهِ

الْحُدُودُ کسی نے کسی سے کہا کہ تو مجھے قتل کر دے، اس نے کر دیا تو قاتل پر قصاص نہیں گو مجرم ہے۔

۲۸۔ تعزیر شبہ سے ساقط نہیں ہوتی: التَّعْزِيرُ يَثْبُتُ مَعَ الشُّبُهَةِ اخلاق و کردار درست کرنے کو مقدم کیا۔

۲۹۔ جب دو ہم جنس معاملوں کا مقصود ایک ہو تو ایک دوسرے میں داخل ہوگا: إِذَا اجْتَمَعَ أَمْرَانِ مِنْ جِنْسٍ وَاحِدٍ

وَلَمْ يَخْتَلِفْ مَقْصُودُهُمَا دَخَلَ أَحَدُهُمَا فِي الْآخَرِ غَالِبًا

غسل کو واجب کرنے والی دو چیزیں پائی جائیں تو ایک غسل کافی ہوگا۔ دخول مسجد کے بعد جو نماز پڑھے تحیۃ المسجد ادا ہوگی۔

۳۰۔ فائدہ ضمان کے بدلہ ہے: الْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ منافع کا مستحق وہی ہوگا جو ضامن و مالک ہوگا۔

۳۱۔ جس چیز کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام: مَا حَرَّمَ أَخْذُهُ حَرَّمَ إِعْطَاؤُهُ مثلاً سود اور رشوت۔

۳۲۔ جس فعل کا کرنا حرام اس کا دوسرے سے مطالبہ بھی حرام: مَا حَرَّمَ فِعْلُهُ حَرَّمَ طَلْبُهُ ماں باپ اولاد سے یہ مطالبہ

نہیں کر سکتے کہ اپنی ریش کٹوا دو اور ہماری بات مان لو۔

۳۳۔ جس نے کسی معاملے میں وقت سے پہلے جلد بازی کی اس کو محرومی کی سزا دی جائے گی: مَنْ اسْتَعْجَلَ الشَّيْءَ قَبْلَ

أَوَانِهِ عُوِقِبَ بِحَرَمَانِهِ

اس اصول کی بنا پر قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

۳۴۔ جس نے وقت کے بعد مؤخر کیا تو حکم میں غور کرنا چاہیے: مَنْ أَخَّرَ الشَّيْءَ بَعْدَ أَوَانِهِ فَلْيَتَأَمَّلْ فِي الْحُكْمِ

کسی نے مرض الموت میں وراثت سے محروم کرنے کی غرض سے بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو وہ ترکہ سے

محروم نہ ہوگی۔

۳۵۔ اس گمان کا اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو: لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّ الْبَيِّنِ خَطَاؤُهُ پانی کو ناپاک سمجھ کر اس سے

وضو کر لیا، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ پاک تھا تو وضو جاہز ہوگا۔

۳۶۔ جس چیز کے ٹکڑے نہ ہو سکیں اسکے بعض حصے کا ذکر کل کے ذکر کے مثل ہے: ذَكَرُ بَعْضٍ مَا يَتَجَزَّى كَذِكْرِ كُلِّهِ

اگر عورت کو نصف طلاق دی یا نصف عورت کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ نہ طلاق کے حصے ہوتے



۳۷۔ کرنے والا اور سب بننے والا دونوں جمع ہوں تو کام کی نسبت کرنے والے کی طرف ہوگی:

إِذَا اجْتَمَعَ الْمُبَاشِرُ وَالْمُتَسَبِّبُ أُضِيفَ الْحُكْمُ إِلَى الْمُبَاشِرِ ایک شخص نے کناں کھودا دوسرے نے کسی کو گرایا تو گرانے والا مجرم ہے۔

۳۸۔ عادت فیصلہ کرنے والی ہے: الْعَادَةُ مُحْكِمَةٌ اگر مختلف پیشہ والوں کی اصطلاحیں مختلف تو فیصلہ اسی کے مطابق۔

۳۹۔ ایک اجتہاد دوسرے اجتہاد سے نہیں ٹوٹتا: الْأَجْتِهَادُ لَا يَنْقُضُ بِالْأَجْتِهَادِ چار رکعتیں چار سمت پڑھیں نماز ہوگئی۔

۴۰۔ کلام کو کارآمد بنانا مہمل قرار دینے سے بہتر ہے: أَعْمَالُ الْكَلَامِ أَوْ لَيْ مِنْ إِهْمَالِهِ یہ اس صورت میں ہے کہ جب کہ وہ کلام مؤثر اور کارآمد بن سکتا ہو ورنہ مہمل و لغو قرار دیا جائے گا۔

۴۱۔ تابع کا حکم تابع ہی کا رہے گا: التَّابِعُ تَابِعٌ پیٹ کا بچہ جانور کی بیج میں داخل ہوگا۔

۴۲۔ متبوع کے ساقط ہونے سے تابع ساقط ہو جائے گا: التَّابِعُ يَسْقُطُ بِسُقُوطِ الْمَتَّبِعِ جنون کی بناء پر فرض ساقط تو سنتیں بھی ساقط۔

۴۳۔ اصل ساقط ہو جانے سے فرع ساقط ہو جاتی ہے: يَسْقُطُ الْفَرْعُ إِذَا سَقَطَ الْأَصْلُ زمین کی بیج میں راستے کا حق بھی گیا۔

۴۴۔ جب اصيل بری الذمہ تو کفیل بھی بری الذمہ: إِذَا بَرَأَ الْأَصِيلُ بَرَأَ الْكَفِيلُ مطلب بہت واضح ہے۔

۴۵۔ آزاد کسی کے قبضہ میں داخل نہیں ہوتا: الْحُرُّ لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْيَدِ شرعی نقطہ نظر سے آزاد پر کسی کا قبضہ تسلیم نہیں۔

۴۶۔ خاموش کی طرف کسی بات کی نسبت نہیں ہوگی: لَا يُنسَبُ إِلَى السَّامِتِ قَوْلٌ اگر کوئی غیر شخص کو مال میں تصرف کرتا ہوا دیکھ کر خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت نہ ہوگی۔

۴۷۔ فرض نفل سے افضل ہے: الْفَرَضُ أَفْضَلُ مِنَ النَّفْلِ مطلب بہت واضح ہے۔

۴۸۔ جنگ میں چال کی اجازت ہے: الْحَرْبُ خُذْعَةٌ جنگ میں دشمن سے مقابلہ کے وقت چال چلنے کی اجازت ہے۔

۴۹۔ اجتہاد نص صریح کے مقابل نہیں ہوتا: الْأَجْتِهَادُ لَا يُعَارِضُ النَّصَّ الصَّرِيحَ جو اجتہاد نص سے ٹکرائے وہ قبول نہ ہوگا

۵۰۔ ملکیت کی حرمت کا اعتبار مالک کی حرمت کے اعتبار سے ہے: حُرْمَةُ الْمِلْكِ بِاعْتِبَارِ حُرْمَةِ الْمَالِكِ

اگر کوئی شخص جانور کو آزاد چرنے کی غرض سے چھوڑ دے اور دوسرا پکڑے تو یہ اس کا مالک نہ بن سکے

گا۔ جب مالک موجود ہے تو ملکیت کا احترام ضروری ہے۔



درسِ حدیث

سوال ۱۔ حدیث سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ نبی ﷺ کی تعلیمات (قولی، فعلی اور تقریری) معرض بیان میں ہوں تو حدیث کہلاتی ہیں۔

سوال ۲۔ کیا لفظ حدیث کی کوئی قرآنی اصل ہے؟

جواب۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سو آپ اپنے رب کی نعمت کو آگے بیان کریں) نبی علیہ السلام کے ارشاد وغیرہ کو جو حدیث کہا جاتا ہے وہ اسی لفظِ محدث سے لیا گیا ہے۔ حدیث کی یہی قرآنی اصل ہے۔ (ذکرہ العلماء العثماني في التلخيص)

سوال ۳۔ کیا حدیث کا لفظ قبل از اسلام بھی انبیائے سابقین کیلئے استعمال ہوتا تھا؟

جواب۔ جی ہاں! ارشاد باری تعالیٰ ہے، ”هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ اِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ“ دوسری جگہ فرمایا، ”هل اناك حديث موسى“۔

سوال ۴۔ کیا لفظ حدیث نبی علیہ السلام کی اپنی زبانِ مبارک سے بھی استعمال ہوا؟

جواب۔ جی ہاں! نبی علیہ السلام نے حضرت ابوہریرہؓ سے فرمایا ”لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَنْ لَا يَسَاءَ لَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ“ ﴿بخاری شریف جلد ۱﴾

سوال ۵۔ کیا صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کے سامنے حدیث کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک صحابیؓ نے حاضر ہو کر نبی ﷺ سے عرض کیا ”ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تَعْلَمُنَا بِمَا عَلَّمَكَ اللَّهُ“ ﴿بخاری شریف جلد ۹، صفحہ ۱۷۶﴾

سوال ۶۔ کیا نبی ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی صحابہؓ نے حدیث کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں ”اَنَا كُنَّا نَحْفِظُ الْحَدِيثَ وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ“ ﴿سنن ابن ماجہ جلد ۱، صفحہ ۴﴾

سوال ۷۔ کیا حدیث کیلئے کوئی متبادل الفاظ بھی استعمال کیے جاتے تھے؟

جواب۔ حدیث کیلئے اثر کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا۔

سوال ۸۔ کیا لفظ اثر کی کوئی قرآنی اصل ہے؟

جواب۔ جی ہاں! ارشاد باری تعالیٰ ہے اِتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَذَا اَوْ اَثَرَةٍ مِنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

سوال ۹۔ سنت سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ حدیث جب معرضِ عمل میں ہو تو سنت کہلاتی ہے۔



سوال ۱۰۔ حدیث اور سنت میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ 1۔ حدیث میں بیان کی نسبت غالب ہوتی ہے اور سنت میں عمل کی نسبت غالب ہوتی ہے۔

2۔ حدیث کبھی ناخ ہوتی ہے کبھی منسوخ مگر سنت قائمہ کبھی منسوخ نہیں ہوتی۔

3۔ حدیث اپنے راویوں کی کمزوری کی وجہ سے کبھی ضعیف ہو سکتی ہے مگر سنت میں عمل غالب لہذا ضعف کا امکان نہیں ہوتا۔

سوال ۱۱۔ کیا نبی ﷺ نے اپنے لیے سنت کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! حدیث پاک میں ہے ”فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي“

سوال ۱۲۔ کیا نبی ﷺ نے حدیث پر عمل کرنے کی ترغیب دی تھی؟

جواب۔ سنت پر عمل کی ترغیب دی فرمایا تَرَكَتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَصِلُوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَ سُنَّتُ نَبِيِّهِ
(موطامام مالک صفحہ 363)

سوال ۱۳۔ کیا نبی ﷺ نے سنت کا لفظ کسی اور کیلئے بھی استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! صحابہ کرامؓ کے عمل کیلئے بھی یہی لفظ استعمال فرمایا ”فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَعَلِيهِ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ“ (جامع ترمذی۔ جلد 2، صفحہ 92)

سوال ۱۴۔ کیا نبی ﷺ نے خلفائے راشدین کے علاوہ دوسرے صحابہ کیلئے بھی سنت کا لفظ استعمال کیا؟

جواب۔ جی ہاں! فرمایا ”إِنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ سَنَّ لَكُمْ سُنَّةً فَاسْتَتُوا بِهَا“ (مصنف عبدالرزاق۔ جلد 2، صفحہ 229)

سوال ۱۵۔ اہل حدیث اور اہل سنت والجماعت کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ جو حدیث پڑھ کر عمل کرے وہ اہل حدیث کہلاتا ہے وہ صحابہؓ کے عمل کو حجت نہیں سمجھتا، اور جو نبی ﷺ کی سنت پر عمل کریں اور صحابہؓ کے اعمال کو حجت سمجھتے ہوئے اسکی پیروی و تقلید کریں انہیں اہل سنت والجماعت کہا جاتا ہے۔

سوال ۱۶۔ کیا نبی ﷺ کے علاوہ کسی کی اتباع و اقتداء کرنا حرام ہے؟

جواب۔ نہیں! ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ“

(پیروی کرو اسکی جو میری طرف رجوع کرنے والا ہو)

سوال ۱۷۔ کیا نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی اقتداء کرنے کا حکم دیا؟

جواب۔ جی ہاں! نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو بتایا ”إِنَّ النَّاسَ تَبِعُوا لَكُمْ“ (جامع ترمذی۔ جلد 2، صفحہ 89)

(بیشک لوگ تمہارے پیچھے چلیں گے)

سوال ۱۸۔ کیا صحابہ کرامؓ کی پیروی کرنے والے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں؟

جواب۔ جی ہاں! ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ“



سوال ۱۹۔ کیا صحابہ کرامؓ پوری طرح خبردار تھے کہ ان کی پیروی کی جائے گی؟

جواب۔ جی ہاں! حضرت عمرؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں فرمایا ”إِنَّكُمْ أَتُهَا الرَّهْطُ أَيْمَةً يَقْتَدِي بِكُمْ النَّاسُ“
(اے لوگو تم امام ہو لوگ تمہاری اقتداء کریں گے) (موطا امام مالک - صفحہ 132)

سوال ۲۰۔ کیا صحابہ کرامؓ کے اعمال حضور ﷺ کی ترجمانی کرتے تھے؟

جواب۔ جی ہاں! عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے اصحاب سے فرمایا ”أَلَا أَصْلَى بِكُمْ صَلَوةَ رَسُولِ ﷺ (فصلی)“
(سنن نسائی - جلد 1، صفحہ 120)

سوال ۲۱۔ اگر کوئی صحابیؓ حدیث کی روایت کریں مگر ان کا اپنا فعل اس کی خلاف ہو تو کیا نتیجہ نکالنا چاہیے؟

جواب۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ روایت منسوخ ہے۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ یہ لکھتے ہیں
”إِنَّ عَمَلَ الرَّاَوِي بِخِلَافِ مَا رَوَاهُ دَالٌّ عَلَى نَسْخِ مَا رَوَاهُ“ (فتح الملہم، شرح مسلم - جلد 1، صفحہ 445)

سوال ۲۲۔ صحابیؓ کی روایت اور اس کے عمل میں اختلاف کے بارے میں سلف صالحین کیا رائے رکھتے ہیں؟

جواب۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں ”رَاوِي الْحَدِيثِ أَعْرَفَ بِالْمُرَادِ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ وَلَا
الاصحابی المجتہد“ (حدیث کا راوی اس حدیث کی مراد کو بہتر جانتا ہے خصوصاً جب کہ وہ صحابی اور مجتہد ہو)

سوال ۲۳۔ صحابہؓ اور عام راویوں میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ جب صحابیؓ کوئی روایت کرے تو دوسرے سے تحقیق کی ضرورت نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا
”إِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعَدَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْأَلْ عَنْهُ غَيْرَهُ“ (بخاری - جلد 1، صفحہ 62)
(جب سعدؓ تمہارے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کرے تو اس کے بارے میں کسی اور سے نہ پوچھو)
صحابیؓ کی مرسل روایت بھی قابل حجت ہوتی ہے۔

سوال ۲۴۔ کیا صحابہؓ عام بشری کمزوریوں سے بالاتر تھے ان میں اور دوسرے راویوں میں فرق کیوں؟

جواب۔ صحابہؓ کی بشریت سے انکار نہیں مگر ان کے دلوں کی پاکیزگی پر کتاب اللہ کی کھلی شہادت موجود ہے
”وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا“

سوال ۲۵۔ کیا صحابیؓ سب کے سب عادل ہیں کسی پر جرح نہیں؟

جواب۔ جی ہاں! قرآن پاک میں ہے ”أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ“۔ اس سے بڑی گواہی کیا ہو سکتی ہے
”وَكُرِهَ إِلَيْكُمْ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ“

سوال ۲۶۔ کیا صحابہؓ کے اعمال پر بدعت کا اطلاق ہو سکتا ہے؟

جواب۔ نہیں! بدعت کی حدیں صحابہؓ کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ حضرت حذیفہؓ بن الیمان فرماتے ہیں

”كُلُّ عِبَادَةٍ لَمْ يَتَّبِعْهَا أَصْحَابُ رَسُولِ ﷺ فَلَا تَعْبُدُوهَا“ (الاعتصام - جلد 1، صفحہ 54)



سوال ۲۷۔ کیا ہر مسئلے میں ایک ہی صحابی کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟

جواب۔ نقل روایت میں تو ایک صحابی کے بعد دوسرے سے تحقیق کی ضرورت نہیں چونکہ سب صحابہ عادل تھے، تاہم اخذ مسائل میں مجتہدین صحابہ کو عام صحابہ پر فوقیت حاصل ہے۔ وراثت کا ایک مسئلہ ابو موسیٰ اشعری سے پوچھا گیا پھر ابن مسعود سے پوچھا گیا دونوں میں فرق تھا تو ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا
”لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْجَبْرُ فِيكُمْ“ (صحیح بخاری۔ جلد 8 صفحہ 188)

سوال ۲۸۔ کیا صحابہ پر طعن کرنا یا ان کی تنقیص کرنا جائز ہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں! حافظ ابوزرعرہ فرماتے ہیں

”إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَنْقُصُ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَعْلَمْ أَنَّهُ زَنَدِيقٌ“ (تاریخ ابی زرعہ۔ جلد 1، صفحہ 412)
حدیث پاک میں ہے ”فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ“ حافظ ابن اثیر جزری فرماتے ہیں ”لَا يَتَطَرَّقُ إِلَيْهِمُ الْجَرْحُ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ زَكَاهُمْ وَعَدَلَاهُمْ“
(جرح ان کی طرف راہ نہیں پاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ان کا تزکیہ کیا اور تعدیل کی ہے)

سوال ۲۹۔ اگر کسی حدیث میں دو مختلف صحابہ سے دو مختلف روایتیں ہوں تو کیا کریں؟

جواب۔ امام السنن ابوداؤد فرماتے ہیں ”إِذَا تَنَازَعَ الْخَبْرَانِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نُظِرَ إِلَى مَا عَمِلَ بِهِ أَصْحَابُهُ مِنْ بَعْدِهِ“
(جب نبی ﷺ سے کسی موضوع پر دو مختلف روایتیں ملیں تو یہ دیکھا جائیگا کہ آپ ﷺ کے صحابہ نے کیا عمل کیا)
(سنن ابی داؤد۔ جلد 1، صفحہ 376)

سوال ۳۰۔ اگر دو حدیثیں آپس میں متضاد نظر آئیں تو کیا کریں؟

جواب۔ حافظ ابوبکر بھٹاوی لکھتے ہیں ”إِذَا كَانَ مَتْنُ رُؤْيٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خَبْرَانِ مُتَضَادَّانِ وَظَهَرَ عَمَلُ السَّلَفِ بِأَحَدِهِمَا كَانَ الَّذِي عَمِلَ السَّلَفُ بِهِ أَوَّلَى بِالْأَثْبَاتِ“ (جب نبی ﷺ سے دو حدیثیں اس طرح مروی ہوں جو آپس میں ٹکراتی ہوں اور سلف کا عمل ان میں سے کسی ایک پر ہو تو سنت قائمہ وہ ہوگی جس پر سلف کا عمل ہو)

سوال ۳۱۔ محدثین کون ہوتے ہیں؟

جواب۔ علم رسالت کے پیروکاروں کو محدثین کہتے ہیں۔ وہ کھرے اور کھولے کو الگ الگ کر دیتے ہیں۔

گروہ ایک جو یا تھا علم نبی کا لگایا پتہ اس نے ہر مفتری کا

نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسوں

ایک اور شاعر لکھتے ہیں:

ہوئی جب دشمنانِ دین کی یلغار سنت پر سنبھالا پرچم اسلام اہل علم نے بڑھ کر

حفاظت سند کی پھر متن کی جب ہو چکی پوری تو امت پھر منظم ہو گئی آقا ترے در پر



حدیث نبوی ﷺ پر قرآن کا سایہ

سوال ۱۔ حدیث پاک کے الہامی ہونے پر قرآن مجید سے تین دلائل پیش کریں۔

جواب۔ دلیل نمبر ۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ

(اور جو کاٹ ڈالے تم نے درخت یا انہیں اپنی جڑوں پر کھڑے رہنے دیا سو اللہ کے حکم سے تھا)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم کہیں نہیں ملتا کہ ”یہ درخت کاٹ دیں، یہ رہنے دیں“ لیکن اللہ کے حکم کی گواہی موجود ہے، پس یہ حکم وحی غیر متلو (وحی جس کی تلاوت جاری نہیں ہوئی) تھی۔

دلیل نمبر ۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

(التحریم۔ پارہ ۲۸)

فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ

(جب آپ ﷺ نے وہ بات بی بی کو بتائی تو اُس نے پوچھا آپ

کو کس نے بتایا آپ نے فرمایا مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے)

دلیل نمبر ۳۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلْسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ

(ان کے اموال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور محروم کیلئے)

حق معلوم کی تفصیل قرآن پاک میں نہیں حدیث پاک میں ہے۔

سوال ۲۔ جو شخص یہ کہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے میں اسے مانتا ہوں مگر جو حدیث میں ہے میں اسے نہیں مانتا تو کیا حکم ہے

اس کے بارے میں؟

جواب۔ حافظ ابن حزم اندلسی لکھتے ہیں:

”لَوْ أَنَّ امْرَأًا قَالَتْ لَا نَأْخُذُ إِلَّا بِمَا وَجَدْنَا فِي الْقُرْآنِ لَكَانَ كَافِرًا بِاجْمَاعِ الْأُمَّةِ“ (الاحکام فی اصول الاحکام۔ جلد ۲)

(اگر کسی شخص نے کہا کہ ہم صرف وہی مانیں گے جسے ہم قرآن میں پائیں گے تو وہ شخص بالافتاق کافر ٹھہرے گا)

سوال ۳۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت شرک نہیں ہے؟

جواب۔ ہرگز نہیں! قرآن مجید میں حکم الہی ہے ”مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“

(جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی)



سوال ۴۔ کیا وحی غیر متلو میں امر و نواہی کا سلسلہ بھی تھا یا فقط اسرار و رموز کی باتیں تھیں؟

جواب۔ وحی غیر متلو کیلئے حدیث میں کئی جگہ اَمْرَنْسِی رَنْسِی وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں امر و نواہی کا سلسلہ بھی تھا۔ مثلاً

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِمَدَارَةِ النَّاسِ کَمَا اَمَرَنِیْ بِاِقَامَةِ الْفَرَائِضِ (جامع صغیر۔ امام سیوطی)

(مجھے اللہ تعالیٰ نے اس تاکید سے لوگوں کی مدارات کا حکم دیا ہے

جس تاکید سے اس نے مجھے فرائض قائم کرنے کا حکم دیا ہے)

۲۔ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُعَلِّمَکُمْ بِمَا عَلَّمَنِیْ وَاَنْ اُوَدِّبَکُمْ (جامع صغیر۔ امام سیوطی)

(مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمہیں وہ بتلاؤں جو اللہ نے مجھے بتلایا اور تمہیں آداب زندگی سکھلاؤں)

مزید برآں حکم خدا حکم خدا ہے خواہ اس کی تلاوت جاری ہو خواہ اس کا فقط حکم چلے۔



حفاظت حدیث

سوال ۱۔ کیا نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو حدیث لکھنے کی اجازت دی تھی؟

جواب۔ جی ہاں! چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ ایک انصاریؓ نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کی حدیث سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اِسْتَعِیْنِ بِیْمِیْنِکَ (اپنے ہاتھ سے مدد لو) (ترمذی۔ جلد 2، صفحہ 107)
- ۲۔ یمن کے ایک شخص ابوشاہؓ نے حدیث لکھنے کی درخواست کی تو نبی ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا اُکْتُبُوهُ لِأَبِی شَاح (ابوشاہ کیلئے یہ باتیں لکھ دو) (صحیح بخاری۔ جلد 1، صفحہ 22)
- ۳۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے حدیث پاک لکھنے کی اجازت مانگی تو نبی ﷺ نے فرمایا اُکْتُبُوا وَلَا حَرَجَ (لکھ لیا کرو اس میں کوئی حرج نہیں) (تذریب الراوی۔ صفحہ 286)
- ۴۔ حضرت انس بن مالکؓ کو نبی ﷺ نے فرمایا قِیْذُوا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ (علم کو ضبط تحریر میں لاؤ) (جامع بیان العلم۔ جلد 1، صفحہ 72)

سوال ۲۔ کیا کسی صحابیؓ نے حدیثیں لکھ کر نبی ﷺ کو سنائی بھی تھیں؟

جواب۔ جی ہاں! صحابہ کرامؓ بعض اوقات لکھی ہوئی احادیث پڑھ کر سنا دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالکؓ اپنے ذخیرہ احادیث کے متعلق فرمایا کرتے تھے ”هَذِهِ سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَكُتِبَتْهَا وَعَرَضْتُهَا“ (مستدرک حاکم۔ جلد 1)

﴿یہ حدیثیں میں نے نبی ﷺ سے سنی، انھیں لکھا اور آپ ﷺ کو پڑھ کر بھی سنا تا رہا﴾

سوال ۳۔ کیا نبی ﷺ نے حدیثیں آگے بیان کرنے کا بھی حکم دیا؟

جواب۔ جی ہاں! آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

- بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً ﴿میری ایک بات بھی یاد ہو تو آگے پہنچاؤ﴾ (بخاری۔ مشکوٰۃ، صفحہ 32)
- اِیْک دفعہ فرمایا فَلْيَبْلُغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ ﴿حاضرین اسے غائبین تک پہنچائیں﴾ (بخاری۔ جلد 1، صفحہ 26)
- اِیْک مرتبہ فرمایا حَدِّثُوا عَنِّي ﴿مجھ سے حدیث آگے پہنچاؤ﴾ (صحیح مسلم۔ جلد 2، صفحہ 414)

سوال ۴۔ کیا نبی ﷺ نے حدیث آگے بیان کرنے والوں کو دعا بھی دی؟

جواب۔ جی ہاں فرمایا، نَضَّرَ اللَّهُ اِمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ (ترمذی۔ مشکوٰۃ، صفحہ 35)

﴿اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز رکھے جو ہم سے سنے اور آگے اسی طرح پہنچائے جیسا سنا ہو﴾



صحابہ کرامؓ اور کتابت حدیث

صحابہ کرامؓ نے اپنی یادداشت کیلئے حدیث پاک کا جو ذخیرہ جمع کیا اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱۔ الصحیفۃ الصادقہ : حضرت عبداللہ بن عمر و بن العاصؓ کا جمع کردہ صحیفہ تھا۔ (جامع بیان العلم - جلد 1، صفحہ 72)
- ۲۔ کتاب الصدقہ : نبی ﷺ نے اپنے گورنروں کیلئے یہ احکام خود لکھوائے تھے۔ (سنن ابی داؤد - جلد 1، صفحہ 219)
- ۳۔ صحیفہ علی مرتضیٰ : حضرت علیؓ نے زکوٰۃ قصاص دیت وغیرہ کی احادیث جمع کی تھیں۔ (بخاری - جلد 1، صفحہ 38)
- ۴۔ صحیفہ عمر بن حزم : فرائض و سنن وغیرہ کے احکام جو نبی ﷺ نے اہل یمن کیلئے لکھوائے۔ (سنن نسائی - جلد 2، صفحہ 252)
- ۵۔ صحیفہ جابرؓ : مسجد نبویؐ کے مدرس حدیث حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے ذخیرہ جمع کیا۔ (تہذیب التہذیب - جلد 8، صفحہ 353)
- ۶۔ صحیفہ سمرۃ بن جندبؓ : حضرت سمرہؓ نے اپنی یادداشت کیلئے جمع کیا۔ (تہذیب التہذیب - جلد 4، صفحہ 236)
- ۷۔ کتاب معاذ بن جبلؓ : قاضی یمن حضرت معاذؓ نے یہ ذخیرہ جمع کیا تھا۔ (ترمذی - ابوداؤد - مشکوٰۃ - صفحہ 324)
- ۸۔ کتاب عبداللہ بن عمرؓ : حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یادداشت کیلئے ذخیرہ اکٹھا کیا۔ (سنن دارمی - جلد 1، صفحہ 105)
- ۹۔ کتاب ابن عباسؓ : حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا مجموعہ احادیث تھا۔ (ترمذی شریف - جلد 2، صفحہ 283)
- ۱۰۔ کتاب سعد بن عبادہؓ : انصار کے سردار حضرت سعدؓ نے ذخیرہ جمع کیا۔ (جامع ترمذی - جلد 1، صفحہ 160)

سوال ۲۔ کیا نبی ﷺ نے کسی صحابیؓ کو حدیث لکھنے کا حکم دیا؟

جواب۔ جی ہاں! نبی ﷺ نے فرمایا حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِمَّا بَيْنَهُمَا إِلَّا حَقٌّ فَأُكْتُبُ

﴿قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ ان دو ہونٹوں

کے درمیان سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا، سو تم ان باتوں کو لکھتے رہو﴾

سوال ۳۔ کیا نبی ﷺ نے کسی صحابیؓ کو حدیث لکھنے سے منع بھی کیا؟

جواب۔ جی ہاں! ابتدائی دور میں اس لیے منع کیا کہ کہیں احادیث اور قرآنی آیات آپس میں خلط ملط نہ ہو جائیں۔ جب

صحابہ کرامؓ نے اس حقیقت کو اچھی طرح جان لیا تو نبی ﷺ نے حدیث لکھنے کی بھی اجازت دے دی۔



رجال الحدیث

رجال الحدیث وہ مردان باوفا ہیں جن کی وجہ سے حدیث پہلوں سے پچھلوں تک پہنچی۔ نبی ﷺ نے سب صحابہؓ کو رجال حدیث بنایا، فرمایا: **يَلْعَوُا عَنِّي وَلَوْ آيَةً** ﴿میری باتیں آگے پہنچاؤ ایک ہی سہی﴾ اس ارشاد رسالت سے دو باتیں معلوم ہوئیں:

- ۱۔ نبی ﷺ نے ہر صحابیؓ کو حدیث کو آگے پہنچانے کا ذمہ دار بنایا۔
 - ۲۔ نبی ﷺ کی نظر میں ہر صحابیؓ روایت کا اہل تھا، صادق اور امین تھا۔
- صف اول کے رجال الحدیث:

- ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (32) سے 848 احادیث
- ۲۔ ام المومنین سیدہ عائشہؓ (58) سے 2210 احادیث
- ۳۔ حضرت ابوہریرہؓ (59) سے 5374 احادیث
- ۴۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؓ (68) سے 1660 احادیث
- ۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (73) سے 2630 احادیث
- ۶۔ حضرت ابوسعید خدریؓ (74) سے 1170 احادیث
- ۷۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ (78) سے 1540 احادیث
- ۸۔ حضرت انس بن مالکؓ (93) سے 2266 احادیث

خیر امت کی فضیلت:

عرب میں نوشت و خواند کا رواج کم تھا۔ حافظہ کی قوت زیادہ استعمال ہوتی تھی۔ لوگوں کو اپنے شجرہ نسب اور ہزاروں اشعار و ضرب الامثال یاد ہوتی تھیں۔ انسان جس قوت سے کام لے وہ قوی سے قوی تر ہو جاتی ہے۔ مشہور تابعی حضرت قتادہؓ کا قول ”قوت حافظہ اس امت کا امتیازی سرمایہ ہے“ (زرقانی شرح جلد 5، صفحہ 395)

محدثین کا شوق حدیث:

- ۱۔ امام لیث بن سعدؒ (175) سے کسی نے پوچھا کہ آپ بعض اوقات ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو کتابوں میں نہیں ملتیں۔ فرمایا اگر سینے کا علم کتابوں میں آجاتا تو سواری نہ اٹھا سکتی۔ (تہذیب جلد 8، صفحہ 463)
- ۲۔ امام عبداللہ بن ابی داؤدؒ (316) امام ابو داؤد صاحب سنن کے فرزند جب اصفہان پہنچے تو علماء نے جلیل القدر محدث کا فرزند سمجھ کر حدیث سننے کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے چھتیس ہزار احادیث زبانی سنا دیں۔ جب وفات ہوئی تو اتنا مجمع تھا کہ 80 بار نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (میزان جلد 2، صفحہ 44)



۳۔ امام ذہبیؒ نے امام ابن ابی عاصمؒ (224) کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے پچاس ہزار احادیث زبانی لکھوائیں۔

(تذکرہ۔ جلد 2، صفحہ 194)

۴۔ امام العسائیؒ (349) فرماتے تھے کہ مجھے پچاس ہزار حدیثیں صرف علم قرأت سے متعلق یاد ہیں۔ انھوں نے اُردوستان میں چالیس ہزار احادیث زبانی لکھوائیں۔ اصل بیاض سے تقابل کیا گیا تو ایک حرف کی غلطی بھی نہ تھی۔

(تذکرہ۔ جلد 3، صفحہ 97)

۵۔ امام ابن خزیمہؒ (311) نے فرمایا کہ امام ابن راہویہؒ کو ستر ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ طلبہ نے پوچھا آپ کو کتنی یاد ہیں، پہلے فرمایا فضول باتیں مت کرو۔ پھر اصرار کرنے پر بتایا میں نے جو کچھ کتابوں میں لکھا ہے مجھے زبانی یاد ہے۔

(تذکرہ۔ جلد 2، صفحہ 26)

۶۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے تھے کہ کل صحیح احادیث سات لاکھ سے کچھ زائد ہیں۔ جن میں سے چھ لاکھ ابوزرعہ رازیؒ (264) کو یاد ہیں۔ ان کے ایک شاگرد نے قسم کھائی کہ ابوزرعہؒ کو لاکھ حدیثیں یاد نہ ہوں تو بیوی کو طلاق۔ جب ابوزرعہ کے سامنے مسئلہ پیش کیا گیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا تیری بیوی کو طلاق نہیں ہوئی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ایک لاکھ احادیث مجھے اس طرح یاد ہیں جیسے عام لوگوں کو سورۃ اخلاص یاد ہوتی ہے۔

(تہذیب۔ جلد 7، صفحہ 33)

۷۔ امام ابوزرعہؒ کی وفات بھی عجیب طریقے سے ہوئی۔ مشہور محدث ابو جعفر محمد بن علیؒ کا بیان ہے کہ ہم چند رفقاء امام ابوزرعہؒ کے پاس اس وقت پہنچے جب ان پر نزع کا عالم طاری تھا۔ ہم نے ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کا ارادہ کیا مگر جرأت نہ ہوئی۔ محدث ابن وارہؒ نے سند شروع کی مگر امام ابوزرعہؒ نے عالم نزع میں خود سند بیان کرنی شروع کی ”قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عبد الحمید عن صالح عن كثير عن معاذ بن جبل قال قال رسول الله ﷺ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَاتَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى“ یہ الفاظ حدیث بیان کر کے ان کی وفات ہو گئی (معرف علوم الحدیث۔ صفحہ 76)



تدوین حدیث

سوال ۱۔ قرونِ ثلاثہ کسے کہتے ہیں؟

جواب۔ وہ قرون جن میں خیر کا غلبہ ہونے کی بشارت نبی ﷺ نے درج ذیل الفاظ میں دی:

”اَكْرِمُوا اصْحَابِي فَإِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يُظْهَرُ الْكِذْبُ“ (مشکوٰۃ۔ صفحہ 554)

﴿میرے صحابہؓ کی عزت کرو کیونکہ وہ تم میں سے بہترین ہیں پھر وہ جو انہیں ملیں پھر وہ جو انہیں ملیں پھر جھوٹ ظاہر ہونے لگے گا﴾

سوال ۲۔ تدوین حدیث کی حکومتی کوششوں کا باقاعدہ آغاز کب ہوا؟

جواب۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور میں ائمہ حدیث کو اس طرف متوجہ کیا۔

”كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ أَنْظِرْ مَا كَانَ مِنْ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَارْتَبِئْهُ“

﴿حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوبکر بن حزم کو لکھا کہ نبی ﷺ کی حدیث پر نظر رکھو اور انہیں لکھ لو﴾

(بخاری۔ جلد 1، صفحہ 28)

☆ حضرت ہمام بن منبہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے مجموعہ حدیث اکٹھا کیا۔ دو قلمی نسخے برلن اور دمشق کے کتب خانوں میں آج بھی موجود ہیں۔

☆ علامہ ابن شہاب زہری نے بھی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے حکم سے ذخیرہ حدیث اکٹھا کیا۔ (المصنف عبدالرزاق۔ جلد 1)

☆ امام شعبی نے مجموعہ امام شعبی کے نام سے ذخیرہ حدیث تیار کیا۔ یہ حدیث کی پہلی کتاب ابواب سے مرتب ہوئی۔

سوال ۳۔ تدوین حدیث کے پانچ دور کون کون سے تھے؟

☆ پہلا دور 200.....100 ہجری	☆ دورِ صحابہؓ 120 ہجری تک
☆ دوسرا دور 250.....200 ہجری	☆ دورِ تابعینؓ 170 ہجری تک
☆ تیسرا دور 300.....250 ہجری	☆ دورِ تبع تابعینؓ 220 ہجری تک
☆ چوتھا دور 450.....350 ہجری	☆ آخری صحابی حضرت عامر بن واثلہؓ کی وفات
☆ پانچواں دور 750.....500 ہجری	☆ 110 ہجری میں یا 120 ہجری میں ہوئی۔



تدریس حدیث کے پانچ دور

پہلا دور	دوسرا دور	تیسرا دور	چوتھا دور	پانچواں دور
ابن جریرؒ کی کتاب الآثار حدیث کی سب سے پہلی باقاعدہ کتاب ہے 150ھ	۱- مسند ابی داؤد طیالسی ۲- مسند امام شافعیؒ ۳- مسند اسد بن موسیٰ ۴- مسند عبداللہ بن موسیٰ ۵- مسند نعیم بن حماد الخزاعیؒ ۶- مسند اسحاق بن راہویہؒ ۷- مسند عثمان بن ابی شیبہؒ ۸- مسند امام احمد بن حنبلؒ	۱- الصحیح امام بخاریؒ 256ھ ۲- الصحیح امام مسلمؒ 261ھ ۳- سنن ابو داؤدؒ 275ھ ۴- سنن ترمذیؒ 279ھ ۵- سنن نسائیؒ 303ھ ۶- سنن ابن ماجہؒ 273ھ	۱- ابن ابی العوامؒ 335ھ ۲- ابو محمد الحارثیؒ 340ھ ۳- ابن حبانؒ 354ھ ۴- جبرائیؒ 360ھ ۵- ابو محمد حسن بن محمدؒ 360ھ ۶- ابن عدیؒ 365ھ ۷- ابن شاینؒ 370ھ ۸- ابن حزمؒ 456ھ ۹- حاکمؒ 405ھ ۱۰- ابو نعیم اصفہانیؒ 430ھ ۱۱- الطہیؒ 458ھ ۱۲- خطیب بغدادیؒ 463ھ ۱۳- ابن عبد البر مالکیؒ 463ھ	۱- بخویؒ 516ھ ۲- قاضی عیاضؒ 544ھ ۳- ابن عساکرؒ 571ھ ۴- حافظ عبدالغنیؒ 600ھ ۵- ابن صلاحؒ 643ھ ۶- ابن تیمیہؒ 652ھ ۷- امام نوویؒ 676ھ ۸- امام ابن قیمؒ 751ھ
عمر بن راشدؒ کی الجامع 154ھ اسکا ایک نسخہ انقرہ میں اور ایک استنبول میں محفوظات میں موجود ہے۔	امام مالکؒ کی موطا مالک 179ھ امام محمدؒ نے موطا امام محمدؒ کی قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الآثار فقہی ابواب پر مرتب کی اور مختلف و موافق حدیثیں جمع کیں۔ مصنف فی الحدیث کے لقب سے مشہور ہوئے۔	دارمیؒ 255ھ ذہبیؒ 258ھ مزنیؒ 274ھ ابو الیاس موصیؒ 307ھ ابن جبارودؒ 307ھ ابن جریر طبریؒ 310ھ ابو جعفر طحاویؒ 321ھ ابن خزیمہؒ 321ھ ابن عوانہؒ 316ھ		